

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رسالة مقال العامي وفضل رويي الموسوم به

عقبة الحجة
صادق دوا
سبيل

نخل و حنا
مريال

مؤلفه عا جنة قاسم علي احمدی

مطبعة كبرى
در بن بنی هاشم

خطاب بدو دشمن دین

اے سپہ امحقق حق بستہ کر
 سے کشائی ہر وہی برحق زبان
 از سر تقویٰ ہے ہم با بد جہدالی
 ہاں مشو گر گب سیا بانی و بار
 آن شبہ عالم کہ نامش مصلطہ
 آنکہ بر صدق و کمالش در چہ سان
 آن نبی چشم تو اے ثابکار
 شرت آید اے سگ نوجو پست
 چہتے اے مردک فطرت تباہ
 بر قسم غوغا کنی از سگ سگ
 پس چرا تو اے عدوئے مصلطہ
 تو خودی زن سر اے تو ہیچو زنان
 زناغ گر ز اے بجایت مروت
 تو بلا کی اے شقی سردی
مصلطہ آئینہ مروے خدا است

نہست جز بوجو حق کار سے دگر
 چون نہ ترسی از خدا سے رازوان
 آنکجا دشنامہا اے بد خصال
 یا ترک کن این خود از حق شرم وار
 سید عشاق حق شمش البضحا
 صمد دلیل و حجت روشن عیان
 ہست یک شہوت پرست و کین شعار
 می تھی نامریان شہوت پرست
 طعہ بر پا کان بدین روئے سیاہ
 خورد گشت ز گروہ زین سگی
 می نمائی کوری خود را بسا ند
 ناقص این ناقص این ناقصان
 نیک بود از فطرت بد گوہر ت
 زانکہ از جان جهان سرکش شدی
 منعکس در دے همان خودی خدا است

کار پا کان بر بدن کردن قیاس
 کار نا پا کان بود اے بد حواس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خالق ارض و سما میں درجست کشا
از بس لطیفی دلبر اور ہر گ و تارم در آ
در سر کشی ہے پاک خوجان بر کنہ از بجز تو
خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطعم رونما

دانی تو آن درو مرا کز دیگرین پنہان کنم
تا چون بخود یا ہم ترا دل خوشتر از پستان کنم
از انسان ہم گریہ کن و یک عالمے گریان غم
خواہی بخش یا کن رہا کے ترک آن جامان کنم

اشرو و کشن

محل اسلام نام ایک رسالہ آجکل دہلی کے بازاروں میں گشت کرتا ہوا میری نظر سے
گذرا اس نام کو دیکھ کر میں نے اٹھا نہ قیمت پر ایک بھکوت سے آریہ سے خرید کر جب
سکوڑا تو معلوم ہوا کہ یہ ایک نیا بخاریا کیڑا ہے جو لاہور کی تنگ و تاریک گلیوں کی عفت
سے پیدا ہو کر دیگر شہروں میں بھی پہنچا ہے۔ اس برستانی کیڑے کی کچلیوں تلخ بعا

سلا بکھوڑا ہری سنگ نام ایک آریہ ہے جو اپنی بد زبان سے اگر وہ میں سزا پا چکا ہے۔ آجکل وہ دہلی میں رہتا ہے
سال گزشتہ اپریل کے مہینے میں جبکہ چاندنی چوک میں وہ ایک مستعلی اشاعت کے پردہ میں سلام پر حملہ
کرتا تھا پتہ پتہ ہندو مذہب کی تبلیغ دے دیکر اور ہر پرانہ علم مقرر کر کے مقابلہ میں بلایا گیا تھا۔ میری سزا
کے لیے بخود اور حواس باختہ ہوا کہ باوجود سب سے کھڑا رہنے کے ایک لفظ نہیں بول سکا اور آخر نہایت غیرت
وہ نے دالے الفاظ سے لاکار نے پردہ واکر ایسا بھاگا کہ آج تک کتاب مقابلہ نہیں لاسکا مفصل حال

در کون خیار وکیل از سر سوختہ ریشی شہزادہ

شیریں اور آسمانی ہنر بردن کو تمہاری پھر کہ معبود و مسجود لوہڑیاں تو مند و کھا
سکین بلکہ ان کے مارے ہوئے اور پس خوردہ ہاسی شکار سے پیٹ پاتی رہیں اب نہ
لوہڑیوں کے فرزند شیروں کے جنم میں تو نہیں مگر چوہڑوں اور کتوں کی جوں میں آکر
ہمساویں کی پستیزیں کیوں بھاڑتے اور لوگوں سے لڑتے جھگڑتے ہو

اسے ہر نصیب قوم تو آفت رسیدہ ہے
اسلام ہے عروسِ سرت سے ہکنا
اور پائے شوق و دستِ تمنا بریدہ ہے
اسلام آج جوشِ سرت سے لال ہے
تو سو گوار ہے لبِ حسرتِ گزیدہ ہے
اسے قوم آری تجھے کیوں آگ لگ گئی
پڑکھتیرے چہرے کی رنگت پریدہ ہے
کیوں جل کے اپنی آگ میں ہم سر شیدہ ہے
گوئی جل گئی ہے تری بل نہیں گیا
بدلی نہ تو اگر جب زمانہ بدل گیا

سُن اور ہر مہال! امین تیرے نخل بے ثمر کو عادتِ رومی میں پھینک دیتا اور ان گالیوں اور یا وہ
گوئیوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتا جو تو نے شاہانِ اسلام اور مائیِ اسلام الف الف علیہ السلام
کے حق میں کی ہیں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ایک قادیان کو ایک جھوٹے مستغیث کے
خلاف فیصلہ دیکر کیوں اشتعال آنا چاہیے جبکہ مایوس اور نامراد مستغیث عدالت
کے کمرے سے کچھ نہیں بڑھاتا ہوا کچھ بکتا ہوا نکلتا ہے ذلیل ذلیل ہے سچ ج ہے
اسکی پاؤں ہوا یا وہ گوئی کوئی آندھی نہیں جس سے عالی قدرج کی مستقیم اور مضبوط
کری بل جائے گی۔ مگر ان اس رسالہ کے نام نے تحریک کی کہ اس پر کچھ لکھنا ضروری
ہے اس لئے کہ اس کا نام دیو کہ دینے کی غرض سے نخلِ اسلام کا رکھا گیا ہے فقط
اس نام کی خاطر میں اس رسالہ کو خرید اور پڑھا۔ اور اس نام کے باعث تیرے الیٰ علیہ السلام
کی حقیقت کھولنے کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو تو نے اپنی خبیث فطرت سے اپنے
اسلام علیہ السلام کی ذات پر نہایت شوخی اور وریدہ دہنی سے کئے ہیں یہاں پر میں

چند نمونے اس ویدک تہذیب کے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے نخل اسلام سے نقل کرتا ہوں جو اسلام خدا کے اسلام اور بانی اسلام و کتاب اسلام اور شاہان اسلام کے حق میں اس کو دن بد زبان نیوک کے ولداوہ سے لکھے ہیں۔ نقل کفر کفر نہ باشد۔

نخل اسلام سے دہر میال آریہ کی ہرزہ ورامی کے چند نمونے

(۱) زینب کے عشق کے چمکے دلوں کو باہی و آب بنا رکھا تھا صفحہ ۸۸

(۲) حضرت کے ایک دوست نے بر ملا ایسا کہا تھا کہ حضرت کی موت کے بعد میں عائشہ سے شادی کروں گا دوسرے نے کہا کہ میں زینب سے کروں گا جب یہ باتیں چمک چمک رہی تھیں تو وہ بہت جھنجھلا یا اور اپنی تمام فلاسفی بھول گیا۔ صفحہ ۹۱

(۳) محمد کا ویاہ مار سے غصہ و جوش کے چکا گیا صفحہ ۹۲

(۴) حفصہ کے رونے کو اور اسکی وراثت کو سن کر محمد کے ہوش اڑ گئے۔

(۵) یقیناً محمد ماریہ کے تعلق پر نادم ہوا اور اسنے اسکو چھپا لیا مگر جب حفصہ اس کو توت کو نہ چھپا سکی تو عائشہ کو نہ چھپا سکتی تھی محمد کی عرق ریزی کا تمام عورتوں میں غل غبار مچ گیا۔ عائشان کی لیڈر تھی سب نے ملکر سڑاٹ کر رکھا کہ تو محمد آئندہ ماریہ جاریہ سو ایسی کارروائی کرنے سے قسم کھائے یا پھر محمد کو ہی بائیکاٹ کر دیا جاوے غرضیکہ تمام عورتوں کو سڑاٹ پر تلے ہوئے محمد کے رہے رہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ مگر محمد تھا کہ بیچ و تاب کھاتا تھا شاید اپنی

بزدلی پر کہ عورتوں سے ڈر گیا نادم تھا۔ صفحہ ۱۰۲

(۶) ادھر محمد کی عورتیں صف آرا تھیں۔ اور ادھر محمد العدیان جبریل فرشتوں اور مسلمانوں کی صف باندھے کھڑے تھے قریب تھا کہ جنگ

ہفت سالہ شروع ہو جائے اور اللہ میاں جبرائیل اور فرشتے

عورتوں کے ہاتھ سے پٹ جائیں۔ صفحہ ۱۳

(۷) محمدؐ مائے ساز تھا جس قسم کا موقع دیکھتا تھا اسی قسم کا الہام
کھڑ لیتا تھا۔ صفحہ ۱۵

(۸) غیر مسلموں نے محمدؐ کی ان حرکات پر اظہارِ نفیر کیا۔ اس
سے محمدؐ اور بھی جل بھنگیا۔ صفحہ ۱۶

(۹) محمدؐ کی لڑکچہ پر کافرش صرف محمدؐ کی بہشت تک ہی محدود نہیں
تھی بلکہ بعض موقعوں پر بہشت کی عورتوں کی خوبصورتی ان
کی شرمگاہوں کی خوبصورتی۔ مردوں کی شرمگاہوں کی حالت۔ ان
کی قوتِ شہوانی کا ایسے خوفناک الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ جو
درحقیقت خطرناک ہے ہم مارے شرم اور قانونی لحاظ کے اس
حدیثِ مقدس کا ترجمہ نہیں دے سکتے۔ صفحہ ۱۷

(۱۰) اورنگ زیب جیسا ستم شعار۔ بدکردار۔ گہنگار شخص خود بیخ
جن سے کھڑ گیا آخر اپنی تمام سیہ کاریوں کا بوجھ اپنی گردن
پر رکھ کر وہ دنیا کو ایک موذی انسان سے خالی کر گیا۔ صفحہ ۱۹

(۱۱) اورنگ زیب نے اپنے باپ دادا کی کمی کی کسر مکاری و فریب
و بہو کلاباری۔ حلف و روغی۔ کشت و خون مردم آزاری۔
زہر خوردانی۔ پدر آزاری۔ بدور کشی میں نکال ڈالی چونکہ قرآن
میں اس قسم کی تمام مکروہ کارروائیوں کو جائز سمجھا گیا ہے
بلکہ خود اللہ میں نے جو کہ قرآن کا مصنف ہے اپنی ذات مبارک
سے جا بجا اس قسم کی غلی کارروائیاں کر کے دکھائی ہیں جو کہ

اسانیت سے بعید ہیں۔ اس لئے اگر اورنگ زیب نے جسکو
بھڑیا کہنا بجا نہیں ہوگا۔ اپنے پیر و مرشد کی تقلید کی تو کوئی حیرانی
کی بات نہیں ہے صفحہ ۵۰ اورنگ زیب یا سفید سانپ کی
پیدائش۔ صفحہ ۵۱

(۱۲) جہانگیر غت شرابی تھا۔ بعض اوقات شراب و کباب کا
سب سامان ہاتھیوں پر لا کر شہر کے اندر چکر لگاتا اور ہر سر عام
شراب پیتا اور تاج رنگ دیکھا کرتا تھا۔ صفحہ ۵۲
(۱۳) شاہجہان کے حالات اس قدر گندے ہیں کہ ہم انکو اپنے الفاظ
میں بیان کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ صفحہ ۵۳
شاہجہان اس قدر شہوت پرست تھا کہ اس کے جذبے کا
بیان کرنا مشکل ہے صفحہ ۵۴

شاہجہان کی بڑی لڑکی کی یہ حالت تھی کہ اسے قلعہ کے باہر
محل بنوا چھوڑا تھا۔ ان شہزادیوں کے اپنے آدمی تھے جو کہ خواجہ
سراؤں کی معرفت محل میں لیجائے جاتے تھے اور وہ
اکثر عورتوں کے پچیس میں جاتے تھے۔ شاہجہان کی چھٹی
لڑکی روشن آراہیم سفر میں بوٹدی کی بجائے ایک نوجوان
کو زنا نہ پوشاک میں ساتھ رکھتی تھی۔ روشن آراہیم نوجوان
اپنے محل میں زنا نباس میں رکھ چھوڑے تھے۔ صفحہ ۵۵
(۱۴) مسلمانوں کا امیر المومنین سرور عالم عظیم خلیفہ داروں رشید
ایک دن ایک بوٹدی کے پیچھے بھاگا بوٹدی نے کہا کہ آپ
آج کا دن مجھے چھوڑ دین امیر المومنین نے کہا اچھا وعدہ کرو

لوندی نے دوسرے دن کا وعدہ کیا۔ دوسرے دن مسلمانوں کا سردار

پھر اسکے دروازے پر جا ملا۔ صفحہ ۱۳۲۔ انتہائی مختصراً۔

معزز ناظرین! یہ ہیں وہ شہداء الفاظ و روایت و کلمات جو دیکھتے ہیں کہ تعلیم کے روح
روان اور آریہ لیدر کے پاک طرف کا پھوٹا آریہ نخل کے ٹہریں سدکھا آپ نے کہ کس مہذبہ
پیارے اور لطیف کلام میں ویانند کے خلف رشید نے خدا کی سچی کتاب اور اسکے برگزیدہ
افضل الرسل خاتم الانبیاء انسان کامل اور اس پیارے رسول کے بچے خادمون اور اسلامی
بدشاہوں کا ذکر آپ کو سنا کر اپنا دل ٹھنڈا کیا ہے میں نے یہ صرف چند نمونے بطریق شستے
از خروار یا قطرہ از بحار کے نقل کئے ہیں ورنہ کوئی شاخ یا کوئی برگ اس نخل بے ٹمکا ایسا
نہیں نظر آئیگا جس میں خون چلا دینے والے کانٹے نہ ہوں بھلا فرمائیے کہ اس کا کیا جواب دے سکتے
ہیں سوائے اسکے کہ غنیمت حقیقی ہی اسکا انتقام لے۔

اے آریہ دہرم کی سچی تصویر ستر دہ سال اکیوں سگ دیوانہ کی طرح ناحق غضب
سے جھجھلا جھجھلا کر غیظ کے جھاگ منہ پر لانا اور راستہ بازوں کی طرف کاٹنے کو پکارتا ہے کیا تجھے معلوم
آہیں کہ ہماری عادل گورنمنٹ دیوانے کنون کو خبر دیتے ہی مروا دالتی ہے تاکہ رعایا سرکاران کے
گزند سے محفوظ رہے۔ اسے ناچیز کو مٹا کر کیا تجھے علم نہیں کہ اس رفیع الشان نبی الرحمان
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کے ماننے اور ان کو اپنی جانوں اور مالوں سے افضل اور
پیارا جاننے والے کتنے کروڑ انسان اس دنیا میں موجود ہیں جنکے دلوں کو تو نے ایسے توہین آمیز کلمات
سے جھجھکا دیا ہے کہ اسے ناواقف اندیش پل ساڑ تو تمام جہلکے مسلمانوں کو دل بھر کر کوس لینا۔ اگر
تو قدرت دکھاتا ہو ہمارے گھر بار لوٹ لیتا۔ ہمارے زناں و فرزندوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے
ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا تو ہمیں یہ رنج اور یہ صدمہ اور یہ دکھاویہ درد نہ پہنچتا جو ہمارے پیشوا تمام
استبانتین کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے زندہ الحی القیوم
خدا کی آہیں کر کے تو نے ہمیں ہاوسل دنیا کے مسلمانوں کو پہنچایا ہے اسے شوخ اور گمراہ

آریو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ زمین کا ایک کثیر اجولاہور کے کسی سوراخ سے اس لئے نکلا ہے کہ
 حص وائز کے مزے کے لئے کوئی دانہ تلاش کرے اسلام کو نکل جائیگا ہرگز نہیں وہ تو کسی پانک
 نیچے ہی دب کر چلا جائیگا اسے دیانند کی ناپاک ذریت سمجھے اپنے حال پر کبھی رونا نہیں آتا کہ جس
 نامراد اور مجبور قوم کے تمام کپڑے سفلی زندگی کے کچڑے سے آلودہ ہیں اور پاکیزگی کا ایک درجہ
 بھی جسے نصیب نہیں دنیا کے مکار حیفہ خوروں کی تقلید میں وہ یہ تمنا رکھتی ہے کہ اسلام کے
 سنگین قلعہ کو کاغذی کدالوں سے گرا دیں؟ اسے آریہ کمپنی کے ممبرو! کیا تمہیں
 امید ہو گئی کہ دہر سپال یا اس کا کوئی ہمزبان اسلام کے خلاف قلم پکڑ کر یہ گمان کرتا ہی
 کہ اب وہی اکیلا نہ رہے گا سانپ اسلام کی ایٹری کو ڈسے گا اور اس وقت تک اپنے باریک تنگ
 ہوتا رہے گا سوراخ میں واپس نہ جائیگا جب تک اپنی ساری کچلیوں سے کام نہ کر لے؟ ہرگز نہیں
 وہ تو بہت جلد اس مچھلی کی طرح جو پانی سے الگ کی جائے ترپ ترپ کر بیکار ہو جائیگا
 اور اس کا سا لہجہ شش ٹھنڈا پڑ جائیگا۔

اسے چمن آریہ سماج کے نخل کیا ایسی تحریروں اور کاغذی پتنگوں سے تو
 اس مر وہ کتاب کو جس کی صدیوں سے زبان کٹ گئی ہے اور اب مانا گیا ہے کہ اس
 گونگے کی بولی سمجھنے والا کوئی نہیں سہاں گونگے کی ماں لگنی سوا ہو ہی ہو جو گونگے کی بولی
 سمجھے زندہ کر کے بلوا سکتا ہے؟ کیا کالجوں، اسکولوں کے نوجوان ہندو یا بچے
 یورپ، انگریزی پڑھ کر جہان اور زمین کرتے ہیں اور یورپ کے یورپ اتار تو ہیں
 قومی مصلحت سے یہ سمجھ کر مردہ وید کی طرف سے آپ ہی وکیل بن کر بولیں اور اس بلے
 اندھے بہرے بے دست و پا کو دنیا کے عجائب خانہ میں رکھیں تو کیا اسے اندر سے
 خالی ڈھول کو رکھ سکتے ہیں؟ یا فاتح اور جبری قوموں کی نقل پر یہ خیال پیدا کر لیا ہی
 کہ اس قلمی زمانہ میں ہم بھی تبلیغی اور دعوت کرنے والی قوم بنیں تو کیا بن سکتے ہیں نہ
 زبان سے وید وید پکارنے سے بنتا ہی کیا ہے تا وقتیکہ الہیات کے بڑے اور

میں ایک ہی مسئلہ کے متعلق ایک مسئلہ کے لئے وہاں ہیں وہاں خود
 اور پھر اس پر کسی کے اپنے الفاظ میں دعوے کے دلائل بیان
 کرتے ہیں۔ یہ ایک ایک سرخ سوکھی سخت تر ہے ہم دعوے کے
 بہت ہیں۔ یہ نیکی ساری کتابیں بجز قرآن مجید کے اس بارے میں سبے برکت اور گنجی
 دراندہ ہیں۔ بجائے اسکے کہ نیوگ جسے حیا سو فعل کے شہدائی نصرانیوں نے تعلیم
 و تربیت سے فائدہ اٹھا کر اسلام پر نکتہ چینی کر کے اپنے تئیں **مرو وید** کا ولی اور ہونے
 والے کہیں مشرک و غیرین مناسب ہے کہ ایک دفعہ اس مرو وید کو بھی بلوائین اور چارون ویدوں کا
 صاف وراثتی جوہر شمع کر دیں۔ پھر دیکھیں کہ بڑے میلان کی کیا گت بنتی ہے دراصل
 بت پرستوں کے تاذن آریوں کو جس قدر ویدوں کی نسبت یہ جوش و خروش ہے وہ صرف
 ایک ہی شخص کی طرف زنی کی بنا پر ہے جو اس دنیا سے گزر بھی گیا۔ ورنہ فی ہزار بھی
 ایک آریہ، یسا نہیں ملے گا جس سے چارون وید یا قاعدہ پڑھے ہوں اس سے ویدوں
 نسبت انکی یہ مثال ہے کہ **ویکھانہ بھالا صدے** **نئی خالاب**
 ہم میں تمہید کو ایک پاکیزہ تاحوار نظم لکھ کر ختم کرتے ہیں۔

کلام الہامی

<p>بے گمان کے نیچے دین خدایہ ہے سب دین میں ایک فساد نہ کو نہ کیا وہی آریوں پر ایمون ہو گئے پشتر آریوں کا پیشہ ہر دم بت ہزارانی جس قدر کہ وہ یہو تہذیب کے ماری آخر یہ تو کی شے جو کیوں بڑے زندے</p>	<p>سے سننے والوں کو لو نہ بدست ہی ہے قرآن ہے ایک اگلا حق کی صدا ہی ہے ہیں دیکھ کر یہ منکر شہ و جفا ہی ہے ویدوں میں آریوں سے شاید پڑا ہی ہے کہ کہ کہیں کہن میں ہم نہ رہا ہی ہے کیا جو انکی بگڑی یا خود قضا ہی ہے</p>
---	--

نبیوں کی بید ہر کس بین توہین کرتا جانا
 جتنے نبی تھے آئے سوئے ہوئے عیسے
 دل بھٹ گیا ہمارا تحقیر سنتے سنتے
 جلد آپیار سے ساتی ابد ہم نہیں چر باقی
 اسے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
 کہتے نہیں ہیں نہ اہم گالی سے ایک دم بھی
 کہنے کو ویراے پر دل ہیں سب کے کا
 ہم نے ہے حکمرانا قادر ہے وہ توانا
 اسے آریوں یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا
 ہم کو ہو کیوں ستاتے سوا فترا بناتے
 اچھا نہیں ستانا پاکون کا دل دکھاتا

کتوں سا کھولنا منہ ختم فنا ہی ہے
 مکار ہیں وہ سارے ان کی نڈا ہی ہے
 ہاتھوں کو اب اٹھا کر حق سے وعدہ ہی ہے
 وہ شربت تملاتی حرص و ہوا ہی ہے
 مست کھ کھ کہ سن ترانی تجھ سے جا ہی ہے
 انکا و مشغل پیشہ صبح و سہا ہی ہے
 ان کو خدا سبھنا لے اب تہا ہی ہے
 اسنے ہے کچھ دکھانا اس سے جا ہی ہے
 ان شوخیوں کو چھوڑو بس مدعا ہی ہے
 بہتر تھا ہاڑتے دورانہ بدایہ ہی ہے
 نہ گستاخ ہوتے ہاتا بزرگ خدائی ہے

راحم مؤلف

باب اول

صاعقہ ذوالجلال بر نخل و ہر میال

نخل اسلام میں دہر میال سے متصف و مقتدر و سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زاری سے
 ہر ایک پر سخت الفاظ میں چلے گئے ہیں ہمارا فرض ان نایاب الزاموں کو افسانہ الہیہ سے
 ثابت کر کے اہل حقیقت کو ہلکے کے سامنے رکھ دینا ہو گا۔ سب سے پہلا الزام یہ ہے
 نصرانیوں نے اس گتے موتے خدا کی خدائی ثابت کر نیکیاں ہمارے سید و مونس
 صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ لگا ہے کہ اپنے متبعی اللہ کے نزدیک بیوی زینبؓ سے نکاح کر لیا۔
 اور ان وقت کو جس سے برے طریق اور گندے سے گندے الفاظ میں لکھا ہے
 اس کی تہ بہا شکر سب زرد و بارہ شغال مچھون آریہ نے بھی اپنا نام اہل سیلہ کیا
 یہ بات سنیوں کی ایجاد نہیں بلکہ اسکا فخر انکے نہیں مقتداؤ کو ہے جنکی پسین یہ دیگر
 کاموں میں کرتے اور پرانی بد شکونی میں اپنی ناک کھواتے ہیں اللہ اتنا ضرور ہے کہ
 ان گندہ دلوں کے خبیث اور ناپاک فطرون کا ایسی تحریریں ایک آئینہ میں جس سے
 دیانندی و دیدون کی تعلیم کا پورا پورا فوٹو کھینچا جاسکے کیونکہ ہر ایک شریف اللسان کا
 بشرطہ کہ وہ نیوگ کی کوئی ذہن نہ ہو۔ بلکہ اپنے باپ کا حقیقی فرزند ہو مقتضای شرافت یہ ہوتا
 ہے کہ ہر ایک لڑکے کو جب کسی قوم یا مذہب کے خلاف بیان کرنیکا ارادہ کرے تو سب سے
 پہلے اسکی کامل اور یورپی تحقیق اس قوم یا مذہب کے اعلیٰ پایے کے بزرگوں یا مستند
 شخصوں سے دیکھ کھال کر کرے اور بخوبی سمجھ لے کہ میں جو الزام یا اعتراض اس
 مذہب پر کرتا ہوں اہل مذہب نے بھی اسکا کچھ جواب کبھی دیا ہے یا نہیں۔ ان جوابات

نفل اسلام میں دوسرا مہال آریہ کا اعتراض کا جواب

جب ہم سورہ خراب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم محمد کو نہایت ہی
 بہتر مہوم و ر خوف پاتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ہر کوئی
 خاص فکر اپنا کام کر رہے جس کو وہ چاہے بھی رہا ہے مگر اندر ہی اندر
 ہم وہاب بھی نکھار رہے ہیں ایسی بڑھاپی بقراری بے صبری اور بے
 نسبتاری کی حالت میں اسکا پیرانا مدگار اسکی مدد کو نہجتا ہو وہ اسکو
 یہ الزام کر رہا ہے کہ اے محمد و یحییٰ بنی نفیک مَا اَنَّهُ مُبْدِیُّ
 تَحْتِی النَّاسِ (ذرا خراب) تو اپنے دل میں ڈر رہا ہے کہ ہاؤ لوگ کیا
 کہیں گے مگر اللہ تعالیٰ اس راز سر بستہ کو شکے رکڑنا چاہتا ہو تو وہ کہہ دین
 ایسا کوئی سانحہ تو تھا جو اسکو بیجا بکر رہا تھا؟ یزید کا عتیق تھا
 جس سے محمد کو لکڑیاہنی ہے اب بنا رکھا تھا۔ یزید اور محمد کے
 متعلق آیات قرآن کی تفسیر معالہ التشریل میں یوں ہے کہ جب
 یزید کا زید کے ساتھ نکل ہو گیا تو وہ تھپہ مدت اسکے پاس پہر
 ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت رسول اللہ صاحب نید کے حجر
 میں تشریف لے گئے تو یزید کو چولی پہنے اور دوپٹہ و طربے دیکھا
 یزید قریش کی نام و رتوں سے زیادہ خوبصورت اور گوری تھی حضرت
 اسکے حسن پر شیدا ہو گئے اور ۱۵۹ ان کے دل میں گھس گئی حضرت
 نے ارکو دیکر فرمایا سبحان اللہ انقلاب القلوب ایسا کہا وہ چنے گئے
 یزید نے نید کے پاس حجر کے کلمات کا کر کیا وہ یزید کو یزید
 کی بہت کد سسک خا سوش رہا سنو گا دے اس دن اسے خوف و شاکہ

شکار ہو گیا خوف اس بات کا تھا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ جو محمد
اپنے بیٹے کی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے وہ سرانید کا کھٹکا تھا کہ
معلوم نہیں وہ کس بجھ۔ زید کو بیٹے نے غلامی سے آزاد کر کے اس
بھانسی کے مطابق اپنا بیٹا لیا تھا۔ اور زینب کی اس سے شادی
ہوئی یہ سب وہ وقت نہیں تھا کہ ان باتوں سے بے خبر رہتا۔ جب وہ
حقیقت سے واقف ہو گیا۔ تو اس نے زینب کو چھوڑ دیا چاہا اب محمد
کے لئے رقت تھا۔ وہ کوئی آیت آسمان سے اُتارے تاکہ ایک ہی تہ سے
دو شکار ہو جائیں چنانچہ اس نے زید کو دہسکا یا اور کہا اَمْسِكْ عَلَيْنَا
بِحَدِّكَ وَآتِنَا اللّٰهَ رَبَّنَا (رب) تو اپنی عورت کو مست چھوڑا اور
افسوس کے طور پر مقرر کی باتوں پر نظر مانے سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ زینب کی طرف سے زید کا دل سخت شکلی ہو چکا تھا اور وہ نہ دیا
رسول کے ہرے اس کو اپنے گھر میں رکھنے کے لائق نہیں سمجھتا تھا چنانچہ
اس سے پہلے آیت میں یہ صاف حکم ہے کہ وَنَاكُلُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَنُسَوِّ
صِنْفًا وَّاحِدًا (رب) اپنی سب کس مسکن مرزا عورت کو ایسا
اس کا سوال ہے کہ یہ تو پھر ان کا کیا نہیں کہ وہ اس فیصلہ میں چون
بزرگین اور جو کوئی اللہ کے حکم سے نہیں ہوتا وہ ضرور کیا کر رہا ہے سب
عاف ظاہر ہے کہ نیک ایک سو من تھا اور زینب مسکن مرزا اس کا
رسول اور محمد کی بات اس کی بات تھی جب محمد نے سکو کہہ دیا کہ تو اللہ
سے خدا اپنی عورت کو مست چھوڑ تو زید جیسے مسکن کا ذریعہ تھا کہ
وہ قرآن کے مذکورہ بالا حکم کے مطابق رسول کے حکم کی تعمیل کرتا لیکن
کیا وہ تھی کہ اس نے رسول کی پرواہ کی نہ خدائی اللہ کی نہ اس کی

اس نے زینب کو طلاق دیا ہی پھر جب حدت گذر گئی تو حضرت محمد
صاحب نے فوراً زینب کے پاس زید کے ہاتھ ہی پیار کر رکھا۔ زینب
تو پہلے سے جھٹے اور گھڑیاں گن رہی تھی اس پر پیغام کو سنکر وہ سرنگون
ہو گئی۔ سچے نے فوراً اسکے گھر پہنچ کر بلا نکاح و خطبہ کے زینب سے خلع تکلی
جس پر زینب نے اعتراض کیا تو محمد نے جواب دیا کہ وہ خطیب سے درجہ اعلیٰ
گواہ محمد کی اس جلد بازی بے قراری اور بے اختیاری کے بعد یہ خبر آگ
کی طرح چاروں طرف پھیل گئی اور محمد ہر کس و ناکس کی ملامت کا نشانہ
بن گیا جن کا جواب محمد کے پاس سوائے گالی گلج و طعنت اور پھٹکار
قتل و غارت کے در کوئی نہیں تھا چنانچہ اس کے بعد سورہ اخلاص
کی تمام آیتیں اس کی قسم کی پھاڑ بازی اور دشنام بھی سے پُرین محمد
کا خون ان باتوں کو سنکر ابلتا تھا ورنہ بت یہاں تک پہنچا کہ وہ کو پیغمبر کا کلام
دہرے لگ گیا۔ سابقہ فہمیل سے لے کر زید کے بارے میں یہ الہام ہوا کہ
وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ - یعنی تمہارے بے مالک تمہارے
بیٹے نہیں ہیں یہ تمہاری منہ بولی بات ہے۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
بِغَيْرِ غَنَاءٍ تَمِيرُ اس بات کا جس میں کہ تم چوک جاؤ۔ پر وہ جودل سے
اروہ کیا اور بعد جھٹنے والا مہربان ہے۔ چوکنے کی بات یہ تھی کہ محمد زید
کو پناہ دینا جائز ہے۔ بلکہ لخصاً از صفحہ (۸۸) تا (۹۳) محل اسلام

خلاصہ

اس سب سے روایا تحریر کا یہ چند باتیں ہیں جنکو ہم ناظرین کی آسانی کے لئے نمبر وار لکھ رہے ہیں
(۱) زید کو شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ دینے سے منع کیا تھا۔ جو قائم مقام بیٹے کے
ہوتا ہے۔ زینب کی اس سے شادی ہو گئی۔

۳

ایک دن آپ زید کے گھر گئے تو زینب کو دوپٹہ اوڑھتے دیکھ کر حسن پر فریفتہ ہوئے۔
سبحان اللہ مقلب القلوب کہا۔

۴

زینب نے ان کلمات کا ذکر زید کو سنایا۔ زید سکرناڑ گیا کہ آنحضرت زینب پر عاشق ہو گئے ہیں اب زینب گھر میں رکھنے کے لائق نہیں ہے اسکو چھوڑ دینا چاہیے۔
اب موقع تھا کہ آنحضرت کوئی آسمانی آیت اتار کر زید پر زینب دونوں کا ایک ہی پتھر سے شکار کر لیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا کہ زید کو دھمکایا اور کہا۔ اَمْسِكْ
عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ۔ تو اپنی عورت کو مست چھوڑ اور اللہ سے ڈر

۵

مگر آنحضرت کے دین و خوف تھے۔ ایک تو یہ کہ زید کہا ہے گا اور دوسرا یہ کہ لوگ کہیں گے دیکھو مگر اپنے پیشکی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اس خوف کا ذکر قرآن ہے۔ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ۔ کمال فاضلین کیا ہے
زید نے جو باوجود مومن ہونے کے خدا اور رسول کے اس حکم کی کچھ پرواہ
نہ کی جو۔ وَمَا كَانَ لِبُؤْسٍ مِنْكُمْ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ۔ میں دیکھا تھا تو اسکی وجہ صرف
یہ ہی ہو سکتی ہے کہ وہ زینب کو بوجہ عشق محمّد کے اپنے لائق نہیں سمجھتا تھا جیسی
توجہ کے کہنے کی کہ تو اللہ سے ڈر اور اپنی عورت کو مست چھوڑ حکم عدولی کر کے زینب
کو طلاق دیدی کیونکہ اس کا دل زینب سے سخت شکی ہو چکا تھا۔

۶

اس حرکت سے جب آنحضرت کو کون کی ملامت کا نشانہ بنے تو کچھ جواب نہ
بن آیا۔ بجز اس کے کہ بطور طفل تسلی کے زید کے بارے میں یہ الہام خیر سنایا
کہ لے پالک تمہارے بیٹے نہیں ہیں یہ تمہاری منہ بولی بات ہے۔ تمہیں اس
بات کا کچھ گناہ نہیں جو تم نے جوک کر کر لی اب تو جہول سے ارادہ کر لیا ہو تو
خفا ہے۔ سو جو کہنے کی بات یہ تھی کہ زید کو اپنا بیٹا بنا لیتے تھے

حضرات نامہ میں آپ کو ہرگز گھبرانا چاہیے کہ اگر ہوں گے اس قدر ہنسنا

یہ سب سے دیکھا ہے میں نے سنا ہوں کہ یہ اس سے زیادہ نہیں جو یاد ہو
 کہ انہیں درستی کی نسبت لکھا ہے۔ آپ کو آگے چکر افتار اللہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ
 یہ سب سے دیکھا ہے ایسا ہی اور چھائی ہے۔ اور کچھ نہیں اسکی لمبی خرطوم پر
 اشتہار ہے وہ انکا یاں لیکار جو وہ عمر جبراد کرتا ہے گا۔ یہ یہوں کی قدیمی پاجیا ہے کہ
 سب کے عیسائیوں کی کتابوں کو بڑی عرق ریزی سے پڑھ کر جان کوئی بات اپنے خیال
 میں نہیں پاتے ہیں فوراً نوٹ کر کے اخبار میں یا رسالوں کے ذریعہ اتر اتر کر اشاعت کرتے
 اور نیچے کو دے دیتے ہیں۔ مگر وہ تھوڑی دیر کی چٹل کو دو عالمی ذات کا بارش کے گلے
 میں نہایت ہی ہے جس وقت کہ سمائی حرم سے انکا کاغذی بُت پاش ہوتا ہے ہمارے
 رگوں میں غریب سے چاہا ہے کہ باطن کے ماتھے پر نمایاں وضع لگا دے اور ہر ایک
 بڑا لب تن کھولے کہ جس مذہب کی بنیاد خدا کے قورسون راستہ بازہن کی قومیں تھیں سب
 بہت بڑی بڑی شہاسی کے بدبو دہانی پر ہے وہ نہ ج کبھی صاف و شیریں چتر ہیں
 اور سب سے یہ بدقسمت قوم اریحیک طرف تو اپنی منشا ویت اور نامہ ایون اور ناٹا میون
 کرتی اور اپنے حریفوں کی کامیابی و شکست دیکھتی ہے دوسری طرف دست اختیار کو
 اپنے ستارہ نہیں پانی تھارے نہامت و خجالت کے بوزنہ و ارجاروں طرف خڑخر کرتی اور
 اس بات پر جو کہ تیرا بازی اور گالی گلوچ پر ترقی ہے خدا اس قوم کو سمجھ دے کہ باطل سے
 اور حق کو قائل کرے۔ درایسے ناپاک طریق کو تھوڑ دے جسکی محکم اصل صرف تیرا ہی
 ہے۔ یہ سب میں میں نے دیکھا ہے کہ انکا ہون حرم ناپاک الزامین کا اصلی ہے
 کہ یہ پہلے دعائے نظم پر محمد بن

تو ملا شکل کشا ہے تو مرا حاجت ہمار	سورۃ غائب میں حسین کا یوں میدور
تیرے بند و نگو نہیں آتی کسی میں تیرا	ناباب تعادیل ہے تو ہی رحمن و رحیم
اور اگر وہ پھر کہتے ہیں اس پر افتخار	یہ تو کوئی بیٹھے ہیں جو تیرا کلام

بنامو محی فضل و کرم سے دے صراط مستقیم
 نیزے نبیین کو یہ دیتے گا یہاں ہیں نشان
 اب سب سوال تو اس اندھیر کو دنیا ہو کر
 ہو رہی ہے جھل جھل ہو وید و قرآن کی جنگ
 ان مقابل آریوں کے پھر مری امداد کر
 کرم ہی تا بیدار اب آج اس میدان میں
 جھگو وہ شادی دکھا جس سے بہار مئی
 وہ کہوں اتمام چہشت جس سوز دل بلجی میں
 ہوا کرتے تھے ہیں وہ مہر میں گھس جاتے ہیں
 آج کا دن کا بیٹے ان آریوں میں ہیں دل
 حاکمان دین جو سنے ہیں ہر مری دعا

از سارے کھول دے کر حق کو نہ اٹکا رہا
 کر تے ہیں تو میں یہ صبح و سایل و نہار
 کر سچید آریوں پر اب تو فرق نور و تاری
 فتح دے قرآن کو اس میں اور دے وید و کوی
 بھگو وہ قوت عطا کر جس سے ہیں ہوں آری
 چاہا جس سے دیرا نا پید کنسار
 جس سے کچلا جائے اس خناس کا مثل مار
 آریوں کو غیظ اور غصہ سے چڑھ جائے بخار
 عورتوں میں جا چھپیں مثل زنان نالکار
 وان ہو ماتم اس طرف ہوں شہینو کا تبار
 خلتھان وہ کہیں اب زور سے آہن پکار

زکاح نیک و باریک

خدا کے مقدس و عظیم کلام میں زید و زینب کے زکاح اور طلاق کے متعلق سب سے
 پہلے سورہ انفک کی آیت سے ذکر شروع ہوتا ہے "وہ کان یؤمنن ذلاً منہند
 زانی آخر کلایت خبلا و کفستہ اب"۔ اب کسی مومن مرد اور عورت کو نہیں چاہیے کہ
 نسبت الیہ اور اس کا رسول ایک اور کا فیصلہ کریں تو پھر ان کو علی مرد کے رہنے یا نہ کو
 نہ بار ہے اور جو شخص سہ در اسکے رسول کی فرمانی برائے اور سخت گمراہی میں پڑے
 اس کی شان نزول میں علامہ سبزوئی باب التقل فی شان النزول میں لکھتے ہیں
 جو تفسیر میں کہتے ہیں کہ طرانی نے قتادہ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ قتادہ
 نے یمن کے زکاح کیلئے درخواست کی و ایک راویہ زید کے ساتھ تھا کہ ایک
 شخص نے بھاگ کر ایک راویہ اپنے واسطے لی لیکن جب اسے پتہ چلا کہ ایک راویہ کے ساتھ اس

اسب دوسری بات یہ تھنی جاتی ہے کہ زینب کو کون سی؟ سو اس کا جواب ہے کہ وہ
حضرت علی الصلی علیہ وسلم کے بہت ہی قریبیوں میں سے تھی زینب کی ماں عبدالمطلب
کی بیٹی تھی دو کھوا اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد پنجم صفحہ ۳۴۴ میں اس قدر قریب کی نسبت
داری تھی مگر سب سے زیادہ بات یہ تھی کہ زینب ان دو میں سے تھی جو آنحضرت صلی علیہ وسلم پر
ابتداء ہی میں ایمان لائے تھے۔ اور وہ مہاجرہ بھی تھی۔ ان تمام باتوں سے معلوم
ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کو بڑی اچھی طرح سے جانتے تھے۔ تمام واقعات
یعنی آپ کا اور زینب کا رشتہ داری اس قدر قریب تعلق اور زینب کا ابتداء میں ہی
مسلمان ہو جانا اور پھر آنحضرت صلی علیہ وسلم کے ساتھ ہی مدینہ کو ہجرت کرنا یہی حوالہ
ثابت کرتے ہیں کہ زینب کوئی اجنبی عورت نہیں تھی بلکہ آنحضرت صلی علیہ وسلم
اسکو بچپن ہی سے خوب جانتے تھے۔ اور بار بار بچپن میں اور جوانی میں سکون کھایا ہو۔ تھا علم و دین
سراسر سے پیشہ عرب میں پردہ کی رسم نہ تھی بلکہ بقول محبتوں آریہ و ہر میل زینب کا
آنحضرت ایک تہ نکاح ہو جانے تک رسم پردہ جاری نہیں ہوئی تھی اور اس سے بعد
اور عورتیں مدینہ زندگی میں باہم ملتے جلتے تھے چونکہ اس کھوا ہا لیبے مجمع الفہم میں بات ہے
میں سے سپر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں اس میں تمام واقعات پر غور کر کے اول زینب آنحضرت
کی بیوی کی بیٹی ہے۔ وہ ابتداء میں مسلمانوں کی بیوی کی جماعت میں بھی داخل ہے پھر وہ
آنحضرت کے ساتھ ہی مدینہ کو بھاگ گئی تھی۔ یہ بات اس میں روایت نہیں۔ اور
آنحضرت زینب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ زینب کے ساتھ نکاح ہو جائے اور
اور پھر سوچو کہ یہ تقدیر کیا تھی کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے اتفاقاً زینب کو بھاگ کر
زینب سے دیکھ لیا تھا اور اس کی خوبصورتی کے سبب اس پر فریفتہ ہو گئے تھے اس
کمینہ اور گندہ سے جموٹ کو پیش کر کے ماننے والے خدا کے پیغمبر ہیں ہم تو
وہ کہتے ہیں کہ جب زینب آنحضرت کی اس شرمگاہ کو دیکھا تو اس نے خود کو نہ دیکھا کہ

دریہ کے لئے زور دیتے ہیں اگر عسائی خواہش ہی آنحضرت کی اس نکاح کی خبر کہ
 و پھر کسی وجہ تھی کہ آپؐ اس وقت اسے منظور نہ کیا جب وہ اور اسکے متعلقین سب چاہتے تھے
 بات بہ پہلے کہ حسب کتب جواریوں کی آنکھوں کے گنگے پڑا ہوا ہے وہ انہیں واقعات کو
 اصل ہندوستانیوں دیکھنے نہیں دیتا۔ اب اس میں سے جسے مسلمان محققین نے چاہا اور صحیح
 سند لکھا ہے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود آنحضرتؐ نے ہی اس بات پر زور دیا تھا کہ
 زینب کا زید کے ساتھ نکاح کر دیا جائے اور خود زینب اور اسکے رشتہ دار اسکے مخالف تھے۔
 لیکن بعد ازاں کی طرف سے جو وحی نازل ہوئی اس میں بھی یہی حکم تھا کہ جو رسولؐ کا
 فیصلہ ہے وہی ٹھیک ہے اور زینب اور اسکے رشتہ داروں کو اس معاملہ میں کوئی چونچ
 پر کرنا اعتبار نہیں اس لئے اس نکاح کے متعلق یہ ایک شہرت یافتہ امر ہو گیا تھا کہ یہ نکاح
 خود خدا کے حکم کے مطابق ہوا ہے یہ بات بہت قابل توجہ ہے کیونکہ اسکی طرف سے بھی تم توجہ
 دے رہے یا وہ ہے کہ جب تک وحی الہی نازل نہیں ہوئی تب تک زینب اور اسکے رشتہ دار
 یہ کہ ساتھ نکاح پر راضی نہیں ہوئے اور اس امر سے مسلمان اور غیر مسلمان سب گاہ
 تھے کہ زینب نے انکار کیا تھا مگر آنحضرتؐ کے فیصلہ کے مطابق وحی الہی نے فیصلہ کیا کہ
 میرے ساتھ ہیں نکاح ہو تو مسئلے ایک ایسے نکاح کے متعلق جو خدا کے حکم سے ہوا تھا لوگ
 وقت متفرق کر دیکھئے آئندہ کیا ہوتا ہے۔

اب ہم اس نکاح کے بعد کے واقعات پر غور کرتے ہیں سب سے پہلے قرآن
 کریم میں اتفاقاً زمین میں اس مضمون کی طرف توجہ دلائی گئی ہے "وَأَقُولُ لِلَّذِي
 نَعَّمْنَا بِهِ إِنَّهُ لَكُلٌّ لِّخَلْقِكُمْ أَهْلِيكَ وَبَنِيكَ وَنِسَاءُكُمْ لِيُجْلِيَ وَأَنْتُمْ عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ أَصْغَرُ" اور جب تو کہتا تھا
 میں تو جس کو حیرت مچاتی تھی کہ اس نے احسان کیا کہ اپنی بیوی کو طلاق مست دے اور خدا
 سے شکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی بیوی کو طلاق دینی چاہتا تھا لیکن آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اسکو طلاق سے روکا اس کے متعلق حکم اللہ سے روایت کرتا ہے کہ زید بن حارثہ آنحضرتؐ

کے پاس آیا اور زینب کی شکایت کی دینی اس کی کہ وہ اس سے منکرانہ طریق سے
 پیش آتی ہے، اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ غلاق مت دوا اور خدا سے ڈرو۔ (۱) پھر
 اسباب النقول فی اسباب النزول، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے بعد زینب جو
 نہایت معزز خاندان قریش کی عورت تھی اپنی حسب کی بڑائی کے سبب ایسے طریق
 سے یہاں سے پیش آتی تھی جو اس کو ناگوار گذرتا تھا۔ اور آخر اس کو بالکل ناقابل برداشت پا کر
 زینب نے آنحضرت کے پاس شکایت کی اور ظاہر کیا چاہا لیکن آنحضرت نے اسے منع کیا کہ
 اس بات کی برداشت کر کے اپنی بیوی کو رکھو اور خدا سے ڈرو۔ اس جگہ ناپاک فطرت ہر سبیل
 کا یہ کہنا کہ اب مجھ کے لئے وقت تھا کہ وہ کوئی آیت آسمان سے اتارے تاکہ میں ہی ہر سے
 ہوشیار ہو جاؤں، اور وہ پھر بقول اسکے۔ اَمْسِيَا عَلَيَّكَ وَجِلًا وَتَقِ اللَّهَ تَعَالَى
 معصوم نہیں ویک فلاسفی کی کس کتاب سے نکال ہے۔ یہ دیا تندی لاجب منطق
 نہایت نامعقول اور پرلے وجہ کی سبکدلیانی اور سچاست خوری ہے خواہ اس کا کہنے والا
 کوئی آریہ ہو یا اسکا دوستاد حبشی۔ اسے گندم نہا جو فروشی و وقت کب آئیگا کہ تجھے
 اہل مذاہبی سے اعتراض کرنا سیکھو گے۔ کس اور تم کو کچھ آئیگی کہ زند کے پاک اور معصوم
 نبیہان کو گتالیان دینے سے گونگے دیا اور آپست کی کہنی عزت نہیں بڑھ سکتی زینب
 آنحضرت صلعم کے پاس آتا ہے واپسی بیوی کے منکرانہ سلوک کی جو شرافت خاندان کے
 حساس کی وجہ سے تھا کیونکہ وہ کسی جولاہے کی دختر تھی بلکہ اس خاندان سے تھی جو
 عرب میں معزز خاندان تھا آپ کے پاس شکایت کرتا ہے اور غلاق کا راہ ظاہر کرتا ہے
 آنحضرت نہایت ہی سختی سے اس کو روکنے میں نہیں کا دہر سبیل بھی مدینہ فضاہ قریشی ہے
 کہ وہ میرے زید کو دھمکایا، اور کہا تو اپنی عورت کو مت چھوڑا اور خدا سے ڈر۔ (۲) پھر یہی
 یہاں سیام ہی کہتا ہے کہ یہ سب منافقانہ کارروائی تھی اسے جاہل نادان جس کے
 آنحضرت کو زید کی طرف سے بھی کھٹکا تھا کہ معلوم نہیں وہ کیا سمجھتا اور زید کہاں سے بھیجے گا

میری کہ نہ تو تب کہتے تھے ساگاہ تھا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں تو کانہوں سے
 سنا رہا ہوں اور مست و مشک بھی نہیں رہ سکتے تھے۔ اور حضرت بھی یہ جانتے
 تھے کہ ان کی فطرت طلاق سے رہنے تو اس قدر تھی کہ وہ اپنے اندر کیسے کیسے نہیں
 کس طرح آپ زید کو ان الفاظ میں روک سکتے تھے اور ہم کا کر رہا کہتے تھے کہ اگر زید خدا سے
 رو دیا ہے تو طلاق مست ہو گیا یہ لفظ اس قدر ادا اور دہر کے دل سے ہو سکتے ہیں؟ نہیں
 ہر لفظ ہی ایسے ہیں کہ اس کی تہ سے نکلے ہوئے ہیں۔ "خدا سے ڈر" یہ ایک ایسا فقرہ
 نہیں ہے کہ ہر ایک خرم دل رہا رہا سکے۔ اور پھر ایسے شخص کے سامنے جسے وہ جانتا ہے
 کہ ایک فاسد خیال سے وہ نگاہ ہے۔ کیا فطرت انسانی ایک لمحہ کے لئے بھی اس خیال
 کی بدشت کر سکتی ہے؟ اور یہ زید کو یہ لفظ بولے جاتے ہیں۔ "اور ہم کا کر بولے جاتے
 ہیں کو ان سے اور اس کا آنحضرت سے کیا تعلق ہے؟ وہ نہ نازک تعلق ہے نہ مریدانہ
 نہ بند کے۔ میان ہوتا ہے مریدانہ رکھنا ہے اور یقیناً جانتا ہے کہ میرا آقا خدا کا بھیجی ہوا
 ہے تاکہ میں نہ اس سبب کسی طرف بلاؤں وہ خدا سے ہمکلام ہوتا ہے اور خدا اس سے ہمکلام
 وہ بنی رستبازی میں ایک کامل انسان ہے اور نیکی کا ایک نمونہ ہے جس کے ہر ایک قول
 فعل کی اسے پیروی کرنی چاہئے۔ سب اس نازک تعلق کو جس کی بنیاد رستبازی اور
 یازدگی پر تھی سامنے رکھو۔ اور پھر ان الفاظ پر غور کرو جو اسے آقا کے منہ سے اس مرید کیلئے
 نکل رہے ہیں۔ جو آقا کی بیعتی سے بخوبی واقف ہو چکا ہے کہ اسے مرید خدا کے سامنے کھڑا
 خلیفہ اور اپنی بیوی کو طلاق مست دے کس قدر ظلم اور بے ایمانی ہے کہ کہا جائے کہ یہ
 الفاظ منافقانہ یا شکار کر نیکیا یکہ ہمت تھے جو ظاہر داری کے رنگ میں تھے۔ درولی منشا یہ
 نہ تھا کہ منہ فتنانہ الفاظ ایسا ہی اثر کیا کرتے ہیں جیسا کہ آنحضرت کے الفاظ نے صحابہ
 کے دل پہ کیا۔ جنہوں نے ان الفاظ کو شکر ہر سب کچھ سی کی راہ میں گھوڑا۔ اگر یہ الفاظ
 ایک مجرم کے دل کے تھے تو انہوں نے دلوں پر کیوں اثر کیا؟

پھر ہم اس مضمون کی طرف توجہ کرتے ہیں جب ریڈ نے خاتمی شکایت کی وجہ
 سے ریڈ کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو آنحضرتؐ نے اسے بہت ناپسند کیا اور اس کو اس فعل
 سے روکا۔ آپ نے کیوں روکا اس کے کئی وجوہات تھے اول تو ریڈ کا
 آپ کے ساتھ نہایت ہی قریب کا تعلق تھا اور زیادہ سے بھی آپ کو بڑی محبت تھی
 اور آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ دو شخص جن سے اس قدر تعلق ہو محبت تھی ان
 میں ناجاتی ہو۔ علاوہ ازیں خود ہی آنحضرتؐ اس شادی کے محرک ہوئے تھے اور
 ریڈ کی فتنہ کے خلاف آپؐ اس پر زور دیا تھا حالانکہ ریڈ کے دوسرے رشتہ دار
 سے پسند نہ کرتے تھے اس لئے ضرور تھا کہ ریڈ کے وارث بھی قوی اور رسمی خیال
 کے لحاظ سے اس طلاق سے ناخوش ہوں اور یہ بات بھی آنحضرتؐ صلعم کے دیکھنے پر
 کرنے کا باعث ہو سکتی تھی کہ اگر نکاح کے وقت وہ لوگ حضورؐ سے بھی ناخوش تھے تو اب
 طلاق سے انکو بہت ہی رنج کا اندیشہ تھا۔ لیکن سب سے بڑی بات یہ تھی
 کہ ریڈ کا نکاح۔ حکم الہی۔ وَہَاکَانَ مَبْرُورِیْنَ اِکْلِیْدَہِ کے مطابق ہوا تھا اب
 آنحضرتؐ کو یہ فکر تھا ارجاہل اور بد باطن دہریہاں جیسی گدہ فطرت اور سطحی خیال کے
 لوگ خدا کے ارادوں اور حکمتوں کو نہ جاننے والے اپنے نزدیک سے بھی ایک عترت سمجھ
 بیٹے کہ ایک نکاح جو وحی الہی کے حکم کے نیچے ہوا تھا اتنی جلدی اسکا نتیجہ ایسی ناجاتی
 اور طلاق ثابت ہوا آپؐ یہ بھی سوچتے تھے کہ خلیفہ ہنگوہ ہر وقت مضمون آری کی طرح
 اس کو باوجود ارض کرنے کیلئے جیلے سوچتے رہتے تھے انہیں بھی طلاق پر زبان درازی اور
 طمع کا موقعہ ملے گا اور لوگوں کو سچائی کے قبول کرنے سے روکیں گے یہی وجہ تھی
 کہ آپؐ نے یہاں کو طلاق سے روکا تاکہ مخالفی الفون کو زبان درازی اور طعن کا موقع نہ ملے
 چنانچہ سس کے بعد حوالہ الفاظ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں وہ آنحضرتؐ کے
 دل کی اس مضطرب حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔

۱۰ نَفْسِي فِي شَيْءٍ مِّنْهُ قَبْدِيَّةٌ وَنَفْسِي أَلْسَانِيَّةٌ أَحْوَاكَ نَحْتَهُ وَتَوَاطِيءُ دَلِّ مِّنْ
 چھپانا تھا اس بات کو جسے اللہ ظاہر کر نیوالا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا اور اللہ زیادہ
 خدار ہے کہ اس سے ڈرے "ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر آنحضرتؐ کے
 دل کی کیا حالت تھی۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ طلاق ہو کر اس ناچاقی کا افشا ہو۔
 اور معاندین اسلام کو زبان زد زبانی کا موقع ملے۔ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ اس قسم کی سخت
 چینیان ناواقفوں کی ٹھوکر کا باعث ہو جاتی ہیں اس لئے آپ کی دلی خواہش یہی تھی
 کہ بڑھ چاق ندوے اور اس جھگڑے پر یہ وہ بڑ جائے یہی وہ بات تھی جس کو
 آنحضرتؐ چھپانا چاہتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا منشا یہ تھا کہ یہ سب جیسے
 آگے چلے گی اسی آیت کے خیر پر بیان کیا گیا ہے اس نکاح اور طلاق میں خدا تعالیٰ
 ایک منشا الہی کو یاد کرنا چاہتا تھا جیسا کہ فرمایا: **وَكَا أَوَّلَ مَا مَفْعُولًا** اور خدا کا حکم اسی
 طرح پر ہونا تھا۔ آنحضرتؐ اسی بات سے ڈرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ نکتہ چینیان کفار
 کی طرف سے سچائی قبول کرنے میں وگن کیلئے روک ہو جاوین دیکھو او دیا نند یو !
 تمہارا تند خو و ہر میال جو در حقیقت و ہر گال کہ ملے جانیکا مستوجب ہے ایسے نفس
 پرند بھی قابو نہ پا کر ہر وقت جلتے ہوئے تنور میں پڑا ہوا قرآن کریم میں "وَأَخْفِ فِي نَفْسِكَ
 یہ کجکلامی سے بول اٹھتا ہے "جب ہم سورہ اخزاب مطالعہ کرے ہیں تو ہم تجھ
 کو نہایت ہی بغیر مغموم اور مخوف پاتے ہیں اور اس بغیراری اور خوف کا باعث
زینب کا تحش تھا یا لوگوں کا اور زید کا خوف کہ وہ کیا کہیں گے اور کیا بھیجیں گے
 صفحہ ۴۸ اور اس یاد گوئی اور ہرزہ دہانی پر موجھو نکوتا و دیتا ہوا پست بہت اور وضع
 حضرت جو ہر ہون کی طرح کہتا ہے کہ یہ خبر جاہل طرف الگ کی طرح پھیل گئی اور محمدؐ
 ہر کس ہر کس کی طست کا نشہ بگیا جسکا جواب محمدؐ کے پاس کچھ نہ تھا "صفحہ ۴۹ یہ کہو
 یہ کیسا جواب جواب ہے جس کو خلافت محمدؐ نے پیش کر دیا اور تمہارے سیاہ سائب

سے وقت ہو کر اس سلیم کا نامی نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت تک نہ تو آنحضرت کی
 خواہش زینب کو اسے حسن و جمال پر فرشتہ ہو کر اپنے ساتھ نکاح کر لینی تھی اور نہ زینب
 ہی آپ کو عاشق زینب پاکر زینب کو چھوڑنے پر مجبور ہوا تھا اور نہ زینب ہی کی خواہش
 تھی کہ زینب سے طلاق مل جائے تو آنحضرت سے نکاح کر لے بلکہ اسکو کسی بلند قدر خاوند کی
 بقول وہ یہاں ضرورت محسوس ہوتی تھی گو آخر کار آنحضرت کے ساتھ نکاح ہونے سے ضرورت
 یوری ہو گئی۔ آپ آنحضرت کی ذات مبارک پر سے یہ اعراض تو بالکل اٹھ گیا کہ آپ اس
 کے حسن و جمال کو دیکھ کر قیاس و قیاس کی طرح بخود بقرار ہو گئے تھے۔ ورنہ آپ کی اس بقراری
 کی حالت سے نکاح ہو کر زینب کو عداوت پیدا چاہت تھا۔ رہا زینب کی بیوفائی تو سکا جواب
 یہ ہے کہ بیوفائی زینب سے کہہ سکتے یہ تھا کہ قدرت ہے جس سے وفاداری بیوفائی
 دیکھ بھی تعجب نہیں۔ اور یہ کہ یہ بات مدح و ثناء کی نہیں بلکہ نالاب ہے کہ جس شخص اور
 دو بہ کائنات۔ عید کی ایک خاوند اور عورت میں ہمیشہ شکر و تحسین کا موجب ہو سکتا ہے
 کیونکہ مرد و عورت عورت سے افضل بنایا گیا ہے شوہر ہونے کے باعث عورت کو اپنا
 مطہر رکھنا جاتا ہے اور جس صورت میں عورت ایک عالی خاندان سے ہو اور وہ ایک ظالم
 ارادہ تو مرد و عورت کا دل ایسے مرد کی ویسی قدر بھی مساوات و جدی حالت میں ہو کر
 ہے نہیں کہ راجح ہوتا اور ایسے واقعات ضرور باہمی رنجش اور نفاق کا باعث ہو جاتا
 کرتے ہیں۔ غرض انہیں وجوہات پر زینب نے طلاق دے دی تھی کسی اور وجہ سے۔
 طلاق کے بعد عتق بھی گزر گئی جیسا کہ الفاظ فقہیہ میں مذکور ہے۔
 کا مشاہدہ ہے تو عتق گزرا ہے کے بعد حکم الہی آتا ہے کہ آنحضرت نور زینب کے ساتھ
 نکاح کر لیں۔ چنانچہ الفاظ منقولہ کے بعد خدا تعالیٰ فرما گیا ہے۔ "وَأَجْعَلْ بَيْنَهُمَا
 یعنی زینب کو تیری بیوی بنا دیا۔ یہاں یہ نہیں دیکھا کہ تو نے زینب سے نکاح کیا اور عتق
 حکام کی یا نکاح کر لیا۔ تو مجھے اجازت دیدی بلکہ فرمایا کہ عتق ہی نہیں بلکہ نکاح کر لیا۔

طاہر برہان کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے اور جو شخص جھوٹ پر لٹتا ہے وہ اسے ہارنے سے دور بتاتا ہے اس رسم بد کے نیلج ہندو مذہب میں سب سے بڑا ظاہر رسوم
ہیں اور اسی بد رسم کی وجہ سے آخر شوک جیسے ناپاک اصول و یا تہذیب نے نکال کر
نہم ہندو شرفا کی بہ بیٹیوں کی عصمت و عفت دیا کہ منی و شرم و حیا پر کاہن اور مارکر اسکو
بیچ دین سے کاٹ دیا۔ اور چلو فی کیا یہ سب ہی خاوندوں کو بڑھایا کہ بے غیرتی سے
ایک عورت کو خاوند اپنی بیوی کے پاس صرف اولاد لینے کے لئے
بھیج دیا کہ اس قسم کے ناپاک اصول کی دنیا سے بیچ کنی کرنا سخت مجرم
نہ اس لٹ کا بڑا مقصد تھا۔

وہ سہرا سوال یہ ہے کیا یہ ضرورت تھی کہ اس بدی رسم تہذیب
زور کاٹنے کے لئے اکثر شاخو ایک فرد میں سے ہو سکا جو سب بھی اس سے کٹ کر
تھا کہ مذہب و رسم اس کے لئے کو بھی اثر نہ کرے اور جن لوگوں کو کسی قسم کی
اسلام سے کام ہے وہ عرب سمجھ لیتے ہیں کہ بغیر مذہب و رسم کے بد رسوم کا دور ہونا۔
بلکہ یہ سہرا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم اپنی بڑی فرست سے حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ عطا
راہی تھی دیکھتے تھے کہ فہمات انسانی یہی واقع ہوئی ہے کہ جب تک واعظ خود مومن
بغیر مذہب و رسم کے لوگوں کو ان نیک کاموں کی طاقت نہیں ملتی جنکا و عطا
نہ کو کیا جاتا ہے۔ بد رسوم کی بجائے سچے مصلح کا عظیم الشان کام ہوتا ہے یہی وجہ تھی
لہذا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ تہذیب کی بد رسوم کو دنیا سے
بادور کر دینے کے لئے خود زینب سے نکاح کریں جو عربوں کی رسم کے مطابق سخت معیوب
سمجھا جاتا ہے کیونکہ زینب کو طلاق دے چکا تھا اسکے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اس قدر محبت کرتے تھے کہ لوگ سے آپ کا بیٹا کہنے لگے تھے اس لئے سب سے پہلے حضرت
بی کہ حکم ہوا کہ زینب کے ساتھ نکاح کر کے اس بد رسم کی جڑ کاٹیں اگر آنحضرت کی اپنی

نماز کے بعد کہ جب نماز میں دو رکعتیں پڑھنے کوئی رکعت پڑھ کر
 کھڑے ہو کر چوتھی رکعت پڑھتے تھے اور آپ جس وقت چاہتے وہ اس کے
 دینے کو بھی رخصت ہو جاتا تھا۔ اس سے اشیاع کریمین چنانچہ جب زید بن ثابتؓ نے
 اسے مانگتے تو اس وقت بھی زینبؓ اور اس کے دو تاروں میں منشا یہ تھی کہ آپ خود اس
 سے نکال کر زمین میں پھینک دیتے تھے کیا اور اس وقت زید کے ساتھ ہی زینبؓ
 نکاح کیا اس میں مصلحت بھی یہی تھی کہ زید کے طلاق دیدینے کے بعد آپ اس سے
 تہی کر دینا، سلام سے یہ رسم بھڑکے کہ صرف بیٹا کہہ دینے سے کوئی شخص حقیقی
 بیٹا بن سکتا ہے۔ سو یہی دفعہ خدائے ہی چاہا کہ زینبؓ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور
 پھر جب آنحضرتؐ طلاق پسند کرتے تھے لیکن خدا کے ارادہ کے مطابق طلاق ہی ہوئی
 اور آخر آنحضرتؐ صلعم کے ساتھ نکاح سے غشا ابھی پورا ہوا اس امر الہی کے پورا
 ہونے کی طرف ان الفاظ میں اشارہ ہے جیسا کہ فرمایا: **كَانَ خَيْرُ الدِّينِ مَفْعُولًا**
وَيَحْيَىٰ زَيْدًا وَكَانَ خَيْرُ الدِّينِ فَكَّرًا مَّقْدُورًا۔ یعنی امر الہی ہو کر رہنا تھا اور اس
 امر الہی کا ہونا پہلے سے ہی مقدور ہو چکا تھا۔ تمام اعتراض زید اور زینبؓ کے نکاح
 اور بچہ ملنے پر اور اس کے آنحضرتؐ کے ساتھ نکاح پر خدا تعالیٰ کے ان الفاظ سے
 دور ہو جاتے ہیں کہ یہ ایک امر الہی تھا جو ہو کر رہنا تھا کیونکہ
 یہ مسکوئی مقدور ہو چکا تھا۔ اور غشا الہی اس میں یہ تھا جیسا کہ خود
 خدا نے بیان فرمایا کہ اسلام سے تثبیت کی رسم اٹھادی جاوے

آیت مذکورہ بالا سے مابعد کی آیت اور بھی وضاحت کے ساتھ اس امر کو
 بیان کرتی ہے کہ آنحضرتؐ کا زینبؓ کے ساتھ نکاح کرنا حکم الہی ہی کی تکمیل میں ہوا
 تھا۔ یہی کسی خواہش کے پورا کرنے کیلئے نہیں تھا جیسا کہ **كَانَ خَيْرُ الدِّينِ مَفْعُولًا**
 میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے کرنے میں کوئی گناہ نہیں جو اللہ تعالیٰ اس کے لئے

فرص کرے۔ یہ الفاظ اگر خد سے پہنچے تھے اس بات کو فرض کر دیا تھا کہ وہ
 زینب سے نکاح کریں اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ آپ کا اپنا بھی کوئی ارادہ یا
 خواہش اس امر کی تھی قرآن شریف کی ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ اس فقرہ کے
 مختلف واقعات بالترتیب قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں سب سے پہلے
 وہ جہاں آئی ہے جس کے آسنے پر زینب زید کے ساتھ نکاح پر راضی ہوئی اور وہ یوں کہ
 کان یومئذ میں آئی ہے کہ اب پھر ایک جھگڑا پیدا ہوتا ہے اور زید آنحضرت کے یہاں شکایت
 لیکر آتا ہے اور طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے آنحضرت نے اسے دھمکاتے اور روکتے
 ہیں جس کے ذکر و اذ تقول للذی اعمر اللہ اولیاءہ میں کیا گیا اس پر آیت و اندیشہ پیدا
 ہو جاتی ہے کہ اس نے چاہتی ہے افشاء اور وقوع عطلاق سے ایسا نہ ہو لیکن کوٹھو کر میں
 عین اور دشمنوں کے طعن سے وقوع سے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے "وَنُحِبُّهُ فِي غَيْبِهِ اَلَا تَدْرٰی
 اَنَّا نَحْكُمُ طَلٰقًا" وہی تو وہاں ہر اللہ قل لک مقلد و اذ توفع یہ الی سے اور عہد
 بھی گزر جاتی ہے تو آنحضرت کو حکم ہوتا ہے فلما قضی زید اقضاء طلاق و وجہا ہا
 زینب زینب کہنے لگی تمہاری بیوی بنایا اور اس کی بیوی غرض یہ بتائی گئی کہ زید لایا تو اس
 فقور بندگان نے زینب کے اہل بیت کی رسم دیکھی وہ وہاں سے اور مسلمانوں کو
 اس نے مالکوں کی طلاق ہو جان سے نکاح کرتے ہیں فقہانہ میں یہ بیان
 کیا کہ وہ کہتا ہے ہر اللہ صفتوں کے کہیں وہ غرض تھی جس کے ہوا کرتے کیلئے یہ
 سارے واقعات ہر ایک حد و منشا کے مطابق ظہور میں آئے اسکے بعد
 آنحضرت علی سے عہد و سوگند کرتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو علی بن ابی طالب سے
 اچھا نہیں رکھا اللہ ان کے ساتھ ہو اور ان سے بد نہیں ہو اور ان کے اہل و عیال سے
 اللہ وہاں سے ہر ایک حد و منشا کے مطابق ظہور میں آئے اسکے بعد
 آنحضرت علی سے عہد و سوگند کرتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو علی بن ابی طالب سے
 اچھا نہیں رکھا اللہ ان کے ساتھ ہو اور ان سے بد نہیں ہو اور ان کے اہل و عیال سے

پاک طبع بدامن خبیث صفت دشمن عیب نیویں کلاسی کرکار نکل بر کمر کید بود چوں
 اور بد رنگ پست مرد و درویشوں کے ذریعہ سے جی کر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے
 کہ ایک دن آنحضرت زید کے گھر گئے وہ گھر میں موجود نہ تھا اور زیٹ کو چولی دوپٹہ
 پہنے اپنے دیکھ کر سبحان اللہ مقلب القلوب کہا اور اس کے حسن پر آپ شیدا ہو گئے
 اور وہ آپ کے دل میں گھس گئی زید زیٹ سے حال سنکر تارگیا کہ آپ زیٹ
 کے عشق میں مبتلا ہو گئے اب وہ زیٹ کے کھنے کا رو اور نہیں بھجھتا دینا چاہتا تھا
 حضرت نے موقع پا کر ایک ہی حجر سے دونوں کا شکار کرنا چاہا اور وہ پھر کیا تھا۔ اُمّ سیدتہ
 عَلَیْکَ زَوْجُکَ وَالْقِیُّمُ اللّٰہُ - وغیرہ وغیرہ من الجندیات والخرافات۔

میں سے ہوا کے تخیال آریوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا وید کی تعلیم اور
 یانندی تلقین تم کو یہی ہے کہ مخالفین دیانند کے مقابلہ میں ہمیشہ عقل و علم و تربیت
 کو بالائے طاق رکھ کر ایک جھوٹے کام لیا کرو۔ اور ہر طرح کی بے ایمانی اور نادانی کو
 عمل میں لاکر اپنے ہمسایہ کی مخالفت کیا کرو اور جہاں تک ممکن ہو ادھری بکراست
 کو پھیلا کر دوسرے کو تباہ دیا کرو؟ حضرت علیہ السلام و علی من لدیم ہمارے تعلیم نہیں جکا
 کہ مشاہدہ گو ہے تو پھر اس کا سبب بیان کرو کہ کیوں دہرنگال بدنگال دیانند کے
 فوہلال سے قرآن مجید سے اس قصہ کے متعلق تمام آیات کو نہیں لکھا؟ اور کیوں حضرت
 یک کر بیت کا حقیقی فی نفسہ اور اُمّ سیدتہ عَلَیْکَ زَوْجُکَ لکھا تو ہم
 آریوں نائیوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کی ہے؟ وہ بچارے تو پہلے
 ہی عدا کے مارے اندھے اور بہرے تھے۔ دہر مپال سے اور بھی انکی آنکھوں کا نشانہ
 تک مشا و پنا چاہا۔ سن اور مٹوان آریہ۔ کیا قرآن مجید کی آیت - وَمَا کَانَ مَوْمِنٌ وَکُمْ مَوْمِنَاتٍ
 دیر صاف ظاہر نہیں کرتی کہ زید کے ساتھ زیٹ کا نکاح کرنے کے لئے آنحضرت صلعم
 ہی حکم کرتے تھے۔ پھر تو نے کیوں نہیں دیکھا اور خوب یاد رکھ کہ میں فرشتہ کی

ہے جس سے نہ ہی تمام گنہگاروں کو بچھڑا دے۔ اور نہ ہی ہر گنہگار کو جلا کر
 خاک کر دے۔ اگرچہ میں اس کے بعد بھی کوئی سکھتا رہتا ہوں تو وہ تو نور و کھل
 پھر دیکھو کہ سرور کیسی چوٹ پڑتی ہے میری تمام یادہ کوئی نہ فرمتا ہے۔ جسے نور
 تزیین کرتا ہے تو کہتا ہے کہ زینب کا بیچ آنحضرت کے ساتھ کھڑکی کی نو مٹری
 جیسے تھا۔ شرف شریف فرماتا ہے کہ زینب سے آپ پر یہ نکاح فرما کر دیا۔ وہ یہ خبر
 کے حکم سے ہو چکی اور جہر سے۔ و نیز اسکو اس نے ہی بیان کیا کیا ہے میری
 بکواس سے کہ آنحضرت زینب کے حوالہ فرماتے ہو کر اس سے خواہش نکاح
 کرتے تھے۔ مگر قرآن بتاتا ہے اور خود فرماتا ہے کہ اب سے زینب ہو دیکھا یا
 اور مذاق دینے سے روکا۔ اگر آپ کو ایسا حق کچھ بھی نہ ہوتا تو آپ
 از خود مذاق دینے سے کیوں روکتے بلکہ خوں ہوتے۔ تیسرے بیانات کی غرض یہ ہے
 کہ زینب کے نکاح کرنے میں آنحضرت کا صرف اپنی جوابدہیات کو پورا کرنے کا مقصد
 تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نکاح سے خالص ہی غرض تھی کہ تنہیت کی رسم
 و **نیوک** جیسی دیوثی کو دنیا سے دور کیا جائے تو کہتا ہے کہ زینب آنحضرت
 کی فریفتگی سے مطلع ہو کر زینب کو رکھنا نہیں چاہتا تھا مگر خدا فرماتا ہے کہ زینب وہ ہے
 جس پر خدا نے اور محمد نے احسان کیا۔ جبکہ زینب کے متعلق اسی قصہ میں یہ کہا گیا
 ہے کہ رسول خدا کے اس پرہیزگار حسان بن پھر گرا لیا امر آنحضرت کی طرف سے
 ظہور میں آیا تو تاکہ آپ اسکی بیوی کو چھینا چاہتے تھے تو ایسی صورت میں تو کیکے سارے
 احسان اور انعام باطل اور کالعدم ہو جاتے اور قابل ذکر ہوتے۔ چہ جائیکہ جسوت
 سے انکا ذکر کیا جاتا ہے جبکہ قرآن شریف کا لفظ لفظ میرے بے بنیاد بیانات کی تردید کرتا
 ہے تو پھر ہر کس قاعدہ سے ان بیانات کو منسوخ یا جاتا ہے یا دیکھ کر ہر ایک رویت خود ہی
 کی ہو جو قرآن شریف کے مخالف ہوگی۔ مگر زینب کی یہ بدھنہیب ہر کس مطابق تہرہ استغفار

سب سے پہلے اور نہ۔

جب یہ بخوبی معلوم ہوگا کہ قرآن شریف اس قصہ کی تفسیر کیسے کیا
 ہے تو کہنا ہے۔ تو بتم یہ کہماتے ہیں کہ اسکو واقعات کیسے ٹھہراتے ہیں سب
 سے پہلے یہ مسلم ہے کہ یہ سب انحضرتؐ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں اور اس لئے انحضرتؐ
 نے انہیں ان کے ساتھ رکھے۔ دوسرے وہ تہاہی بنی اسلام کے انبی قبی اور یہ مکر بنی
 - انحضرتؐ نے ان کے ساتھ دیکھا کہ وہ تیسرے وہ مہاجر بھی تھے چوتھے اسلام سے
 پہلے وہ عرب میں رہنے کی رسم نہ تھی اور عورتیں مردوں کے ساتھ جلتے تھے پھر یہ کہ قدر خواتین
 انحضرتؐ نے ایک دن اپنے کونزید کے گھر پر دیکھا تو حیفہ جمیلہ کے سر پر حاتم
 بنو کے نزدیک ہمیشہ انحضرتؐ کے ملنے رہتے تھے۔ کہ اس نے جو ان پہلی ایک
 کی دیکھ کر آپؐ نے خود اسکا نکاح کر لیا۔ اور خود اسکا نکاح کرنا منظور نہ
 کیا۔ کیا سچ نہیں ہے کہ انحضرتؐ کے ساتھ نکاح کے وقت اسکی عمر پچیس
 سال کی تھی اور اس عمر میں صرف ایک دن کے ایک نظر دیکھنے سے انحضرتؐ اس
 پر فریفتہ ہو گئے۔ اور اس سے پہلے کہی اسکو دیکھا ہی نہ تھا۔ علاوہ ازیں ایک اور امر نہایت
 قابل غور ہے کہ اگر واقعی اسی طرح واقع ہوا تھا جبکہ انوار یہ کہتا ہے تو ضرور
 تھا کہ سب سے پہلے یقیناً اول منکر اسلام فرید ہوتا۔ اور آپکی صداقت کانیاں و دل
 سے نہ ہٹا کرتا اسکو تو قبول دیا نہ دی ان تمام واقعات کی خبر تھی بعد ازاں آپ کے صحابہ
 و پیروں کے دل میں سخت شبہات پیدا ہوتے مگر آپ ایسے معصوم اور قابل نفرت
 نہیں کے مرکب ہوتے تو آپکا سلسلہ ایک دم میں وہم برہم ہو جاتا اور اسکی شہرت
 میں پھیل جاتی اور ایسی خبریں کہ ایک آدمی بھی آپ کے ساتھ رہ سکتا۔ کیونکہ
 یہ فعل بہ عورت ایسا قبیح ہے کہ مرشد اور مرید کا ہرک تعلق اس سے ایک
 من گھڑت بات ہے آپ کے پیروں کا تعلق آپ کے ساتھ صرف راستہ میں

کا تعلق تھا پھر کس طرح ایک قبیح فعل کو آپ کے اندر پار آپ کے ساتھ ہو سکتا
 ہو؟ اگر ولدِ اَحْمَد سے تو ایسا ثبوت پیش کرے جس سے اسکے اس وجوہ
 کا ثبوت ملے کہ یہ خبر آپ کی طرح چاروں طرف پھیل گئی اور محمد ہر کس و ہر کس
 کی ملامت کا نشانہ بن گیا صفحہ ۹۱ اگر اسے یہ ثبوت نہ دیا تو اسکے حلال زادہ بہنیں
 ضرور شک ہو گا لیکن یہ یاد رہے کہ ناکس کا ملامت کرنا ہم نہیں نہیں گے ناکس تو
 تیری حکمت کے لوگ لاکھوں مل سکتے ہیں ہم تو فقط ہر کس یعنی آنحضرت کے
 صحابہ کا آنحضرت کو ملامت کرنا دیکھنا چاہتے ہیں۔ سو یہ تیرے اگلے اور تیرے
 پچھلے بھی اگر جمع ہو کر پیش کرنا چاہیں تو نہیں پیش کر سکتے کیونکہ ہمیں صاف شہادت ملتی
 ہے کہ ایک صحابی کے دل میں بھی کسی قسم کا شک یا شبہ پیدا نہیں ہوا ایک اور
 بات بھی قابلِ توجہ ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زینب کا عشق فرما دے
 سے بڑھ کر ہو گیا تھا تو دیگر بیویوں کی طرف ضرور بے توجہی ہو گئی ہوگی اور وہ آپ اسکو
 گوارا کر سکتی تھیں کہ انکی موجودگی میں ایک اور عورت سے ان سے بڑھ کر محبت ہو اور یہ
 لازمی ہے کہ آنحضرت زینب سے نکاح کر کے اس عشق و محبت کو بول کر نیکی غرض سے سال
 چھ مہینے تو زینب کو دوسری بیویوں سے نفی و تنگی دیتے مگر ہم نے تو کسی کتاب میں لکھا
 نہیں پایا کہ آنحضرت نے زینب کے نکاح کے بعد سال چھ مہینے تو کیا مہینہ دو مہینہ بھی
 زینب کو دوسری بیویوں پر کوئی نفی دیا ہو۔ اگر ایسا کسی نے لکھا ہے تو دوسرے سال
 پیش کرے ورنہ جب یہ بات نہیں تو یقیناً ثابت ہو گیا کہ حضرت کو زینب کا عشق مطلقاً نہیں
 اسو اسی لئے زینب کو آپ نے دوسری بیویوں کے برابر ہی رکھا۔ لہذا اس قسم کے
 اتعات سے قطعی ثابت ہو جاتا ہے کہ اس نااہل آریہ کا بیان ایک صریح جھوٹ ہے
 اسکی اصلیت آنحضرت کی زندگی کے واقعات میں کچھ بھی نہیں ان سب امور
 سے معنی قرآن شریف اور معتبر احوال ویرثہ اور واقعات کی شہادت سے اس قسم کا جھوٹ

ہونا ثابت ہوتا ہے ایک اور جہلوت سے غور کر کے ہم اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ عرب ایک
غیور قوم تھی جس کا اقرار یہ رسالہ کو بھی ہے صفحہ ۸۹ اور بسبب اپنی شرافت کا احساس
سے ان میں غرر کا مادہ بہت تھا اس کا حضرت کے صحابہؓ جو اسے پہلی نیوک زاویے نہیں
تھے مگر وہ غریب و غریب جنہوں نے اپنی دعوت کو قبول کیا تھا انہیں نہیں بلکہ کیا
مرد اور کیا عورتیں سب باغیرت اور پاکدامنی کی قدر کرنے والے تھے ایک موقع پر جب
آنحضرتؐ اپنی کسی بیوی کے ہمراہ جا رہے تھے تو دو آدمی پاس سے گزرے آپ نے
اسی وقت ان کو بلا کر فرمایا کہ یہ میری بیوی ہے یہ اس لئے نہیں تھا کہ ان گزنیوالوں کی
دلت میں آپ کی نسبت کوئی شک پیدا ہو تھا۔ بلکہ آپ کی غیرت یہ نہیں چاہتی
تھی کہ امکانی طور پر بھی آپ کے صحابہؓ میں سے کسی کے دل میں کوئی شک پیدا
ہو اس بار ایک دور اندیشی پر غور کرو کہ آپ اپنی بیوی کے ساتھ جا رہے تھے
لیکن پھر بھی آپ نے ضروری سمجھا کہ اس پاک اور نازک تعلق کے مضبوطی کے ساتھ
قائم رہنے کے لئے جو آپ کے سر پر دن اور آپ کے درمیان تھا کسی کو امکانی
نہیں شک کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ پس ایک ایسے غیور آدمی کی نسبت
جو ان نسبت کی حفاظت میں ہر وقت اور ہر طرح سے اس قدر محتاط ہوا ہے
تو کیا یہ لازم کا لگنا جیسا کہ زینبؓ کے معاملہ میں آپ پر نجاست خورد و ہر مال
یا نہ کی اور ہر مال لگاتے ہیں اگر شرافت اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے ؟
دوسرے رسالے نے ایک یہ بات بھی لکھی ہے کہ زیدؓ کو آنحضرتؐ کی بیٹی بیوی
کے تمام گھر کے خیر تھا اور پھر آنحضرتؐ کے سپرد کر دیا آنحضرتؐ نے اس
کو خود دیا وہ سب سے پانا اور آخر کار آزاد کر دیا اور اس زمانہ کی رسم کے مطابق
وہ بڑا بیٹا قرار دیا۔ صفحہ ۸۵ سو یہ بھی اس کے دیگر بیوہ اقوال کی طرح
سے کہیں جسے جس کا کوئی ثبوت وہ نہیں دے سکتا بیٹا بنانے کا قصہ ہی نہیں ہے

میں شک نہیں کہ حضرت نے زید کو محبت اور مہربانی سے پیشا کیا ہے۔ زید
 بنا یا نہیں یہ بات کسی نامہ حقواری ہے کہ جس وقت آپ کی ابتدائی عمر تھی
 آپ کے پاس کے تو آپ نے حضرت خدیجہ سے نکاح کیا۔ اور خدیجہ نے زید کو ایک
 سیر کر دیا۔ آپ نے اسے انوکھ کر کے اپنا بیٹا (متبنی) بنا لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 اسی بھی سمجھ سکتے ہیں کہ کسی شخص کو بیٹا (متبنی) بنانے کی ضرورت اس وقت ہوتی
 ہے جبکہ وہ بالکل اولاد سے مایوس ہو جاتا ہے اور آخری عمر تک بیچ چکتا ہے نہ کہ
 ابتدا جوانی میں جس وقت کہ اولاد ہونے کی پوری امید ہو اب سوچنے کی بات ہے کہ
 حضرت کو شروع جوانی میں متبنی بنانے کی ضرورت کیا پڑی تھی؟ کیا آپ کو اپنی اولاد ہونے
 کی امید منقطع ہو گئی تھی؟ یہ بی بی خدیجہ کوئی عقیدہ (باجوہ) تھیں جنکے چار بیچ لوگ
 ان کے گھر سے پرہیز ہوئے۔ یا قوم قریش جو سب سے شریف و نامور قوم تھی اور
 اسی قوم کے و نسب زید کو بہر اور علی کے کہ آپ تھے کوئی گری ہوئی یا مغلوب قوم تھی کہ زید کے
 متبنی بنانے سے قوم کو ہی کوئی فائدہ پہنچا تھا؟ اور اگر متبنی ہی بنانا ہوتا تو کیا خاندان
 قریش میں سے کوئی لڑکا نہیں مل سکتا تھا جس کو آپ متبنی بنا لیتے؟ اور سب سے
 اچھا و مذہب لڑکا کیسی کیسی موجود تھے جن کو آپ نے پرورش کیا۔ اور نام دیا یا انہی
 کو متبنی بنا لیتے۔ ہوتا جس شخص کو اپنی اولاد ہونے کی امید ہوتی ہے وہ بھی کہیں
 متبنی بنا کرتا ہے؟ وہ برگز نہیں چاہتا کہ اپنی متوقع اولاد کے شریک بنا کر ان کو
 نقصان پہنچاتے کے لئے متبنی بنا بیٹھے۔ ایسا کام کوئی سلیم الحواس نہیں کرتا
 اس لئے یہ شخص زید کے بیٹا بنانے کا ہر طرح مجاہد اور ناقابل قبول ہے البتہ بعض لوگ
 نے اس وجہ سے کہ آنحضرت زید کو بیٹا بنا کر پکارا کرتے تھے جو ایک معمولی بات
 ہے یہ خیال کر لیا تھا کہ زید آنحضرت کا منہ بولا بیٹا ہے اس لئے زید کو اس
 کہنے لگ گئے تھے۔ لوگوں کے ایسا کہنے سنا کر زید کی مرضی نازل فرمائی کہ

اس کی انتظاری نہ کیے گئے ۹۱۔ یہ بھی سنگ زد کا زرد چھوٹا ہے جیلا یہ بات
 سمجھ میں آسکتی ہے کہ جو شخص ایسا ہے جیسے پاپا ہے عذر بنا سکتا ہو اور ایسا بخود مہربان
 کہ نکاح کی انتظاری نہ کرے کہ جہین گھنڈہ دو گھنڈہ سے زیادہ دیر کی ضرورت نہ تھی تو وہ کیا یہ
 عذر نہ بنا سکتا تھا کہ تمہارے لئے حدت کی بھی ضرورت نہیں اور تین مہینے کس طرح سے
 اس سکتا تھا ہندیا بالکل غلط ہے کہ اس نے نکاح اور خطبہ نہیں پڑایا۔ تمام روایتوں میں
 مندرج ہے کہ آنحضرت معلوم ہے اس نکاح کا وہ بہت عرصہ طویل سے دیا تھا۔ اور یہ دلیل اس
 بات کی ہے کہ آنحضرت نے حسب دستور بعد طلاق زید کے غرض سے نکاح کیا تھا۔
 اب صرف اس لئے جو بات کہ جواب دینا باقی ہے جو دہاندی جیلے کی کوڑ
 مغزی اور دیکھ کر غلطی کی بددی نظریہ ہے جسکو نخل خوار کے صفحہ ۹۰ پر لکھا ہے کہ یہ
 قرینہ کی باتوں پر نظر مارتے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زینب کی طرف سے زید کا
 دل سخت شکلی ہو چکا تھا کیونکہ باوجود وہاں کا ان مومن و کافر صنف الایمان کے نازل
 کے زینب نے خدا اور رسول کے حکم کی چھ پر رافع کر کے زینب کو طلاق دیدی حالانکہ زید
 جسے وہ من کاؤ نہیں تھا کہ وہ قرآن کے اس حکم کے مطابق بلا حرج و حرج آنحضرت کے
 حکم کی کرید خدا سے دیا اپنی عورت کو مست چھوڑ دیری تعمیل کرنا جو اس نے تعمیل نہیں کی
 تو اسکا سبب بھروسے اور کیا ہو سکتا ہے کہ زید کا دل زینب سے سخت شکلی ہو چکا تھا اور وہ
 اسکو گھبر میں رہنے کے لائق نہیں سمجھتا تھا صفحہ ۹۱۔ یاد رکھو کہ اس خیال فاسد کی بناء اس
 جہول اور وضعی روایت پر ہے جسکو وہ خیال دہر مال سے اندر ہے ہر سکی طرح معالمتنزل
 جیسی تفسیر سے نقل کیا ہے اور اسکی ساری ہیبت اسی کچی ہینٹ پر قائم ہے جسکو بفضل
 الہی ہم نے ریزہ ریزہ کر کے سامنے دکھان کو گرا دیا ہے اور اس کے گریٹے دیر میاں بھی
 نیچے دب گیا ہے اس لئے اس لغوت کا جو بنا فاسد علی انفا سدی مصداق
 ہے مزید جو سبب و بنا تفسیر اوقات بھکر آنا کہ دیتے ہیں کہ معالمتنزل الہی تفسیر ہے

جو قبل استدال نہیں۔ مخفی نہیں ہے۔ نزیکاً یہ تفسیر صرف ایک فیہا ہے چنانچہ
 کتاب اصول کسیر فی اصول التفسیر مطبوعہ نظامی کانیپور سنہ ۱۲۸۴ھ کے صفحہ ۱۰۴ پر
 لکھتے ہیں کہ در معالمت التزویل **فصل بے اصل** پر اور کردہ اللام اشارہ یعنی اس
 تفسیر میں بے اصل تھے وجہ کئے گئے ہیں دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ اس روایت کی
 کوئی سند مطابق اصول روایات نہیں بیان کی گئی پس روایت بھی یقیناً صحیح نہیں ہے
 اور روایت بھی غلط ہے اور واقعات کے خلاف ہے بلکہ غور تو کر دو کہ زینبؓ نے اس
 میں زینبؓ کا یہ تصور پایا تھا ہر اسکی طرف سے شک ہو گیا۔ اس روایت کی رو سے
 نو بیہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرتؐ زینبؓ کی غیر حاضری میں اس کے گھر گئے وہاں اتفاقاً زینبؓ
 کو جولی پہنے ہوئے پڑا اور یہ کھڑی دیکھ لیا تو اس کے دل میں وحال پر از خود رفتہ ہو گئے اور وہ
 آپ کے دل میں گھس گئی۔ عیسائیت آپ کی زبان سے سبحان اللہ مقلب القلوب کل گیا
 زینبؓ نے زینبؓ کے آگے ہی ساقا تھرا سنا دیا۔ زینبؓ چونکہ زیرک و دیکھ بھال والا تھا اور
 آنحضرتؐ کے عشق کی حقیقت سے آگاہ ہو گیا اس بیان میں کوئی بات زینبؓ کی
 طرف سے شک کرنے والی ظاہر ہوتی ہے کہ جسکی بنا پر وہ بیچاری زینبؓ سے ناراض
 ہو جاتا اور چھوڑنے پر آمادہ ہوتا ہے، اور اسکو اپنے گھر میں کھنسنے کے لائق نہیں سمجھتا اور تعاقب
 نو بیہ بتاتے ہیں کہ زینبؓ کو جان و دل سے زینبؓ کی قدر کرنی چاہیے تھی، اور جس نے زینبؓ کو
 اتنے ہی سب کچھ سنا دیا اگر زینبؓ کے دل میں بھی کچھ میل ہوتی تو وہ زینبؓ کو اس عشق
 نبی سے واقف کیونکر کرتی اس سے زیادہ تو زینبؓ سے زینبؓ کا اور کچھ سنا تھا اور زینبؓ نے
 ہی زینبؓ کی طرف سے فریفتگی کے کچھ آثار دیکھے تھے وہ بھی یہی تاویل تھا کہ آنحضرتؐ ہی پر
 بیوی پر فریفتہ ہو گئے ہیں بیوی کا اس میں کچھ بھی قصور نہیں۔ اس لئے ایسی
 صورت میں تو آنحضرتؐ سے زینبؓ کو شک ہونا چاہئے تھا، اور آنحضرتؐ کو اور سدا
 کو جس کے یہ مسلّم تھے چھوٹے چھوٹے نہادہ ہوتا نہ کہ بے گناہ زینبؓ کو عیسائیت

رتی منہ ہو اور دیکھ دو فلاں غیبت ہے جس کا انصاف ہے، جس کی اصل حقیقت
 زیادہ آگاہ ہو گیا ہے۔ صفحہ ۹۰ اسکے لئے خود ہی بیہوش ہو کر ریخت کے پاس گیا ہے
 صفحہ ۹۱ اور جو یہ خطا اور بے گناہ ہے اور جس کی بدولت حقیقت سے آگاہی
 کی جاتی ہے اس غیب سے خواہ مخواہ شکی ہو کر چھوڑنے اور طلاق دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے
 کہ وہ ہر خیال کے قیاس میں بات کہہ سکتی ہے کہ مثلاً وہ پانچ دہریاں کی عدم موجودگی
 میں اپنے گھر جاوے اور اگے دہریاں کی جوہر کو اتفاقاً چولی پہنے ہوئے لچکے دار اور
 کھڑی دیکھ لے اور اس کی خوبصورتی اور گوری گوری رنگت دیکھ کر انکھوں اور دل
 میں کھلبلاہٹ ہو جس سے لڑکھوڑا ہوا ہوتا ہے اور اٹھنے کے بعد پریشانی ہو اور وہ لوگوں
 سے ہٹ جاتا ہے اور اتنا کہہ کر چلے جاتا ہے کہ میں پانچ دہریاں آدین اور آتے ہی
 انکو لالی جی سناؤں کہ ہے پی سوتی جی مہاراج برہمان ہوئے تھے اور میں
 رطرت کر پت پہن کر کھڑی تھی مجھے دیکھ کر ایسا چین ہو کر چلے گئے ان بچہ نکو لالی
 سے سن کر دہریاں بوجہ اپنی شرافت خاندانی اور آبائی زبیر کی کہ جو قدرتا اس کی
 سب دہریاں کی برائی کو مٹا کر جاوے، ہر دہریہ کی برائی کو بہت سے سوئی کی انفرادیت
 سے آگاہ ہو جاوے اور خوب سمجھ لے کہ ہر ایک کے سر پر نیوٹن کا قانون ہے اور
 ہر دہریہ کی ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہیں تو اب اس سے دہریاں اپنی جوہر کو پکڑ کا
 کھنکھارے نکالتے پرتاواہ ہو کر آگیا اور اپنی جوہر کی طرف سے سکھار لیں
 ہو گایاں بدبخت سوامی کی صورت سے ہزار ہو کر اس کے دہریہ کرم پرست
 جیسے بکر پنی بے قصور جوہر کو لیکر موضع بھٹوہ، بانی وطن بھٹوہ سے لے گا اس کا
 وہ ایسی عکسوں سے معمور ہوگا کہ وہ ہر دہریہ کی صفائی صحیح ہے۔

میں نہیں کرتا کہ میں نے سدا تلے سے توفیق پا کر رہا ہے
 نہ دیکھتا ہے کہ وہ عقلی نفس کی بحسب نوت میں امر کا دیباچہ

تشریح تشریح کے متعلق کام اعتراضات محض بحث باطن اور شریعت سے
 نہ کر کے جتنے ہیں وہ حضورِ قدس سرور عالم خبرِ بیشتر سید الرسل امامِ امانیا ہور دیا
 ابنِ علی عس بنی نہ تہم لہر سلیم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام علی اصحابہ وازواجہ
 جمعہ ہیں کا دامن ان جبارِ ذوال اور ذمام سے جو منافق اور کافر مشرک نظامِ مرتد اور
 ان کے ہمنگہن سے آپ کی ذاتِ مبارک پر لگائے ہیں بالکل پاک ہے اور میں کا قیام
 سرخِ اعتدال کی تائید و رافضی سے آپ کی نظیرِ ظاہر کر چکا ہوں اس گندے اعتراض کے
 کسی پہلو کو میں نے نہیں چھوڑا کہ جس پر سرِ کین بحث سے پوری روشنی نہ ڈال دی ہو اب
 کوئی فتنہ ایسا نہیں جس میں نبیِ دوم کا دشمن کفر و رساں و دخل ہو کر نہ لے سکے اس کی جڑ
 سے تمام کجایان اکھاڑ کر پکڑی ہیں میں خدا کے فضل سے اور بھی بہت کچھ لکھنے کا
 وعدہ کرتا تھا اور بعض دیگر حکمتوں کے اظہار کا بھی جو اس نکل زمین سے ظاہر ہوئی ہیں
 میرے دل میں جو شش تھا مگر سامنے کی طوالت اور احباب کی مشغلت اور خانہ کرمی
 بنویم فیض صاحب احمد خان صاحب و شیخ نظام الدین صاحب کے شوق
 نے جو میرے ایک قلبی محب اور دین کے بڑے سچے ہمدرد ہیں مجھے مجبور کیا کہ جلد تر
 ایک اعتراض کا بھی جواب جو کامل اور اکمل ہو اور جس پر نخلِ آریہ کی جڑ قائم ہے
 نہا ہمارے کی حیرتی اکھاڑ سی جائے۔ اس سے عوام کو بھی فائدہ کی امید ہے
 و بحث بھی نل حال کر رہا اعتراض پر جواب گاہ اسانی سے ہوتے گی اس لئے
 مانع نہیں ہے اس لئے اس کا جواب دیکر بابِ اول کو ختم کرنا چاہتا ہے اور دوسرا
 باب میں آیا نہ دی نظرِ تحریر کا افسانہ کے عنوان سے لکھا ہوں اور انتشار
 کہ اس وقت کہ یہ ایسے لکھتے ہیں جو ان دکھاتے کے دانتوں کو کھانے کے دانت
 خاں سے کوفیوں کو نے اور است کو تیا گئے پر متحد ہو جاتے ہیں اور اسی
 باب کے ایک سترہ پر نظام کے ساتھ شائع کرتا ہوں تاکہ یہی طرح سے مخالف

بہتر نام حجت ہو جاوے اگر خدا کو منظور ہے تو چل دی ہی باقی اعتراضات متعلق
اسلام و بانی اسلام مندرجہ نخل آریہ کا بھی جواب لکھو نگا۔ و ما توفیقی الا باللہ علیہ
توکلنت والیہ انیب۔

مین آخرین یہ بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ ان مجملہ آیات قرآنی کو کجلی تفسیر
عزراض کے جواب میں کی گئی ہے اور دہر میال نے بے ایمانی سے ان کے دو
تین ٹکڑے نخل اسلام میں لٹکرائی جہاں کثرت کا ثبوت دیا ہے لکھو دن تاکہ یہ ظاہر
ہو جائے کہ کس آیت سے قرآن مجید میں نکاح زینب و زید کا بیان شروع ہوا
ہے اور کس آیت پر ختم ہوا ہے اور جس ٹکڑے پر مبنی خط و دیا ہے وہ اس امر کی
علامت ہے کہ دہر میال نے ان تمام آیات مبارکہ میں سے صرف بن درمیانی
فقروں کو باسیاق و سباق کے نقل کر کے اپنے تخیل و فاع کے استدلال
میں پیش کیا ہے جو نہایت قابل شرم اور آریوں کے لئے ڈوب مرے کا مقام ہے
بشرطیکہ حیا دار ہوں زید و زینب کا قصہ نکاح مندرجہ ذیل آیت سے شروع
ہوتا ہے۔ جو بایں سوین پارہ سورہ اعراب میں ہے۔

آیات قرآنی متعلق قصہ نکاح زید و زینب

وَ مَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ لَا الْمُؤْمِنَاتِ إِذَا خَصَّ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمْ
أُخْرَى مِنْ أَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا
أَزْنَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَيْجَكَ
وَ اتَّقِ اللَّهَ وَ اتَّقِ نَفْسَكَ مَا اللَّهُ مُسْكِرٌ بِمَنْ يَخْتَرُ نَفْسًا وَ اللَّهُ
يَخْتَرُ أَنْ يَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهُ وَ طَرَدَ وَ جُنُودُهُ يَكُونُ عَلَيْهِ
أَمْرٌ مُبِينٌ خَرَجَ فِي زَوَاجِ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ وَ لَمَّا وَ كَانُوا فِي

سَمِعُوا مَا قَالَتْ عَنِ النَّبِيِّ مِنْ حَرْجٍ فَمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ
 فِي الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكَانَ أَمْرًا لِلَّهِ قَدْ رَأَى الْمُؤْمِنُونَ
 سُنَّةَ اللَّهِ يَخْشَوْنَ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ
 حَسِيبًا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ
 رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ
 بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

ب ۲۲
 (احزاب رکوع ۵)

ترجمہ: اور کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو شہر یا رہبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا
 رسول کسی امر کا فیصلہ کر دین تو پھر اس امر کے کرنے یا نہ کرنے میں ان کو
 اختیار ہے امر جو خدا اور رسول کی نافرمانی کرے گا سخت گمراہی میں پڑیگا اور
 یاد کرو وہ وقت جبکہ تم اسے نبی صلعم اس شخص سے جس پر اللہ نے انعام کیا اور تم
 نے بھی انعام کیا کہتے تھے کہ اپنی عورت کو مت چھوڑو اور اللہ ڈراور تم اپنے دل میں
 پھیلے تھے وہ باتیں جن کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہتا تھا اور لوگوں سے ہوتے
 تھے اور اللہ زیادہ حقدار ہے اس بات کا کہ تم اس سے ڈرو۔ جب زیڈ نے اسے
 علاق دیدی اور عدت بدوری ہو گئی تو ہم نے اسکو تیری بھئی بنا دیا۔ اور یہ اس لئے
 کہ سلاٹوں کے لئے اپنے مذہب کے بیٹوں کی ملتفق بیویوں۔ یہ اسکا حکم کر لینا
 نہ ہے۔ یہ خدا کا حکم تھا جو اسی طرح پورا ہونا تھا نبی پر اس کام کے کرنے میں
 کوئی گناہ نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کر دیا اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ان لوگوں
 میں بھی تھا۔ جو پہلے گدھے ہیں۔ اور اس امر الہی کا ہونا ہے سے مقدس ہو چکا تھا

جو لوگ خدا کے پیغام پر سچا تھے میں اور خدا سے ہی ڈرتے تھے میں اور سوائے خدا
کے کسی سے نہیں ڈرتے ورنہ کافری ہے حساب لینے والا جس سے
سے اللہ علیہ وسلم تمہارے سروں میں سے کسی کے باپ نہیں
لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے
ان آیات کے علاوہ در کسی بیت میں زیڈ وزینب کے نکاح وغیرہ کا کلمہ
نہیں ہے۔

بہ طوفان فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
صاف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پال
نہرے مذہب کی ہمتیں ازمیر رہا براحمہ
ترا بجائے جو کہ مرجع عالم دیکھو
کوئی دین دین محمد سنا پیا ہم نے
سیف کا کام قلم سے دکھایا ہم نے
تیری خاطر سے یسب بار اٹھایا ہم نے
غم کا خم منہ سے بصر میں لگایا ہم نے
نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم خواہ
سب کا دل آتش سوزان میں جلا یا ہم

مستطاب

است خلافت کار ساز عیب پوش در کار
 دعوت بر سر زانو گو کچھ خدمت سنانین
 دست کتیبین کمال حق بنده بر سر زانو
 سے مرست قادر پروردگار بنده
 پس کو دیکھو جہل وہ شمشیر نیل
 سب سے برتر قوم آریہ جہل
 دانی ہو تحریر لکھ لکھنی نقشہ
 سنانین ان جہانوں میں ہی تو رہو دنیا
 ہائے نوم آریہ کی عقل کیوں مار رہی
 آریہ کی پوئی تو ساکانوں میں بھی کچھ چڑیا
 کھائے اپنی راہ میں یوں پورے ہو کر
 بدنام ہوئے ہیں آخر اس جو نامہ میں
 آریہ کیوں بہت خوابیدہ تمہارے گئے
 سیکھو ان میں بھی ہیں بس گایوں نامہ
 سبے نصیحت بصری سن دن سوا کو آریہ
 ہم جہل ہیں تیرے حملوں سے کچھ ڈرتے ہیں
 ہیں خد کے فضل سے شیرستان جہم

است مہ پر سے مرے حسن مرے بدگار
 تیری بہت سے مگر چھپر ہوا آسان کا
 میں تو بار بار بھی ہو کر پایا در گین بار
 یہ ہے کفر و فسادات کو میں پروردگار
 خیر و اذیت و غم و جور ہے سب کا شہر
 جس کو پنی باز بینی پر سے ہر زخم
 ٹاپیں ہی گالیان میں کتے مسو کا سنگ
 بد بانی کیوں نہیں میں چھوڑنے بیزار
 کس لئے کرتی ہے یہ جہل و رنی بلہار
 کہہ نہ میں یہ دیکھتے سنتے صداقت کل
 کب تلک اس ظالموں حق ہو کر و کارزار
 جلد مٹ جائے ہیں ہو کر و کارزار
 آریہ ہو کر اگر کیوں ہو تو میں
 کیا تمہارے میں کیا ہے بد و دور
 یا وہ دہیز و زبھر و فتنہ کو آریہ
 دن قوی رکھتے ہیں ہم درویشی ہو کر ہمار
 ہاتھ شیر و آریہ ڈال اب دہیز و تزار

و نہ دیر تیری جہالت خوب دکھلائی میں رنگ
 باز آئے بچیاں حرکتوں سے باز آ
 انہما کی رائدن تو میں کرنا چھوڑ دے
 کر گیا کیوں جیفہ دنیا پہ تو اسے بے تمیز
 کیوں بڑھا جاتا ہے حد سے اور شریر سفلہ خو
 رانہ زبوروں سے اور پاپ ہے دل میں بھرا
 یہ مان مت کر کہ تیری بذر بانی سے معاف
 قدرت حق کو نمونہ دیکھ لے یہ ساعت عقہ
 ہزارے سانسے میرے تو اب رو بہ منت
 ہے نخل آریہ کیوں سے وہ جدا حقہ
 وہ تیرے یہ کہ جسے آریہ کے نخل کو
 ہے یہ وہ اکثر کہ جس سے چوب نخل بے ثمر
 ہے یہ وہ تر ہے کہ جس سے اب سیفہ تاتاس
 ہے یہ وہ بجلی کہ جس نے آریو کے باغ کی
 ہے یہ اب چیلنج تھکوا سے گردہ متبذل

نخل کا غزمین لگا کر بند بٹکے سے
 کیوں دندہ بن کے ظالم کا ٹٹکے سے مل مار
 یاد رکھو وہ نہ پڑے گی بعتوں کی سخت مار
 تف ہے ایسی زندگی پر تیری سو وار خواہ
 ہوش کر کے سوچ یہ چچا نہیں پیر اندھا
 ہے زبان تیری پھری لا بیج دل جہ مہیا
 قرض ہو واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار
 جسے تیری تنگ روی جگہ جائے قرار
 دیکھنا پھر کس طرح کرتا ہوں میں تیرا سکار
 جس نے اسکو کر دیا مثل نثران کے برگ و بار
 چند ساعت میں دیا پہنچا اور بن ہو اٹھا طر
 ہو گئی ہے جل کے خاک اور لگنی مثل غبار
 چج کر اپنے گریبان کو کرے گاتا ر تار
 کر کے خاکستر ملا دی خاک میں ہادی کھم
 کچھ حیرت ہے تو آج اسانے مردانہ وار

دیکھتا بھر گت بنتا ہوں میں کوئی نیکی
 یاد آجائے چھٹی کا دودھ جس سے ایک با

ایک سو و پچاسویں باب کا شمار

یہاں کو وہ شیخ ہو کر گروہ اس باب کا جواب لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے تو جہت
رکے بہت زیادہ اہل ایمان داری اور شرافت سے اس کا جواب تحریر کرے یہاں بندہ
نہایت خوب میں پر صورت کامیابی ہم اقرار صحیح نہ رہے ہیں کہ اسکو **الکسوف**
رشد المد النعام دینگے اور آئندہ اس رسالہ کی اشاعت بالکل بند کر دیں گے اور
اپنے آپ کو شکست یافتہ پھر رہے یہ تحریر اس شکست کا اقرار کرینگے اسکے
بعد وہ جو کچھ وہ تمام ان مقرر کرے بشرط استطاعت ہم کو اسکی منظور میں لے کر
دیوگا۔ اور اگر وہ جواب میں ناکام رہے یا کوئی جواب نہ دے یا نہریات لکھ کر غفل
اس میں کہ طرح ایسا نامہ اعمال سیاہ کر کے کوئی مجموعہ لغویات یا اثر خانی ہر روز لکھ
دے تو یہ گزرتا بل سماعت نہ ہوگا۔ جو ب دیتے وقت سند جو ذیل امور
کہ ٹونڈ رکھنا ضروری ہوگا۔

(۱) ہمارے دہل مندرجہ صائقہ کو اول سے آخر تک توڑ کر مسلمہ اسلامی
کتب سے اس کے خلاف ثابت کرنا۔

(۲) ہر ایک استدلال قرآن مجید سے ہمارے اصول کے مطابق پیش کرنا
بہایت لازمی ہے۔

(۳) کوئی روایت خود کسی کتاب کی ہو اگر قرآن مجید کی کسی آیت کے خلاف یا
معارض ہوگی یہ گزرتا بل سماعت نہ سمجھی جائیگی

(۴) واقعات کے ثبوت میں احادیث صحیحہ سے دلیل مافی ہوگی نہ کہ
بے سند یا روایات سے۔

(۳) جواب کا ارادہ تب کرنا چاہیے جبکہ پہلے میرا تو کی میرا انعام موعودہ ایک
 مسدود ہو جائے۔ وہاں کہیں جاوے گا کہ نہ ہو گا مگر اس کا مقصد
 غارتا وہاں کہیں جاوے گا کہ نہ ہو گا مگر اس کا مقصد
 کہ پھر جوڑا سے اس کے جواب دینے کے بعد اس کو سکست یا فستہ
 فرما دینا ہے۔

(۴) فیصلہ اس کا کہ جواب نہیں کر دے۔ یعنی سب سے پہلے کہ اس کا جواب
 نہ ہو۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 کرینگے جن میں سے دو مستحق ہیں۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 فریقین متفرق کرینگے اور ہر ایک مسئلہ فریقین میں ہوگا جو مذہب فریقین
 سے علاوہ نہ رہتا۔ مگر اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 ہوں وہ فیصلہ فریقین کو تسلیم کرنا ہوگا۔

ن شرائط میں دہر مبالغہ اگر کوئی ترمیم معقول ایسی کرنا چاہے جس کا اثر فریقین
 بر مساوی ہو اور عند العقل وہ ضروری سمجھی جاوے تو بدیہ خط و کتابت سے کر سکتا
 ہے اگر دہر مبالغہ اس کا جواب کہنے سے عاجز ہے تو دوسرے کوئی دیا بندی خصوصاً
 اجازت از دہر مبالغہ لکھ سکتا ہے۔ ورنہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 کا مستحق ہوگا۔ ورنہ اگر بغیر اجازت دہر مبالغہ تحریر کیا تو کسی انعام کا مستحق نہ ہوگا۔ ورنہ
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

عاجز قاسم علی حسینی
 دہلی
 جون ۱۹۰۹ء

در حای بیان دین سے خطاب

دلت ہوئی کہ چہرے سے ناکشا ہو نہیں
دین محمدی سے کسے لئے مریا ہوں میں
یہ کیوں ہو کہ ناکبہ در عطفے ہوں میں
جب تہاں دس سے معتقد ہوئے ہوں میں
ورنہ مری بساط ہے کیا اور کیا ہوں میں
یہ عہد ذات باری سے اب کر چکا ہوں میں

سے تہمید سے خبر دیا رہا ہوں میں
بریں کر کو دین کے تم سے دیا ہے تو
سنتن کا فکر سے جگہ نہ جان کا
میر کیوں نہ ہو نہ سپہ سدا کا ہو غم
یہ کہیں ہیں سب ادھی جن جہاں کی
تبیہاں سے بنگ کرہ بن جاتنگ لڑو

کیا جانے کہ دل کو مرے ہے یہ کیا ہوا
رہنا ہے ابلی کی طرح کیوں بکرا ہوا

بے فائدہ نہ ہو ہی رائیگاہ کرو
اٹھو اور ٹھٹھ کے خاکین اس کو نہاں کرو
پھر خوش بیانیوں کو تم اپنی عین کرو
ہر دشمنان دین کو تم بے نہاں کرو
قلیوں سے مشہدین کو پھر نہی ان کرو
ہاں پھر کندر صبح کی حلاوت ان کرو
نام و نشان ملے کے اسے نشان کرو
راہبران جو میں انہیں مہراں کرو

ساریت زمانہ کے کچھ تو دھیان کرو
شیدان ہے یکساں صر سے دنیا پر گرن
کھلا دھڑکا ہوا خوشی و خوشی تم
دل بھائی افغان مجھ کے توڑ دو
پیر پیرہ ریزہ کرد، شکر و کفر کو
یونہی کے نیوڑ و جھوٹ کو پھر نہی بک
سندھ قلم سے کاٹ، و باطل کر کو آج
بے شہر و شہر و شہر میں بندہ نو

ہاں ہاں خدا پاک سے پرتل مگاؤ تم
ایسا کرو پیار کہ پس رہی جاؤ تم

صاعقہ ذوالجلال بر نخل ہر میاں

کی نسبت

پوری اٹھ سو حساب واعظ ایس پی جی - مشن کارپوریو

صاعقہ ذوالجلال بر نخل ہر میاں باب اول چند روز ہوئے کہ میرے
ایک دوست پنڈت ہری سنگھ صاحب آریہ سنگھ ریلوے دہلی نے جو ایک جوتیلے
اور باہمت دبانڈی ہیں مجھے یہ نخل اسلام نام ایک کتاب لاکر سنائی یہ کتاب
مفتی محمد لغفور حال دہر میاں صاحب بنی۔ اسے۔ نواریہ نے اسلام کے خلاف حال
اسی میں چیف فرمائی ہے۔

یہ نخل اسلام کو اس سے کہیں پنڈت صاحب موصوف کی زبانی سنا۔ طرز عبارت
دلچسپ ہونے کے علاوہ لائق بہ مصدقہ نے شاہن اسلام کے تواریخی حالات
تاریخ کر کے درج کتاب کرنے میں نہایت سعی فرمائی ہے۔ نیز پیغمبر اسلام پر نہایت زور
عزت میں کر کے مجرمی علماء کی تقاسیم سے اپنے بیانات کو مدلل کر دیکھا ہے اس میں
شک نہیں کہ مسیحی مشنریوں نے جس قدر کوششوں سے باہنی اسدہ کہے تھے وہی
حالت اسلام کی کتابوں سے ہم بھر بچانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اس سے کہیں کسی
مخالف اسلام قوم سے ممکن نہیں۔ لیکن نخل اسلام کو سرسبز خیال ہو گیا تو یہ صاحبان بھی
اس کام کا اپنے تئیں حصار قرار دیتے ہیں وہ بھی نہیں کر رہے۔ گو مسیحی اشاعتیوں سے
اسی مفید ہو کر وہ پانچویں سو اربوں میں ملنا چاہتے ہیں لیکن تاہم ہمارے کام کے ایک
مدد تک وہ دو گار ضرور ہیں نخل اسلام کو سرسبز سے جوشی کیسا تھہرنے یہ خیال کر لیا تھا

نہ تھی اس کتاب کا کوئی جواب نہیں ہے لیکن سچے اور اسی جوش میں اپنے خیال کا
 ظہار بھی زیر قلم لکھ کر دیا ہوگا۔ ایک روز منادی کرتے ہوئے سر بازار علی الاعلان کر دیا کہ نخلِ سدر و محمد بنو کو
 سخت بچا کہایا ہے اور کسی محمدی کی جرات نہیں جو اس کا کچھ جواب دے سکے دیانندی مصنف نے
 اس کا جواب دیا کہ نخلِ زینب سے قصہ پر رکھی ہے اور اسی نخل کو تمام خرابوں کا منبع قرار دیا ہے اور
 مرستی بھی کسی قدر درست کیونکہ مسیحیوں نے بھی محمدؐ کا جیسا کلف من سب سے بڑا محبوب امر
 جو ہی محنت کساتا تھا نہ کہ مسلمانوں کے مسلمات سے ثابت ہے وہی نخلِ زینب کا قصہ ہے جسکو
 مشرکین نے جوہر ہو جاتے اور کہیا ہے ہو کر منہ مکتے میں اغرض ان سداً بنو زبردست کتاب
 اختلاف سداً انہوں کی طرف سے منہ سمجھی تھی مگر فسوس کہ ابھی ایک مہینہ بھی نخلِ سدر کے متعلق
 اظہار رائے کئے ہوئے ہوں گے کہ اگر اتنا کہ ہمارے سامنے اس کا جواب مندرجہ عنون نام سے پہونچ گیا جسکا
 صرف قلوبانی پیغمبر کا ایک حق مرید میر قاسم علی نام ہے جسکو ہم تجویز دیتے ہیں جسے نہایت شوق سے
 اس جواب کو سنت تو طرز بیان و لکاش عبارت کستہ و لا زائے عجیب تر ہے جو کہ بھی سوز و دیکھے
 ازیر کی پیر یہ حدید پایا گیا مرید قاسم دینی ہے اپنے پیر کی طرح جہاد سے کام لیکر سب سے پہلے نخلِ زینب
 کے ہی قصہ کو تمام کیا ہے اور اسی کا جواب حیاتِ زینب فدائینِ سطرچ و مثال کر اندرونی صفحہ
 ایک فائن انظم میں آریہ مصنف کو سخت ڈانٹ مانی ہے صفحہ نمبر اسے اسٹروونٹن شروع کیا ہے
 حسین دیر نہ لفظ سے جدت و کامائی ہے اور آریہ کاج کے پیر یہ گشتگو پر ایک مختصر نظم اردو و بھور
 عاک کے کہی ہے چند نمونے دھر میاں صاحب کی سخت کلامی کے نخلِ اسلام سے نقل کئے ہیں
 سے بعد نخلِ اسلام کے بعد ان ترغیبات متعلق نخلِ زینب نقل کر کے قرآن میں جن تک ان کا جواب نہایت قریبی
 سے پایا ہے خاتمہ رسالہ پر ایک مٹی اردو نظم لکھ کر آخر میں ایک شہدار انعامی یکصد روپیہ آریہ
 خوب لکھنے والے کیلئے شہرِ انطا معقول درج کر دیا ہے کل ضخامت علاوہ حواشی ۱۵۰ صفحہ ہے
 ۱۵۰ صفحہ بہت مناسب صرف ہر فی رسالہ اور زیادہ جلد دیکھے خرید کیلئے ایک مہینہ کیلئے
 پر بعد ایک نیت کا ثبوت ہے کہ جب کہ آریہ مصنف نے ۲۴ صفحہ کار کا قیمت دیکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

دیاسندی لٹریچر کا آئینہ

یا

آریہ دہم

سب دیش منہ سٹلے چھوٹی سی داستان ہر
 کال جگ سے روپن کچھ لکھن سناؤں کیا گیا
 سہوچا مٹی سب قبر ابی زمین سے
 بہر مراد بیوی شوہر مرید زن ہے
 سہوچا مٹی سب قبر ابی زمین سے
 پہلے حصہ کے باب اول میں خدا کے فضل سے ہم نے مختون آریہ کے بعد فقرہ
 متعلق نکاح زینب کا ایسا بخیرہ دھیریں ہے کہ اگر ناتوان آریہ میں سرفراہ کا کوئی ورہ ہے
 تو پھر یہ اندیشے سے ہمیشہ باز رہے۔ جس طریق سے ہم نے اس باب میں حقیقت اور
 عامہ نہروں کو خفیہ کر کے نکاح زینب کے واقعات ظاہر کئے ہیں وہ احی لقیوم
 کے زندہ کلام اور اس کے برگزیدہ نبی عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ نبی ہونیکا پوز ثبوت
 سے بعد کے کسی مزید جواب کی نکاح زینب کے بارے میں ضرورت نہیں رہی البتہ
 یہ دوسرا باب بدستگاہ ہر سال کے ایک فقرہ کے جواب میں لکھنا ضروری خیال کیا گیا ہے

جو اس نے اپنی خدشات باطنی سے محفل اسلام کے تعمیر میں لکھنا ہے کہ محمدی لکھنوی ہوا۔
 اور جو سنت کے مستند جو عظیم تر کھینچا ہے وہ الہامی ہے۔
 ہم، یہ ہم، یہ نوری ابراہیم کے نہیں کر سکتے۔ یہ وہ شاید توحید بنی بنی ہم
 جامن "نفسہ المحدثہ" ص ۲۴۴ میں نہایت عظیم و بڑی اس باب میں دہاندی لکھنوی
 کا اعتراف و ویدون کی ناپاک تعلیم کا پرچار کے برہمچاری سے سوال کر رہے کہ ہر ملج
 آپ کو اس سے زیادہ فحش ہی کسی مذہب میں مل سکتا ہے جو خود باقی مذہب نے پریشور
 کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہوا اگر کسی مذہب میں آپ نے اس مذہب کی مسلمہ
 ابامی کتاب میں بیٹھ ہو تو بیان تو کہیں۔ وہ نہ ڈوب کر مر جاویں کہ بغیرتی کی دیوتا مذہب
 کو ملتے ہوئے جسکو ایک دلیل سے ذلیل انسان جو ہر چار حصے اگر کچھ تک نہیں ہاتھ
 کے لئے تیار نہیں بلکہ ایسے معلم و ایسی کتاب کے منہ چرے نے انسانی فطرت
 کا خون کر کے زہا کاری کی بنیادوں لڑی ہو ٹھوک دیتا ہے خود تراشیدہ باتوں
 سے دوسرے مذہب پر حملہ کرنا کہان کی منرافت ہے۔

سندھیان سے اب ذرا دہریال	بیان کرتا ہوں کچھ ترے گھر کا حال
مواجب دیا بند کو یہ جیسا ل	کرین آریوں پر کچھ احسان کمال
کیا بد سے ہو گے کو آشتی کا	کہ ہر نوجوان جتنا ہو مے شکار
نگالی یہ رسم زبان آپ نے	کیا جگ میں اندر سہرا اس پاپے
فلک بر عجب ایک مل چلی جچی	بھری ظلم و رباپ سے پر تقویٰ
وہ وہ ہے کہ رسم ہو گے	سے جو وہ لے آریست کا جوگ
رن ہوا اس کے شدید تمام	دہاندی نے کیا خوب کام
نہ بے فضل پھر کل کھلیں کیوں ہر	کہ سینچیں میں ایک دس باغبان
مواجب نہ اس پر عبد الغفور	تو پھر ترک اسلام تھا بالضرر

جسے شوگ کہتے ہیں وہ کمال
 یہی شوگ تھا قتل لیکھرام
 زہر شوگ سے آریوں کو جو لا جہ
 اسی نے کیا کارسوامی شہنشاہ
 تو فہرست دین شوگ زادوں کی آج
 اما بعد اس باب میں مختصر طور پر یہ دکھایا جائیگا کہ وہاں تندرست نہ اپنی کتابوں میں اس
 بات پر بہت ہی زور دیا ہے کہ وہاں تندرستی آریہ ضرور زسم شوگ کو اپنی پہو بیٹوں
 اور بیویوں میں وید کا شراٹھ کے موافق جاری کریں ناظرین آپ چہرے انہوں سے گھبر
 شوگ کیا چیز ہے جسکو وہاں تندرستی کرنا چاہتا ہے اور شاید خیال کریں کہ یہ کوئی دیکھ
 ست کی عبادت یا اوپاسنا ہوگی جس سے انسان نجات پاسکے؟ مگر
 نہیں۔ آپ ذرا صبر کریں آگے چلکر یہ پوتر اوپاسنا ظاہر ہوئی جاتی ہے جسکو
 سنسکرت ایک غیر تندرست انسان مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتا ہے یہ کوئی۔
 عبادت یا روحانیات کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا سوز اور دنیا بھر کی بدکاریوں کو بڑھ کر
 بدکاری کی تعلیم کا سبق ہے۔ سب میں آپکو زیادہ انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا۔ جلد
 سے آپ کے سامنے ستیا رتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ مطبوعہ شش ماہ پیشکر کے
 سندھ ذیل دیانتہ می فترتھو کتابوں۔ ذرا ہوشیار ہو کر تیر دن سے اس پر توجہ فرمائیے
 دیانتہ ایک سال کر کے اسکا جواب دینا ہے جس کا نقل کرنا لطف سے خالی نہیں۔

”سوال۔ جب قطع نسل ہو جائے تب بھی اسکا خاندان
 ”معدوم ہو جائیگا اور عورت و مرد زنا کاری وغیرہ میں
 لگ کر اسقاط حمل وغیرہ بہت بد فعلیاں کریں گے
 لئے پسر ہواہ دنکاح ثانی آہنا اچھا ہے۔ ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۲۲

یہ سرائے عقہ ثانی کے متعلق بتا رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص
 کی بیوی مر جائے یا بیوی کا شوہر فوت ہو جائے۔ اور اٹھ دن کے موجود نہ ہو تو جو

اولاد ہونے کے قطع نہ ہو کر ان کا خاندان سٹ جائیگا۔ اس لئے بیوہ
عورت یا رتھو مرد دوسرا نکاح کرے اور حامل کر سکتے ہیں نیز دوسرا بیان
کو حرام کاری و سقاط حمل وغیرہ بد فعلیوں سے اور مرد کو زنا کاری سے بچائے
اس دلیل معقول کا جو بطور سوال پیش کی گئی ہے دیا ندمند جو ذیل نا معقول
جواب دیتا ہے۔

”جواب۔ نہیں نہیں۔ کیونکہ اگر عورت مرد برہم چریہ میں
قائم رہنا چاہیں تو کوئی بھی خرابی برپا نہ ہوگی و اگر خاندان
کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے کسی اپنی ذات و لاکھ لاکھ
گولے لٹکے۔ اس سے خاندان چلے گا اور زنا کاری
بھی نہ ہوگی۔ اور اگر برہم چریہ نہ رکھیں تو شوک
کر کے اولاد پیدا کر لیں۔ صفحہ ۱۴۲“

اس جواب کا مطلب صاف ہے۔ رہنے اولادی کی حالت میں دوسرا نکاح کرنا بڑا درست
نہیں اور نہ حاجت ہے۔ دوند بیرہن ایسی ہیں جن سے نکاح کی ضرورت بنتی نہیں
رہتی ایک تو یہ کہ بیوہ عورت یا رتھو مرد بہ نسبت اخصیا کر کے تارک الدنیا ہو کر زندگی
سہ کریں اور خاندان چلانے کے واسطے کوئی زہد کا اپنی ذات کا متنبہ کریں۔ و اگر
تارک الدنیا نہ کر رہ سکیں و رہوش شہوت فروز ہو تو تب بھی نکاح نافی نہیں ہو سکتا
ہاں شوک کے شہوت فرو کریں اور اولاد بھی حاصل کر لیں۔ اس طرح بیک کرشمہ
دو کا رہو جاویں گے سہی زندگی ہو رہے یا مرتوبہ سانی ثابت ہو کیا رنیوگ شہوت رانی
کی غرض سے کیا جاتا ہے نہ کہ فقہاء و حامل کر نیوگ۔ اگر شہوت رانی منظور نہ تھی تو
کہوں متنبہ بنائے پر کفایت نہیں کی گئی۔
اس جگہ نہ سب کے متنبہ بنائیں کی یہ وہ برہم کی کسی قدر تردید کی جائے

نہایت نیک کے لئے وہ جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینبؓ کیساتھ
 پہنچا کر دیا۔ اس سے جو نکاح ہو گیا وہ ایک بڑا بڑا نکاح تھا۔ اس کے بعد وہ
 سرخو روئے میں رہا۔ وہ حضرت میں پیدا ہوا ہے۔ اس کے بعد اس کے
 متعلق یہ ہے کہ یہ یوں قدرت پرست ہے کہ اس سے یہود و عیسائی کو رد کرتا ہے
 اس سے کہ جس کا نطفہ ہوتا ہے اسی کے اعضا میں سے بچہ کے اعضا جملہ لیتے ہیں
 اسی کے قوس کے مشابہ اس کے قوس ہوتے ہیں۔ اگر وہ انگریزوں کی طرح سفید
 رنگ رکھتا ہے تو بچہ بھی اس سفیدی سے حصہ لیتا ہے۔ اگر وہ حبشی ہے تو بچہ
 بھی اس سبب ہی کا بچہ بنتا ہے اگر وہ انشک زوہ ہے تو بچہ بھی اسی بل میں پھنس
 رہا ہے۔ یہ سب متبصرت میں نشہ ہوتا ہے۔ اسی کے اندر بچہ میں ظاہر ہوتے ہیں اس
 کی موت میں ایک کے نطفہ کو اس کے غیر کا ہٹا کر دینا واقعات صحیح کے مخالف ہے
 اگر مرد کے ساتھ نہ جاوے تو وہ بھی موجود ہیں۔

سرخو روئے کا نشہ مستند ترجمہ اردو مطبوعہ ۹۰۶ء کے صفحہ ۵۳ کی دفعہ

سرخو روئے کا نشہ مستند ترجمہ اردو مطبوعہ ۹۰۶ء کے صفحہ ۵۳ کی دفعہ

”اسے فرزند تو حضورؐ سے پیدا ہوئے و ہر (مٹی) سے

و دل سے پیدا ہوتا ہے سائلے تو میرا تھا ہے مجھ سے

پتے فوت مہ ہو بلکہ سوہل ایک زندہ رہ۔ صفحہ ۵۳ء

کیون جی اللہ دہر پال

نویا حقیقی پس اس سے ہر وہ نجات

وہ کس طرح سے جہلا آتا تھا راسو

جو اپنے ختم سے اولاد اپنی جنت میں

نہایت سے بنی کسی کو اگر ہو بیٹا

نہایت سے بنی کسی کو اگر ہو بیٹا

نہایت سے بنی کسی کو اگر ہو بیٹا

بات صاف طور پر ظاہر ہے کہ صرف منہ کے دعوے سے واقعات حقیقیہ بدل نہیں
 سکتے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ میں نے زہر ملا لیل کے ایک ٹمپ کو طہاشیر کا لکڑا سمجھ لیا تو
 کیا اس کہنے سے زہر طہاشیر بن جائیگا اور اگر اس زبانی گواہ کی بنا پر اسے کھالے تو وہ منہ
 جانے کا اسی طرح جبکہ پریشیر نے زید کو بکر کے لطفہ سے پیدا کر کے بکر کا بیٹا بنا دیا تو پھر کسی
 انسان کی فصول کوئی سے وہ خالد کا بیٹا نہیں بن سکتا۔ فرض کرو کہ اگر بکر اور
 خالد ایک کانٹا بن گئے بیٹے بیٹے ہوں اور اسوقت واکم کا حکم پیچھے کہ زید جس
 شخص کا حقیقی بیٹا ہے۔ اسکو بچا لے۔ اور اسوقت خالد نے الفوراً
 یہ بول لٹے گا کہ زید۔ بکر کا حقیقی بیٹا ہے۔ مگر اس سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ ظاہر ہے
 کہ کسی شخص کے دو باپ تو ہو نہیں سکتے۔ پس اگر قبیلے بنائیوا الحقیقت میں باپ
 ہو گیا ہے۔ تو یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ اصل باپ کس دلیل سے لادعویٰ کیا گیا۔
 غرض اس سے زیادہ کوئی بات بھی یہودہ نہیں کہ خدا کی بنائی ہوئی حقیقتوں
 بدل ڈال جاوے۔ وہ باتیں آہوں میں قدم سے چلی آتی ہیں۔ بیٹا بنانا۔ اور خدا بنانا
 بیٹا بننے کے لئے تو بڑا عمدہ طریق ہو گیا ہے۔ اور خدا اس طرح بناؤ
 میں کس الگرام کے پتھر پر معمولی ستروید کا پڑھا اور اپنے ہی وہم سے یہ یقین کر لیا
 کہ اب اس میں پڑترو داخل ہو گیا ہے گو دیانندیوں نے بدشیر بننے کے طریق سے
 تو انکار کر دیا ہے۔ مگر بیٹا بنانے کا نسخہ اب تک ان کی نظر میں قابل پسند ہے ایسا
 معلوم ہوتا ہے کہ اہل کار یہ لوگ گود میں بیگانہ بچہ لیکر بیٹا بناتی تھے پھر یہ بات جب
 کچھ کچی اور بنکھوئی سی نظر آئی تو اس کے قائم مقام بیوگ نکالا کہ اپنی عورت کو
 دوسرے سے ہم بستر کر کر اس کا بیج ڈلوالیں اس طرح بیج کے اجزا جو وہ کے
 اجزا سے ملکر کچھ نہ کچھ تو مناسب پیدا ہو جائے۔ مگر اس قابل بشر مرزا کا رسی کے
 چند بھس مرد کو اس تخم سے کچھ تعلق نہیں کیونکہ وہ غیر کا لطفہ ہے۔ ہندو عقل کسی طرح

قبول نہیں کر سکتی کہ مبینہ اور تحقیقت اپنی ہی لڑکا ہو جاتا ہے۔ ایک اور بات قابل غور ہے
 کہ اگر تہذیب و تمدن کسی شخص آریہ کو ادب کی راہ سے جتا (باب) کہتا ہے یا کسی ہم
 نسل کو بھرتی کر دیتا ہے تو اس کی خور و ساز آریہ کو بیٹا بننے لگے تو کیا اس سے یہ
 لازم آئے گا کہ وہ میری طرف سے ایک سند تصور ہو کر اس شخص آریہ کی طرف سے
 حرم ہو جائیگی یا اس جمعہ پر یہی نتیجہ سے شادی نہیں ہو سکیگی یا اس چھوٹے
 خور و ساز آریہ کے مرجحانے پر یا بصورت اولاد نہ ہونیکے بشرط ضرورت اس کی زندگی
 میں ہی دیرمیاں اس کی بیوی سے شوگ نہیں کر سکے گا یا یہ خیال کر لیا جائیگا کہ اس شخص آریہ
 کی جائیداد کا وارث دیرمیاں بن گیا کیونکہ اس کو باپ کہتا ہے یا خور و ساز آریہ دیرمیاں
 کی وراثت کا مالک ہو جائیگا کیونکہ دیرمیاں کو بیٹا بیٹا کہتا ہے۔ اگر یہ سب سنا ہے
 تو صبر کج ہو کہ ریون سے بڑھ کر بدتمت اور بد قوف دنیا میں کوئی نہیں کیونکہ اگر صرف
 منہ کے قول سے کوئی کسی کا باپ یا بیٹا ہو جاتا ہے تو اس طرح ایک شریر دہاندی
 کسی والد مالدار آریہ کو اپنے منہ سے باپ کہہ کر اسکے تمام مال کا وارث بن جائے گا
 ورنہ صرف زبان سے کہنے پر ایک غیر کا بیٹا یا بیٹا بن سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ
 صرف زبان سے کہنے سے باپ بن جائے پس اگر بھی سچ ہو تو غفلت و نادانوں کے لئے
 نقب زنی یہ ڈاکہ مارنے سے بھی یہ عمدہ تر نسخہ ہو جائیگا اور ایسے لوگ کسی لکھتی آریہ کو دیکھ کر
 کہ والد ہے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تجھ کو باپ بنایا اگر اس کہنے سے وہ حقیقت میں باپ ہو گیا ہے
 تو آریہ ست کی رو سے لازم آئے گا کہ اس اولاد کے مرنے کے بعد سارا مال اس شخص کو
 ملے گا۔ ورنہ وہ حقیقت میں باپ نہیں بن جاتا تو اقرار کرنا پڑیگا کہ یہ سند ہی جھوٹا ہے
 ۔ کوئی حقیقی بیٹا یا باپ ضرور زبان سے کہنے سے بن جاتا ہے۔

اب پھر ہم دہاندی شوگ کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ مندرجہ بالا دہاندی کا
 بموجب ایک بات ہے بیوہ اور زڈوسے مرد کے لئے کہ جب عورت مر گئی یا مرد ہی

مگر گناہ گویا خیال لاری کی جھٹ خدائے آپ ہی پیٹ دی سب مجرور ہو۔ اور خوش
برہو یک مدت ساری کر کے بھی دیکھ لی اور خط اٹھا لیا ب سکدوش ہو زندگی بسر کر
کر شہوت زبرد ورنہ پاشہ چاہت تھا نکاح کا زمانہ نہیں نہ یقیناً بہت مرد کسی دوسری بیوہ
سے یا بیوہ کسی زندہ مرد سے بارانہ جوڑیوں کیونکہ یہ دیدکی آگیا ہے اور یہ ایک قسم نیوک
کی ہے جن کا ویڈیو قدس نے حکم دیا ہے اور یہ بہت اچھا طریق ہے کہ بیوی خاوند کے
مرثیہ بعد یا ناولدیوی کے مرثیہ پیچھے بظاہر تو جوگی یا جوگن ہی ہے زمین مگر شہوت رانی کا
کام ایسا عمدہ چلتا رہے کہ نکاح والوں کو بھی بھیجے ڈالیں۔ کیونکہ ایسی عورت جو نکاح کی پابند
ہو وہ صرف ایک خاوند کی قید میں بیگی۔ مگر نیوک میں تو یہ لطف ہے کہ ہر ایک سال اور اطوار
دن میں ایک نیا شنا مل سکتا ہے اور پھر اولاد کی بھی کمی نہیں اور ساتھ اسکے مقیدی اور
آزادی بھی۔ کیوں گی وہ بریاں اب ہی کچھ دانت دی مگر بچہ کا تہ لگا کہ نہیں، مگر مہاشہ جی
ایسے یاد رکھنا ہیں کہ بیوہ، مزید و سن کی حرام کاری سے کچھ شرما کر ایسی نا پاک
عالم کو فحش سمجھیں جب تک کہ انہیں جیتے جلتے مرد کی بیوی سے نیوک کر کے
اور یہ عام ہے اس نے ہم دوسرا نیوک جو زندہ شوہرونی عورت کیلئے تو کیا گیا ہے

اور اپنے سے دکھاتے ہیں۔ سنبھلیے

۱۰ مہوگ بتو ما سے بہوہ کا یا مہاگن کا
 ہنکے واسطے طافشورون سے بھوگر
 مرے غلاوہ نوے مکیخت اور سول
 جدا ہوئیں سے کہیں و جامہ وصل پے
 مکر کشادہ دیان دیان سے مکر بستہ
 پختا مایہ مہا شے تی کے بہو بہو

کسی نے جا کے دبا ندی سے پوچھا
 وہ جواب سہاگن بھی ہاں نہوگ کرے
 کسی کو چاہئے بہدے کہ میں ہوں ناقابل
 ملے جہان سے وہ دل دلائے اس کے لئے
 نکلے گو دین باواہونیک بر جستہ
 پیرک والے سے برتے نہوگ کی رسمیں

منه

سے وصال تو جا کر پئے نیو گئی سے
 جو کچھ کھائے وہاں پہرہ دے اسے لاکر
 نرا بیوہ کرے غیر سے حوالے آپ
 غل میں غیر کے دیکھے اور اسکو اپنی کہے
 اس نظم کی تصدیق کے واسطے سنیاتھ پر کاش اردو صفحہ ۱۵ اڑھ جائے جسکو ہم نقل
 کے دیتے ہیں۔

۱۳۸۔ سوال۔ نیوگ مرے پیچھے ہی ہوتا ہے یا خاوند
 کے جیتے بھی؟ صفحہ ۱۵۱

جواب جیتے بھی ہوتا ہے... جب خاوند اولاد پیدا کرنے
 کے قابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دو کہ اسے
 نیکی بخت اولاد کی خواہش کر نبوالی عورت تو مجھ سے علاوہ
 دوسرے خاوند کی خواہش کرے کیونکہ اب
 مجھ سے تو اولاد نہیں ہو سکے گی لیکن اس بیابے خالی حوصلہ
 خاوند کی خدمت میں کھربستہ رہی ستیدہ پندش صفحہ ۱۵۲

انتظرین! یہ وہ مقام ہے جس سے آریہ سماج کو تمام مذاہب دنیا پر فوقیت حاصل
 ہے اور یہ تدبیر آریہ سماج نے یہ حکم دیدون سے نکال کر دیا ہے کہ کو بتایا کہ ایک زندہ جسم
 کو نبوالی عورت اولاد سے پیش کی حالت میں کسی غیر سے ہمستر ہو۔ اور اس زندہ جسم کو حیلان زمانے
 سے بس بدکار عورت کو جو دوسرے کی تکرار مشق بتا چاہی ہے یہ نیکی بخت شکر
 کیا اچھا ہے اور اس اصلی بلیب خصم کو جو اس دیوثی کا ترکب ہوتا ہے خود
 اپنی جو روکیوں کے طاقتور شنداماش کر کے اس سے مشق کر اوسے حیلان زمانے
 کے خواہش مند ہے۔ کہ وہ یہ عورت کو جو سمجھتا ہے کہ یہ تدبیر آریہ سماج

نہیں ہو سکتی ہے۔ وہ اسے تیرا اعلیٰ حوصلہ۔ واقعی بڑی عالی ہوشیاری سے یہ کہتا ہے۔
 کہ خاک میں اگر یہ خطاب تو پاتا ہے۔ افسوس جس مذہب میں اپنی تعظیم ہو
 کہ بچے تہذیب و ریا کاری سکھلانے کے اپنے پیروؤں کو دیوتی کے اہتمام سے
 پرہیزگار اور ان کی نیک چلنی کا سنہاٹا کر کے حرام کاری سکھلا دے وہ مذہب
 بھی کوئی حق رکھتا ہے کہ دیگر مذہب پر فحش کا الزام لگا دے؟ اور خاص کر اسلام کی
 ایک تعلیم پر اعتراض کرے۔ اور اس دنیا کاری کی حالت پر راضی رہے۔

کیون جی و میاں۔ حقیقتوں اور صداقتوں پر فحش کا الزام لگانا اور اس ناماکی
 و دیوتی پر راضی ہونا اور بھلائی سے جھوٹے طور پر دوسرے کے نطفہ کو اپنا نطفہ قرار
 دینا کہ یہ مہر ہی اولاد ہے کس قدر بچائی اور غیرت اور حمیت کا خون کڑا ہے؟ اگر ایسا
 نہیں تو پھر جواب دو کہ ایک غیر تمدن انسان کیلئے اس سے زیادہ کوئی رسوائی ہے
 کہ اس کی بیاہت ہوئی اور خاندان کی رتی اس کے جیسے جی اسی کی عورت کہلا کر اور
 اسی کے نکاح میں ہو کر اور اسی گھر میں رہ کر کسی دوسرے سے ہمبستر ہو ایسے آدمی کا تو ڈوب
 کر مرنا ہی بہتر ہے کہ اسکی آنکھوں کے سامنے اس کے دیکھنے دیکھتے غیر آدمی اسکی عورت
 سے منہ کالا کرے اور وہ چپ رہے؟

یہاں تک تو یک زندہ خلو ندولی عورت کو بغرض حصول اولاد دوسرے سے
 نیوگ کرانیکا بیان ہوا ہے اب آگے اس سے بھی زیادہ دلچسپ دیانتدی طریقہ آتا ہے
 جس میں ایک مرد سے نہیں بلکہ دس گیارہ مردوں سے حسب ضرورت نیوگ کرانیکا و بیاہت
 ہے۔ یہ بوسقیرا تھیر کاٹش صفحہ ۵۰ کا سوال نمبر ۳۶ جو حسب ذیل ہے

۳۶ سوال۔ ایک عورت یا مرد کتنے نیوگ کر سکتے ہیں

اس منتر سے گیارہویں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے ایسے

۱۷ مرد بھی گیارہویں عورت تک نیوگ کر سکتا ہے صفحہ ۵۰

میں سوچتا ہوں کہ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک بیوی سے حاملہ نہ ہو تو دوسرے
 کے بارے میں جو دوسرے بھی قسمیں سے روکی ثابت ہو تو تیسرے کا منہ دیکے اگر اس سے
 نہیں رہا ہے تو اسے چوتھے مرد سے سوال کرے اگر اس کا بیج بھی ٹھوٹھا نکلتے تو
 بیوی کے آگے ہاتھ پیارے اگر اس سے بھی ذرا من مراد نہ بھرے تو چھٹا ملاکشن
 کرے اگر وہ بھی ناقابل ثابت ہو تو ساتویں سے درخواست کرے اگر وہ بھی مفت
 نہ ہو تو آٹھویں کی منت کرے اگر سب کو بھی مطلبی یا پائے تو نوویں کی خواہش
 کرے اگر اس سے بھی کچھ نہ ہے تو محبت نہ ہارے دسویں تک پہنچے اگر یہ بھی ناکام ہی
 ہو تو مصلحت نہ بین ایک اور بھی سہی گپ رہیں کے پاس جا لیٹے وہ تو ضرور ہی حاملہ کر کے
 چھوڑے گا۔ ورنہ پھر آگے اب حد ہے اگر گیارہ تک بھی مقصود حاصل نہ ہو تو مہر کر دینا
 کی جان کو بھی من روت رو یا کرے۔ سبحان اللہ! ایک کہنے میں اس پاکیزہ تعلیم کے
 عورت کو سوئی نہ کیوں کی منتیں یا ان کی چانداری ٹھیکری کہ کسی نہ کسی کی گولی
 توٹا نہ دے گی۔ ناظرین معاف کریں یہ بیوگ کا عقیدہ سی ایک ایسا قابل خرم
 عقیدہ ہے کہ اس کے بیان میں گو کیسا ہی تہذیب سے کام لیا جاوے پھر
 بھی بیوہ ناپاکی و گند کی نفس مضمون کے ناگفتنی باتیں لکھنی پڑتی ہیں۔ ویانندی
 لڑکھرائیں ورج کا فحش ہے کہ ہر طرح سے اس کے گند کو کوئی سنوار سنوار
 کر بیان کرے تب بھی وہ اپنی اہمیت سے بدلا نہیں جاسکتا۔ نہ اسکی یہ بود و
 ہو سکتی ہے۔ کہوں تو ہر مقام پر کچھ کی ہوئی یا نہیں کہ کس قدر بار بار پھر گندہ ہے
 یہ عورت کا بیواہن۔ یہ گیارہ ختم کر ڈالے۔ مگر پھر بھی نیک بخت کی شیکھشتا
 باجی کی لال بی بی رہے۔ او مرد بھی گیارہ عورتوں کا خاوند نہ کر ایک ہی عورت
 کا ختم کھلاوے۔ سس کے آگے کھلا تعداد و ازواج کی کیا حقیقت ہے ورنہ
 بیوی کی کہ نہ ورت ہر خانی بازی ایسی مزے کی ہے کہ نہ پیسہ کا خرچ نہ گناہ کا نام

بلکہ سچ ہی کسی قدر چہننا کے ملنے کی امید سعادت ہے ایسی تعلیم پر اور تف ہے
اس بے غیبتی پر۔

عجب درد بخوگی اور بخوگن کا یہ درمان ہے
نہیں اولاد کی خواہش دیا تندی بخوگن کو
بغل میں غیر مردوں کے سلاہن اپنی جوہ کو
جبار کچھ دیا تندی کہاں تک ایسی پیشری
گیارہ ہی پکار میں ہیں مراہیا مراہیا :
کیسی تعلیم ہے تو آریہ جس پر اکڑتا ہے

میوگی پر بخوگن اپنی جان و دل سے قربان ہے
تلاش یار میں دن رات حیران و پریشان ہے
اسی شرم و حیا پر قوم آج شاد و فرحان ہے
گیارہ شوہر ایک جوہ و بعید از عقل انسان ہے
لئے پھرتی میوگن ایک بچہ زیر دامن ہے
اسی تعلیم پر شہید ہوا وہ بدل جان ہے

صاحبان! یہ تو اولاد حاصل کرنے کی آہن شکار کر نیکی اور ناکامی کی پادشہ
ہے اب اس سے بھی ترقی کر کے کھلے طور پر دیا تندی محض شہوت فرو کرنے کا نسخہ بتلاتا ہے
خدا اس کو بھی سن لیجئے۔ اسی سبب تھ پر کاشش کو اٹھا کر صفحہ ۱۵ کا سوال نمبر ۱
پرچہ جائے۔ جو اس طرح ہے۔

۴۴۔ سوال۔ جب ایک بیاہ ہوگا۔ ایک مرد کے لئے
ایک عورت اور ایک عورت کے لئے ایک مرد ہوگا اس
عرصہ میں عورت حاملہ۔ دائم المرض یا مرد دائم المرض
ہو جائے۔ اور دونوں کا عالم شہاب ہو اور رہا نہ جائے
تو پھر کیا کریں ؟

نہ پچاس سال۔ اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرے عرصہ
میں مرد سے دائم المرض مرد کی عورت سے
رہا نہ جائے تو کسی سے نہ ہوگا کہ اس کے لئے اولاد پیدا
کرائے کہیں زہری بازی یا زنا کا ہی کبھی نہ کریں : صفحہ ۱۵۔

اس فیصلہ کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت کے حاملہ ہونے کی حالت میں مرد یا عورت پر ایسی
 شہوت غالب ہو کہ راز سے ضبط نہ ہو سکے تو مرد اور عورت شہوت کے فرو کرنے کی غرض سے
 کسی سے نیوگ کر کے اسکو اولاد جن دین۔ یہ دینا کسی جو اب کسی مزید تشدد کا محتاج نہیں
 ہے۔ جس سے سبکی سمجھ سکتا ہے کہ آپس کی اور ڈیڑھ سب کا دشواری ہوئی کہ بھوک نہ بھلے
 اور اس کی طرح ہے۔ اس دینا نڈی ہدایت میں صاف بند رہا ہے کہ نیوگ شہوت کے فرو
 کرنے کا ایک اور ہے اور پر زور الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے کہ جب کسی مرد یا عورت سے بابت

ہونے کا عالم **شباب کے شہوت** اور کرے اور رہا نہ جائے تو وہ

کسی سے نیوگ کر رہو۔ اب وہ بات نو کو سون دور جا پڑی کہ نیوگ محض اولاد دینے کے لیے
 کیونکہ جس حالت میں عورت حاملہ ہے اور اولاد دینا پسند موجود ہے تو پھر وہ بھی عورت
 سے جو اس حاملہ ہوئی کا خاوند نیوگ کرتا ہے اسکی غرض کیا ہے؟ صرف یہی
 نہ کہ مرد پر شہوت زور کر رہی ہے اور اسکے فرو کرنے کا جو کھڑا بن آتا تھا وہ حاملہ ہو نیکی جو
 سے بڑا ہے بوجہ ای کیا کرے دوسرا نکاح حرام رندی بازی میں تخم کے ضائع ہونے کا
 عقین۔ اس سے وہ نہ اپنی بازی کر کے اپنی شہوت فرو کرے تو کیا کرے۔ البتہ
 جس عالمی جو صلہ مرد نے اپنی جو درجہ ہمدردی اسکی نہ کر دی ہے بطور احسان کے
 اسکو بچہ جنا دیا جائے تو بیچ بھی ضائع نہ ہوگا اور ہم تو اب وہم خراوا والا مضمون رہیں گے۔ ہذا
 اس نیوگ سے اصل مقصود بچہ جنا تیا اولاد حاصل کرنا نہیں ہے نہ ہی شہوت رانی
 کے لئے حاملہ عورت کے شوہر کو پیام حمل میں دوسرے کے ساتھ نیوگ سے مطلب
 پر ہی کرنا حکم ہے۔ اتفاقاً اگر اس کا رورائی میں نیوگ بھی حاملہ ہو جاوے
 تو جتنے بچہ کہ تخم ضائع نہ کیا کسی کے کام آگیا۔ یہ ہدایت تو اس مر کے لئے ہے
 جسکی عورت حاملہ ہو اور مرد پر شہوت کا غلبہ مگر جس عورت کا خاوند روگی
 ہو اور عورت پر شہوت کا غلبہ آجاوے تو اس نیک بخت کو بھی دینا نڈی اجازت ہے

کہ کسی غیر مرد سے اپنی آگ بگھالے اور شہوت فرو کر لے مگر دیانند نے یہ نہیں بتایا کہ ایسی حالت میں عورت اپنے دائم المرض خاوند سے اجازت بھی لے لے یا بے پوچھے ہی نیوگ کر دے خیر اگر یہ نہ ہو تو پھر تمام کد۔ اب دہر میاں ہی بہن بنگہ دے کہ اور لاد کی خواہش کرنے والی نیک بخت کے لئے تو عالی حوصلہ شوہر کو خود اجازت دینا چاہیے کہ وہ کہہ دے کہ۔ اے نیک بخت تو مجھ سے علاوہ۔ دوسرے خاوند کی خواہش کرنا مگر شہوت فرو کرنا کی خواہش رکھنے والی عورت کو کس طرح اور کس الفاظ میں اجازت مانگنے یا اجازت دینے کا حکم ہے؟ کیا عورت اپنے دائم المرض شوہر سے یہ درخواست کر سکتی ہے مجھ سے بغیر مرد کے اب رہا نہیں جاتا آپ فریخ ہم ملنے سے کسی تندرست مضبوط قوی جوان سے آگ بگھالنے اور شہوت فرو کرنا کی مجھے اجازت دین تاکہ میں تسلی پاؤں۔ یا خود شوہر ہی اس کو اجازت دے کہ اسے شہوت فرو کرانے کے لئے خواہش کرنے والی پاکد اس عورت تو میرے سے علاوہ کسی دوسرے طاقتور شخص سے کی تلاش کر کے اپنی آگ بگھالے کیونکہ اب مجھ سے تو تیری تسلی نہیں ہو سکے گی۔ غرض جس طرح دید آگیا ہو لاد دھ۔ میاں ضرور بیان کر کے اس نامہ ام جواب دیانندی کو مکمل کر دے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ۔

جو رک ہی سکتا نہیں فطرتی عمل سب کا
ہوا ہے جبکہ نیک تو بیٹھے صبر کرے
یہی فحش کی تعلیم ہے مہر برستو
سب اپنی جورو کو غیروں کے خواہوا کیا
غروتی بھی تو اتنی نہ چاہیے کرنی

ابھیچا اے پھر چھوڑ کیوں نہیں دیتا
نہ یہ کہ غیرت جتنوائے اس پہ جبر کرے
نہ عقل کرتی ہے تسلیم نے حیا جس کو
نواہ سے بڑے بھی دیوتی اور سیوگی کیا
کہ زوجہ نذر کسی غیر کے لئے کرتی

ایک قسم نیوگ کی اور بھی ہے جو دیانند نے متیار تھہر کاش کے مفہوم ۱۵۱ دفعہ میں بیان کیا ہے

اور وہ یہ ہے کہ۔

اگر یہ باخاوند دسہرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو تو یہی
عورت اٹھ برس اور اگر علم و نیکنامی کے لئے گیا ہو تو چھ برس
اور دولت و غیرہ مقصد کیلئے گیا ہو تو تین برس تک
انتظار کر کے پہر نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے جب شادی
شدہ خاوند آوے تب نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق
ہو جاوے۔ صفحہ ۱۵۲۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ۔

جو پردہ یا باؤ تو عورت تمھاری
کڑی نیوگ سے وہ بچپاری
کسی اور سے جہ کے بٹھا جتا دے
نہ اس سے وہ دل میں نہا چھپا دے
تجارت کو انکو سو سال بچھے
مع سود تمھارے پاؤں کے آگے
جو لوٹو تو پو بارہ ہون گئے تھارے
مے بیوی اور بے مشقت کٹارے
جدا اس نیوگی سے ہوگی نیوگن
اگر جس نے اوڑیا یا تھسا سب اسکا ہون
انہ چارویں نہ کہتا ہے کہ مرد کے لئے بھی یہ قاعدہ ہے کہ۔

تو بت جائے ہو تو آٹھون برس۔ اولاد ہو کر مر جاوے تو دسویں برس
جب تب اولاد ہو تب تک لڑکیاں ہی ہوں ان کے ہون
تو پندرہویں برس تک اور جو بدگلام بولن والی ہو تو جلدی ہی اس
عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے صفحہ ۱۵۲۔

یہ ہے ان نظریں پر ہمارے تو دیکھنا کہ جو بیوی اور بیویوں کی جڑ سے ناک کاٹ کر
 اسلامی صداقت کے منہ پر پھیر دیا گیا کہ جس عداوت کو اگر پھر کہتے ہیں وہی اسکی زبان سے
 نکل گیا اور حق پر زبان باری گردی مثل سابق آئی۔ کیونکہ منہ جہ بلا عبارت میں چار
 صورتیں دیکھنے سے بیان کی ہیں (۱) اگر عورت با بچہ ہو (۲) اولاد ہو کر مر جاتی ہو (۳) -
 زبان ہی پر یہ ہوں اور کاندہ ہو تو دوسری صورت سے نیوگ کر کے بولا دیا کرے۔ یہ جو تھی صورت
 بن اسلامی صداقت کا اظہار کر دیا کہ (۴) جو بد زبان ہونے والی گندی عورت ہو تو جلدی ہی
 اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر لے اس حدیث دیکھنے کی اس کے
 حیلے کوئی تاویل نہیں کر سکتے۔ سوائے طلاق کے اس کا دوسرا مطلب
 ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ عورت کی بد زبانی اولاد جننے میں حرج یا رک
 یہ نہیں کرتی اولاد جننے کی مشین تو زبان سے علیحدہ ہے اور وہ بگڑی ہوئی نہیں بھڑو دوسری
 عورت سے نیوگ اولاد کے واسطے کیوں ہو یا صاف ظاہر ہے کہ یہ نیوگ اولاد پیدا کرنے
 کیلئے نہیں بلکہ بد زبان عورت کو طلاق دیکر اس سے قطع تعلق کر نیکی غرض سے یہ نیوگ
 ہے۔ ہم انسان، اللہ ایسے مضامین دیکھتی ہیں کہ مستقل رسالہ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور
 بسوہ بحث کر کے اس میں یہ بات کر رہا ہوں کہ نیوگ کے شوق نے بدستور ایسی خود ساختہ
 باتوں کے جلدی کرنے پر مجبور کیا اور نہ وہ تمام احکام طلاق وغیرہ کے متعلق ہیں جو کہ اس باب
 کا موضوع صرف اس قدر ہے کہ دیکھنا کہ لڑیہ فحش و کھلا یا جاوے اس سے اسکے جوار و
 عدم جوار وغیرہ پر گفتگو نہیں کی گئی سوائے سالہا سوائے سالہ لکھیں گے جب دیر سہال یا سکی
 بے بضاعتی کی وجہ سے کوئی اور اس کا خیال یا ہی بے فکرم اٹھائے گا اور یہ ہے اس رسالہ کا
 جواب بہ جواب دیکھنا۔ فاقہ نظر دار

اس سے آگے دیکھنا عورت کو اجازت دینا ہے کہ۔

بہر حال یہ تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہیے کہ اسکو

چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کر اولاد پیدا کر کے اوسی
بیا ہے خاوند کی وارث اولاد کر لے یہ صفحہ ۱۵۲۔

میں بدلت کا مضمون بھی صاف ہے کہ یہ نیوگ اولاد کی غرض سے نہیں بلکہ شوہر کی
نہی ناکابل برداشت کی وجہ سے عورت کو دوسرے مرد کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ مرد کی نہی
مرد کو اولاد پیدا کرنے کے ناقابل نہیں بنادیتی۔ اور یہ عجیب فطرتی ہے جوہر ایسا تکلیف
دہندہ اور نظام ہے وہ یہ کہو نکر گوارا کر لینگا کہ حرام کے لڑکے، سکی جائداد کے وارث بن جائیں اور
وہ اس زنا کاری کو چتر اور وید لگبا ہی سمجھے۔ ذرا سکی وضاحت بھی دھڑسہاں کر دی

آریہ کوچہ نو شرم کر رہا

اے آریہ تم نے کیوں شرم نہ کیا گواہی
افسوس تم یہ لوگو ایسے بزرگ کہیں
وہ وید خوب ہو گا جس میں یہ سید ہے
آن دھوروں کو کیوں کر دیا ہے تم نے
جوہر کو اپنی تم نے غیروں سے جا ہٹایا
نیوگ بانی تو ناظر میں آپ نے طالع فرماں اب نصیم نیوگ زادگاں کا حساب بھی ذرا سمجھ
لیجئے۔ اس کا گوشوارہ بھی اسی سستیا رتھ پر کاغذ کے صفحہ ۱۲۵
پر اس طرح دیا ہے کہ نہ

تو اگر ایک بڑا عورت دو اولاد اپنے لئے اور دو دیکر چار
نیوگ شدہ مردوں کے لئے پیدا کر سکتی ہے اور
ایک رنڈا مرد بھی دو اولاد اپنے لئے اور دو دیکر چار
بزرگان کے لئے پیدا کر سکتا ہے۔ اس طرح طرہ

دن اولاد پیدا کرانی اجازت دیدین ہے۔ صفحہ ۱۴۵

اس امیک علم ریاضی کا دیانند نے یون اظہار کیا ہے کہ ایک نیوگن دو لڑکے تو ابست
واسطے اور آٹھ لڑکے چار نیوگن کے لئے کل دن اولاد جن کر چھوڑ دے چاہے اسکا
اس بار داری میں خاتمہ ہی ہو جاوے کیونکہ نیوگن جو جننے والی ہے تو ایک ہے اور خزانہ
والے چار جو مختلف طاقتوں مختلف حرکتوں اور طبیعتوں والے ہیں تو خواہ مخواہ
بھی جتنی جتنی مر رہے گی کیونکہ جی دیر سیال اسی طرح ہے نا۔

یہ بات سچ ہے کہ عورت ہر روز کی کھیتی
ہو جو معاملہ اس سے سب کریں اس سے
کہ اپنے گھر میں اگر بیج اور حاصل نہ رہا
طلب کیا کوئی زانی شہر پر طاقتور
وہ آئے گھر میں زن آریہ کو دے اولاد
ترقی مشقت و محنت تو بیج ہو اس میں
یکساں خبر ہو اگر اس کا بیج بھی تھوٹھا
پھر اگلے سال کسی اور مرد کو دوو گے
اسی طرح سے بھرینکا صدف کبھی کبھی
بھی بھرتا تو کسان مور پر آ یا

مگر غضب ہے کہ تم نے زمین ہی سمجھی
چکوہ نصف بٹائی دو یا بچوین حصے
مگر زمین زور نہیں بازوؤں میں ملی نہ رہا
پھر ایک سال کو دیدی زمین ٹھیک پر
ہو جیکو دیکھہ کے خاوند بچیا و لشاد
مرا وہ پھل ہے جو پیدا خیر ہو اس میں
تو مل جلانے سے اسکے وصول خر کیا
امید کو شش ثانی پ شاد ملن ہو گے
لکے گا تیر کوئی برہم کبھی نہ کبھی
پیر کا شیشہ ناموس جسے تر دیا

انچ زادگان کی تقسیم ہو چکی تو اب یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ نیوگی بجے کے
بیتے بیتے آیا ہو گے جس سے پیدا ہوئے ہیں یا نیوگی کے جس کا وہ نطفہ ہیں یا نیوگن
کے اس خدائی حوصلہ حقیقی خاوند کے جس کی وہ بیوی ہے وغیرہ
وغیرہ سو اس کے لئے ستیا رتھ صفحہ ۴۴ پر سوال نمبر ۱۱ کا دوسرا
جواب سن کر معلوم کر لو جہان پر دیا نند عقد ثانی اور نیوگ میں فرق بتاتا ہے

۵۰۰ میں تیس ہے کہ
 دوسرا فرق نیوگ اور عقد ثانی میں ہے کہ (دوسری
 سیاحی عورت کے گھر کے اسی بیٹے خاوند کے وارث
 ہوتے ہیں مگر نیکیا عورت (جس نے نیوگ کیا ہو) گھر کے
 بیٹے (نار نیوگ) کو بیٹے کہلاتی ہیں نہ سکا کو تر بیٹا ہے
 ورنہ اس (نیوگ کرنے والے) کا اختیار ان لوگوں پر
 ہوتا ہے بلکہ وہ لڑکے متوفی (یا جس کا خاوند
 کے بیٹے کہلاتے ہیں اور اسی کی جائداد کے وارث ہو کر
 اسی گھر میں رہتے ہیں۔ تصنیف ہم ۴۰۰۔

تاسطرسن: اور اس اندیشہ پر غور کرو کہ جس بیچارے نے بل چلا یا بیچ ڈالا اس کو تو کچھ بھی
 نہیں ملا۔ تمام پیداوار کا حقدار مالک زمین ہی ان بیٹھا کیا بیٹائی یا چکوتہ پر زمین نہیں دے
 گی۔ کس قدر بے انصافی ہے کہ مزارع کی ایسی ڈھیر سے بیٹے کی کماٹی بغیر بیٹائی اصل مالک
 کے بیٹا ہے خیر صاحب وہ جانے نہیں اس سے کیا مطلب مزارع اور مالک زمین
 جس طرح مضامند ہوں کرتا زمین بسم آیکو ایک اور بات سناتے ہیں اور وہ یہ کہ جہاں آبیے
 مالک نیوگ جیسی گندہ کہانی اور سبزیات کی ورفشانی سنی ہے ایک صداقت و درست
 بھی جو بے ساختہ دیانند کی قلم سے نکل آیا ہے سن لیجئے جس عساری ثانی نیوگ کی درہم برہم کر کے
 جو ہے کے سر پر سے ماری اور دوع گورا حافظ بن شد کو سچ کر دکھایا۔

تاسطرسن
 دیانند
 دیانند

<p>۱۔ وہ بات ہے کہ قابل شنید یہاں ۲۔ ہے کہ کو بہن گرتھ سے دیکھو ۳۔ پڑ جو تو یہاں کے سنیا رتھ کو ۴۔ یہاں سے ہر مرد وزن کا دیساں اسپر</p>	<p>کیا ہے جس کا دیانند نے عجیب بیان قرآن پاک کا تم معجزہ اسے سمجھو لکھا ہے صاف دیانند نے یہ غور کرو کہ سمجھیں نہ سچ کو اور سچ کو نہا گھر</p>
--	---

انہ اپنی زن کے سوا مرد صرف پاہ کرے
 کہ دیکھو کوئی قابل کسان یا مالی
 جو تجھ جسم بسر کو گراے یوں بیجا
 گراے تھم کرے محنت و چلا کر مل
 میں نفل کرتا ہوں اس جا بلفظہ تقریر
 نہ غیر مرد سے عورت بھی رج تباہ کرے
 زمین غیر میں بوتا بیج یا ڈالی
 زیادہ اس سے کوئی ہو قوف کیا ہوگا
 ولیک آخر کار اس کا کچھ نپائے پھل
 کیا ہے جس کو دیانند جی نے خود تجھ پر

دیانند کی اصل تحریر یہ ہے

۱۲۲۔ اب اس پر عورت اور مرد کو دہیان رکھنا چاہئے کہ ورج

دلفظہ اور رج دھون کو بے بہا سمجھیں جو کوئی

اس پیش قیمت چیز کو بیگانگی عورت سے نہ دے

مردوں کی صحبت میں کہوتے ہیں وہ بڑے معقل

ہوتے ہیں۔ کیونکہ کسان یا مالی جاہل ہو کر بھی اپنے کھیت

یا باغیچہ کے سوائے اور کہیں بیج نہیں بولتے

جبکہ معمولی بیج اور جاہل کا ایسا دستور ہے۔ تو جو شخص ہے

اعلیٰ انسانی جسم کے درخت کے بیج کو بڑے کھیت میں

کھوتا ہے وہ بڑا ہی بیوقوف کہتا ہے کیونکہ اس کا پھل

اس کو نہیں ملتا۔ سو یہ برہمن گرتھوں کا قول ہے ستیا رتھ

کہاں ہے یہ بیجاں اور اس کا کوئی بھی حال جو ادا تندی تقریر مذکور کو بڑھ کر کہیں جواب دے

کہ زندہ نہ ہو نہ مالی عورت بیوگی کی اپنی عورت وراپنی کھیتی ہے یا بیگانگی عورت

اور پرایا یا بیوگی اور ایسی بیوگی زمین میں جو بیوگی بیج بوتا ہے اس کو کون سا پھل

میتا ہے کہ وہ جس دیانند انسانی درخت کے بیج کو اپنے کھیت یا باغیچہ کے سوا بیگانگی

زمین میں بوتا کرے پھل اس کو نہیں ملے گا جاہل کسان یا مالی سے بھی بڑھ کر بیوقوف

نہیں تو اور کیا ہے؟ سوچ کر جواب دے۔

ایک بات اور تھوڑی سی بیان کرنی رہ گئی ہے کہ نیوگ کس طرح اور کس جگہ کرنا چاہئے۔ معنی رسومات نیوگ کیا ہیں اور نیوگ کی صورت نیوگ کی مرد کے گھر جا کر نیوگ کر دے یا نیوگ داتا کو نیوگ کا خاوند اپنے گھر بلا دے۔ سو اس کا جواب یہ ہے الفاظ میں تو یہ ہے کہ۔ ڈٹکے کی چوٹ نیوگ کرادے۔ اور عالی حوصلہ خاوند اپنے گھر میں کسی نیوگ مضمبوط جان کو دیکھ بھال کر بلا لے اور آنکھوں کے سامنے اس نیک بخت ہتھیاری شہوت کی ماری کو اس کے ساتھ سلا دے۔ اور اگر دیانندی الفاظ مطلوب ہیں تو مندرجہ ذیل میں لکھو ملاحظہ فرمائیے نتیجہ ایک ہی ہے۔

نیوگ یا نیوگ ڈٹکے کی چوٹ کرین؟

جواب جیسے علانیہ بیاہ ویسے علانیہ نیوگ جس طرح بیاہ میں نیک اشخاص کی صلاح اور دہن دولہا کی رضامندی ہوتی ہے۔ ویسے نیوگ میں بھی ہونی چاہئے۔ یعنی حسب صورت مرد کا نیوگ ہوتا ہو تب اپنے خاندان میں مرد عورتوں کے سامنے ظاہر کرین کہ ہم دونوں اولاد پیدا کرنے کی غرض سے نیوگ کرتے ہیں جب نیوگ کا مدت پورا ہو جائیگا تب رہا ما قطع تعلق ہو گا۔ چاہے میں ایک بار گریہاں نہ ہا بستر میں) کا کام کرین گے حمل کے قیام کے ایک برس بعد بچہ پائے۔ صفحہ ۷۸ مگر نیوگ کی صورت میں عورت کسی بیاہ کے خاوند کے گھر میں رہتی ہے۔ صفحہ ۷۸

نیوگ کی خوشی میں ایک مرد یا خدیوانہ بر بغیر تصفیہ کے چھوڑ گیا جو یہ ہے کہ جس عورت

شوہر بیمار ہوا اور جسکی جو رو پر ہوتے غلبہ کر رکھا ہو یا جس شوہر کی عورت حاملہ ہو اور اس کا شوہر شہادت کے زوہین آسا ہو ان دونوں حالتوں میں اولاد حاصل کرنے کے لئے نوکر یا واکا کام کرنا نہیں رہ پھر یہ میان بیوی شہد شخص سے کیا صلاح لیں اور یہی کسی طرح رضامند ہوں وہ اپنے خاندان کے مرد عورتوں کے سامنے کرنا الفاظ میں اپنے مقصد کا اظہار کریں اور کونسی شرط قرار دیں و کس کے گھر میں یہ یوٹر فعل ہو اور اس میں آیا حاملہ عورت کا تصمم کسی بیوگن کو یا مریض خواوند کی عورت کسی بیوگی کی چنے جسے بد کر شہوت فرو کریں کر دیں یا بیوگن۔ بیوگی کے گھر جا کر اس آگ کو بچا دیں۔ دہر میاں اس امر کا تصفیہ کر دے تاکہ ایسے بیوگن میں کوئی ذقت نہ پیش آوے۔ اور یہ بھی ظاہر کر دے کہ بیوگی اپنے تمام خاندان کو اپنی زمین ساتھ لے جا کر بیوگن کے گھر بہ بیوگن کے خاندان کے سامنے یہ باہمی معاہدہ کرے کہ ہم دونوں اولاد پیدا کر نیکی غرض سے بیوگن کرتے ہیں یہ صرف دونوں میں سے ایک کے خاندان والوں کے سامنے یہ پاک رسم پوری کی جاوے گی اور وہ کسی کا خاندان ہو گا عورت کا یا مرد کا۔

نظم و اقرب

اُسی نے پختون کو شرم سے سچا دیا ہے
زمین کو زلزلہ ہے آسمان چکر میں آیا ہے
ہمارا وید نے گھر گھر عجیب بگھل کھلایا ہے
ہوتا وصل پر ویدوں نے ہم بہرین کر لیا ہے
چراغ دو دماں جسا بیوگی سے جدایا ہے
بھلے شوئے مردہ نے دل بیوہ اوڑھ لیا ہے
تجی نے بستر اپنا محسن خانہ میں پہنایا ہے
کہ بخواب کو تیری غیر نے بجیہ جسے

ننا کاری کا یہ نسخہ عجیب جس نے بتایا ہے
بیوگی اور بیوگن کی یہ کاری سے دیکھو تو
اللہ نے یہاں پھل خوشی سے پھل اٹھ لایا ہے
بیوگن کی جلدائی میں تڑپ کر لوگ مرحلتے
حجاب شرم منہ پر لیکے کیون شرماء کو شوہر
عرض و دل پرش سے جتنا نہیں ہو جکا بھلا تا
مریغون سے حصول نعمت میں مصروف نہ گھر
مساو کیا خوشی ہو گا خبر پر دیس میں شکر

بہت کم کو بنا کر ویسے ہی تعلیم سے وحشی
 ایسے لوگوں کی تعلیم سے بہت کم تر تیرہ
 ان تیرہ کے جلوہ سے بوجھاتا ہر بے شہس
 اب ہم دیانندی لٹریچر کو ایک استفسار معہ ایک نظم نیوگ کے ہیکر ختم کرتے ہیں اور
 کے مضمون آریہ سماج کی موت کا شروع کرینگے۔

دہر سپال اور اس کے ہر ایک خیال سے استفسار

اس مضمون آریہ اوٹا کے خیال دیانندی لٹریچر جسکو ہم مختصر اور نقل
 لڑکے ہیں دیکھ لیا ہے کہ کیسا فحش اور گندہ ہے اور ایسی گندگی کسی مذہب میں نہیں
 بیان کے متعلق چند استفسار ہم سے بغرض جواب کرنا چاہتے ہیں کہ دیانندی نے وید
 کے نول سے نیوگ کی چند قسمیں حسب ذیل بیان کی ہیں (۱) جو بڑھاپے میں عورت یا رتھ و
 مرد پر ہم چڑھ کر رکھ سکیں یعنی شہوت کو نہ روک سکیں تو وہ کسی عورت شہوت فرو کرالین (۲)
 جو مرد اور اپنا پیدا کرنے کے ناقابل ہو تو وہ اپنی جوڑ کو اجازت دیوے کہ کسی دوسری سے
 بھرتہ ہو کر اولاد حاصل کرے اور ایسی اوٹا دو چار تک بھی حاصل کرنے کا اسے اختیار ہے
 (۳) جس عورت کا شوہر پرہیس میں گیا ہو وہ تین سال بعد غیر مرد سے ملکر اولاد جاتی
 رہے اور جب اصل خاوند واپس آوے تو بعد اولاد کے نقلی شوہر کو چھوڑ کر اس کے پاس
 جان کر رہا ہے (۴) اگر کسی عورت کے بڑیاں ہی پیدا ہوں تو اس کا شوہر دوسری
 نیوگن سے اپنے جنوا لے (۵) جس عورت کا شوہر کلین دہندہ ہو جس شوہر
 کی عورت بدکھام ہو وہ اسے بھرتہ کر دے مرد یا دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد
 حاصل کرے (۶) جب کسی مرد کی عورت حاملہ ہو کسی عورت کا بی بیار ہو اور اس دوران
 مل دیکھا ہی میں دونوں میں سے کسی پر شہوت غلبہ کرے تو عورت کسی غیر مرد سے اور مرد

کسی غیر عورت سے حفظ حاصل کر لیں یہ سب اقسام نیوگ کی بین جن میں دوسروں
 سے فائدہ اٹھانے کی ہدایت کی گئی ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ نیوگ کرنے والے کو کیا طریقہ
 اور نہ اس کا اظہار کیا ہے کہ جس عورت کا خاوند بوجہ وقت منی وغیرہ مراضی کے اولاد
 پیدا کرنے کے قابل نہیں بلکہ خود اپنی جورو کے واسطے نیوگی تلاش کرے یا اسکی جورو آپ
 تلاش کر کے لائے؟ اور وہ نیوگ والا مرد کسی ڈاکٹری سارٹینکٹ سے اس کا ثبوت دیکھا
 کہ اس کی منی اور وہ خانے کے قابل ہے یا عورت دو چار روز کی مشق سے اس کی طاقت
 کا اندازہ کر کے یقین کر لیگی کہ بیشک اس سے لڑکا پیدا ہو جائیگی امیسا ہے؟
 اور اگر باوجود طاقتور پانے کے بھی اس کے نیوگ کرنے سے بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا
 ہوگی تو پھر اسی پہلے نیوگی سے نیوگ کر لیا جائیگا یا کسی دوسری تلاش کرنی پڑیگی؟ اور
 ایسی عورت کے ساتھ جس کا خاوند زندہ ہے مگر اولاد جانے کی قابلیت اس کی
 منی میں نہیں رہی نیوگ کرنے والوں کو اس خاوند یا اس کے خاندان یا عورت
 کی طرف سے کیا معاوضہ ملے گا؟ اور ایسا نیوگ کرنے کے لئے صرف خاوند کی
 اجازت اور رضامندی ہی کافی ہے یا حسب سومات بیاہ عورت کے خاندان والوں
 کی بھی صلاح لے لینی چاہئے؟ اور اگر وید آگیا کے مطابق عورت تو چاہے کہ بین نیوگ
 کرے، اپنے نیوگ کا نام روشن کروں مگر عی شوبر غیرت دار ہو کر رضامند نہ ہو یا اس کے
 عکس کوئی عالی حوصلہ شوبر اجازت دیتے ہو رضامند بھی ہو جاوے مگر عورت
 اپنے سسرال میں رہے اور جیاداری کی وجہ سے اس کی بیوی کے بچے پر عمل نہ آئے، تو پھر کیا کہ
 پاسے گا۔ کیونکہ نیوگ کے روکنے میں تو پاپ ہے؟ اور نیوگ کرنے والا اس
 روگی خاوند کے گھر میں آکر نیوگ کر لے گا یا اس کی جورو نیوگی کے گھر جا کر باجم وصل پیئے
 گی؟ یا کوئی نیوگ مند رہی ایسا الگ بنایا جائیگا جیسا کہ جگنا شتھ کے نیوگ مند رہنے
 ہوئے میں جن کا ذکر آریہ مسافر نومبر سنہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۶۸ پر اس عبارت میں کیا ہے کہ

مندرجہ ذیل طرف قدیم فحش تصویریں نمایاں شکل میں بنی ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ کام شائستہ خواہ کوک شائستہ کا مشکل سے کوئی آسن ہو گا جو یہاں جلنا تھ جی کے مندر میں نہ دکھایا ہو جس مکان میں ہم ٹھہرے تھے وہاں ایک مندر کے تھے چار فحش تصویریں اسی قسم کی بنی ہوئی موجود تھیں۔ لوگ کہتے ہیں کسی زمانہ میں یہ واک مارک کا مندر تھا اس لئے یہ نقشہ ذہن نشین کرنے کے لئے بنادئے گئے تھے مریضی دانست میں اس کے سوا کوئی اور بھی بات ہوگی۔ دیکھو۔

ہیر پال یہ تمہارے قدیم آریوں کی عبادت گاہ کا ایک نمونہ ہے جس سے ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ وہ کیسے بدتر حیل کے بزرگ ہوں گے۔ شیم۔ شیم۔ شیم۔ پھر یہ بتاؤ کہ پریس میں گئے ہوئے شوہر کی واپسی پر جو ساری کھائی نیوگی کی یکراصلی شوہر کی بغل میں نیوگیں آکھسے گی تو ایسی صورت میں اس جاہل کسان سے بھی زیادہ بیوقوف نیوگی کو کیا بدل ملے گا۔ اور ان ایام میں اگر نیوگیں ایسا پسند گیا ہو کہ اس کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتی تو سلی خاوند بھر کیا کرے گا اگرچہ تبتدی کی جو رو غیر اجازت اپنے پی کے کسی غیر مرد سے استغاثہ کرے اور اس سے اس قدر محبت ہو جاوے کہ وہ اصلی خاوند کی صورت کو لینے کی بھی دودار نہ رہے بلکہ اس فکر میں ہو کہ کس طرح اس دیوتہ کو زبرد کر چلتا کروں اور اس کا علم پورے یقین کے ساتھ شوہر کو ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں اس عورت کیلئے وید کی کیا لگیا ہے اور اس شوہر کو کیا کرنا چاہئے ؟

اسے یہ بات بدستور دست صرف بدست سوال بطور استفسار علاوہ ان اعتراضوں کے جو جا بجا اس مضمون میں گئے ہیں پیش کر کے تمہارے کائنات کی شہادت تمہارے ہی پیش کی قسم دے کر تم سے چاہتا ہوں کہ کیا تمہاری مرد اور غیرت اور شہر بقاء حیثیت دینتدی تعلیم سے بالکل مسخ ہو گئی ہے کہ جس سے تم اس دیوتا نہ حرکت کے برداشت کر سکتے ہو جسے ہمت تیار ہو گئے ہو کہ یہ بے شرمی کا کام تمہارے ہیر میں تمہارے

سامنے اپنے ہاتھوں سے ہو کہ تمہارا سب کچھ بچ جائے۔ یہ تو کتنا ہے ہر دست ہمارا ہوا
 یا بڑا بھائی یا پردہ دہی میں سے کوئی شہنشاہ تمہاری بہتری میں ہی پرستش کی شہنشاہ
 کرے بلکہ باجارت دیانند کام بھی کر دے اور تم باوجود فوت شہنشاہت اور طاقت
 اور ورور موجود ہو نیک باس کی کوٹھڑی میں ایک بیٹے کا مویشی دیکھا کر دے کچھ بھی
 چون و چرا نہ کرو اور تمہاری نظروں کے سامنے ایک غریب نہ رہے۔ اس سہرور عالمی
 منکوچہ اور برکت کی بیابان سے جو نام ہنگام کے خاندان سے کیا تھی محبوب اور غلام
 ہو اور صرف بوس و کنار رہیں نہ کرے بلکہ حرکت دل شکن سے تمہاری ساری
 عزت و ابرو کو خاک میں ملا دے اور پھر بھی ذرا غیرت تمہاری جہنم سے نہ مارے میں اس
 بات کو خوب جانتا ہوں کہ کس قدر ایک شریف انسان کو قدرتی اور طبیعی طور پر بوجہ
 عورت کے لئے حقیقت اور غیرت ہوتی ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ ایک بڑا بہادر
 خور سے گھمان پریری عورت کو قتل بھی کرتا ہے۔ وہ دنیا کی جاسوس میں نہ رہتا
 ٹکڑے کر کے کتوں کی طرح چھینک دیتا۔ اور ایسے ہی کہ جب سر میں یاں سے بد سے
 مزا قبول کر لیتا ہے۔ پہرین نہیں بھتا کہ نہ ہو۔ یا زور بہت ہے یا بہت بڑا ہو نہ ہو
 فطرت کی طبعی شرم و حیا کے بالکل برخلاف ہے۔ اور کوئی استہزائے
 الطبع سلیم الفطرت اس بات پر زخمی ہو سکتا ہے کہ اولاد کی خواہش سے بڑا کر کے
 کثرت کے بعد لڑکا پیدا ہو نیکی تمنا ہے ایک ایسی کو اپنے گھر میں آپ بلا لے اور
 بنی عورت کو اس سے ہمستر کر اور اس پر آپ لگ بیٹا دل میں بھیج
 کتاب کہتا ہے کہ کیا اسی تعلیم و پرورش کا کہ ان کے لیے ہو۔ ایسے ہی ہے
 خواہش پر بھی ہزار لعنت ہے جس کی والدہ یا شہر زور خاوند ہے۔ اور
 کے آگے چلتی ہے اور آف سے اور ہر جہاں سے کہتا ہے۔ ہر جہاں سے
 کی جاتی ہے۔ دنیا میں کچھ سب سے زیادہ بے شرم اور بے رحم ہے وہ بھی

یہ بے پرواہی اور بیوقوفی سے حریم کاری نہیں کرتے۔ مگر پراسوس کہ تم جائز رکھتے ہو
 کہ یہ بھی ہو بھی تمہارے بیٹے کے سو کسی اور کے پاس جاوے۔ انسانی
 کائنات اسکو برگز قبول نہیں کرتی اور انسان کی فطرتی غیرت ہزار ہزاری
 سے اس پر لعنت بھیجتی ہے انسان تو انسان ایک مرغ بھی اپنی مرغوں کے
 لئے در یک کتا بھی اپنی لٹیا کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ مگر حیف ہے تمہاری
 حالت پر کہ تم ان چیزات کے برابر بھی غیرت نہیں۔ اگر غیرتمند ہوتے تو چلو بھر پانی
 نہیں شہباز جو ناپسند کرنے مگر تعلیم بھی نہ قبول کرتے۔ یاد رکھو اور اس خدا سے ڈرو
 جو برائیوں کے راہوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ برگز نہیں چاہتا کہ اسکے بندوں میں زنا
 بھگت ہو۔ اولاد پیدا ہو اسے نہ والوں۔ گرنیوگ زنا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔
 تین تعریف کر کے بتاؤ ورنیوگ و زمانین فرق کر کے دکھاؤ۔ اسے تمام دنیا و مافیہا
 کہنا ہے۔ اللہ عز و جل اس قوم کو اس لعنت سے بچا۔ آمین!

اہم الکلام

ان کو رسم نیوگ پیاری ہے
 جس کے زین میں ہے ایسی بیشرمی
 جن کوئی نہیں نیوگ سے عار
 وہ کی کسل گئی حقیقت کل
 جس کے باعث پکندگی پھیلی
 وہ کیا بیاہ کیوں حرام نہ ہو
 کیوں نہ یوشیدہ ہو نیوگ کی رسم
 اچکے چکے حرام کروانا

دین و دنیا میں ان کی خواری ہے
 عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
 ان کی شیطان نے عقل ماری ہے
 اب تو ناحق کی پردہ داری ہے
 وہ دیانند کی پیاری ہے
 جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
 اس کے اظہار میں تو خواری ہے
 آریوں کا اصول بھاری ہے

یہ سب کچھ

زن بیگناہ پر یہ شیدائیں
 ہاتھ سوختن ہیں ان کے مرد
 رواہ واکیا و ہرم ہے کیا ایمان
 آریہ اول میں خور سے سوچو
 کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم
 مرتکب اس کا ہے بڑا دیوت
 خیر مردوں سے ماتن لطف
 غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے
 ہے وہ چندال دوست اور بانی
 ہیں ہزاروں بیوگ کے نیچے
 ایسی اولاد پر خدا کی مار ہے
 نام اولاد کے حصول کا ہے
 بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
 وٹن سے کروا چکی رونا بسکن
 لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں
 گہر میں لائق ہیں اسکے باروں کو
 لالہ صاحب خدا میں جو رو پر
 شرم و غیرت ذرا نہیں باقی
 سے قوی مرد کی تلاش تہین
 تاکہ کراوین پھر اسے گندی
 خاک میں ملنے ہیں پسر کے لئے

جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
 ان کی ناری ہر ایک ناری ہے
 جس میں واجب حر اسکاری ہے
 شرم و غیرت کہاں تہساری ہے
 کچھ شیدہ ایک یاری ہے
 اعتقاد اس کا بد شعاری ہے
 سخت خبث اور نابکاری ہے
 وہ نہ بیوی زن ہزاری ہے
 حیف اس کی کوئی چاری ہے
 آریہ دیس میں یہ خواری ہے
 یہ نہ اولاد ہر باری ہے
 ساری شہوت کی بقراری ہے
 یار کی اس کو آہ وزاری ہے
 پاک و امن ابھی بچاری ہے
 جن کی لالی نے عقل ماری ہے
 ایسی جو رو کی پاسداری ہے
 وہ بیو کی ہے اپنے واری ہے
 کس قدر ان میں برد باری ہے
 خوب جو رو کی حق گزاری ہے
 پاک بیو نے کی انتظاری ہے
 کیا مزاجوں میں خاکساری ہے

بھیک کی رسم بہ نیا ری ہے
 نہ حیا ہے نہ شرم ساری ہے
 ان پر اندھیرا اب بھی طاری ہے
 ترک کرنا گناہ گاری ہے

تاکہ شرم بھیک لیتے ہیں
 گھر بہ گھر ہیں یوگ کے جرجے
 گورمانہ میں روشنی پھیلی
 کیا کریں وید کا یہی ہے حکم

بالیقین خلل آ رہا ہے لٹے

صانع حق ہے یہ تیز آری ہے

ہم دیاندی لڑیچہ ختم کر چکے تھے کہ ایک بات اور یاد آگئی جو دیاند کی فطرت کا نوٹ
 و دیدک نعیم کا لب لباب و رحل ٹھیرانے کا نیا چٹکلہ ہے۔ اس لئے اس کو
 ہی اتریں بیان کر دیتے ہیں۔ تاکہ پہلک کو دیاندی لڑیچہ کے بارے میں یقین کا
 وجہ حاصل ہو جائے کہ وہ کس قدر بخشش ہے۔ نیز ناواقف دیاندیوں کو اس سے
 چٹکلے پر عمل کر کے وید پر رحل ٹھیرانے کا ڈھب آجائے ناظرین اس مقام کو
 ذرا سنبھل کر سنیں۔

دیاندی مرد کے منہ والے اور عورت کے منہ کی ترکیب بیان کرتا ہے

تاکہ جب دھج دھج کے رحم میں گرنے کا وقت ہو اس وقت عورت
 مرد و نون حرکت نہ کرے۔ تاکہ سانس نہ لے۔ اور آنکھ کے سامنے

آنکھ نہ دیکھے۔ جسم نہ ہلے۔ اور بالین نہ ہلے۔ مرد اپنے
 جسم کو دھیرے دھیرے اور عورت دیر دیر (نطفہ) حاصل

کرنے کے وقت آپاں (اور سانس) کو اوپر کی طرف حواس
 حسیوں کو اوپر سے اوپر دیر دیر (نطفہ) کو اوپر کی طرف

کر کے رحم میں ٹھیرائے۔ تاکہ تیار تیار کاش صفحہ ۱۱
 نمبر ۱۱

۱۰۔ سے دیند کیا سنتا اس کے جو سر دکھا ہے کہ میں اور کیسے کیسے بڑبڑے ہوئے
 پال بریم چاری رہ کر حال کئے ہیں۔ آری عورتوں کو تو تیر سے پر قربان سو جان
 واجب ہے۔ ہر مزے اور یہ اس بھدا تیرے بغیر کہاں سے کوئی کسب کد سکتا ہے
 ہرے جیسوں کی تپا یاد نگاہیں جگنا تھ کے مندروں پر نقش ہو ہی ہیں جسکو دیکھ
 آریہ مسافر بھی کہتا ہے کہ کوک شاستر کے تمام اس ان فحش تصویر خانہ میں دیکھ
 کہیں۔ اور ان تصاویر کا مطلب وہ کچھ اور ہی سمجھتا ہے۔ اور مطلب اس سے
 زیادہ کہ یہ لوگ ایسے ہاتھ پاؤں کے لچھن ان سے نظر آتے ہیں چونکہ وہ زمانہ و مدد کی
 اندر سکاری کا زمانہ تھا اس لئے نص ویر بنا بنا کر شہوت پرستوں سفلیٹ ہر دیکھ
 تھے اب روشنی علم کا دور ہے ایسے زمانہ میں تصاویر بنا کر سے بالکل پرہیزی ہوئی
 اور قانون مانع تھا لہذا لایا ندجی نے الفاظ اور حرفوں میں وہی نقشہ چھپا کر رکھا
 بلکہ ولادیا ہے۔ کیا کینخت و سرپال اب بھی یہی کہتا رہے گا کہ وہ ہندی
 لڑچکر پاکیزہ اور اسلامی لڑچکر گندہ ہے؟ اگر یہی اس کی بہت ہے تو خصل
 و مانع کے علاج مرض میں مبتلا سمجھا جائے گا۔ ورنہ قاتل کی جس کا شہوت اس فحش
 کو خوش تسلیم کر کے جلد پیش کرے۔

ہمارا کام کہہ دینا ہے بارو
 اب لگے تم کو لازم ہے بچارو

سوامی ویانند کی تصانیف پر مدعا کا فیصلہ

میں نے اب تک اپنی کتبوں کے لئے خود سے زیادہ کاری اور انسان فروشی وغیرہ جرائم کے لئے مکمل بندہ ساگر سکھ صرف اولاد لینے کے بہانہ سے جائز قرار دیا جاسے۔ تو ہر قسم کے جرائم و بد اخلاقیوں اور ظلموں کو مختلف قسم کے حیلوں اور بہانوں کی بنا پر باہر کر دیا اور روح دنیا آسان ہو گا۔ اور اس لئے اس ایک جرم کا رواج ہزار ماہ جرائم کا رواج ہو گا۔ اس کثرت سے ملک میں جرائم شروع ہو جائیں گے جن کا اثر و انتشار ہو جائے گا۔ ہر ملک میں بے امنی پھیل جائے گی۔ ورتہ ذیل سے گر کر بددشت و جہالت میں شاق ہو جائیگا اور اسی قدیم زمانہ کے بن باسی جنگلی آریوں کی زندگی کی طرف تشریف کر جائیگا اسی لئے قانون سرکاری کے رو سے کسی کو اپنے خوتن کی موجودگی میں کسی غیر سے کسی حالت میں ہم بستری کرنا گناہ کی وجہ سے متعلق صاحب مجسٹریٹ و جواہر ضلع پٹنا و بڑوہدرہ وغیرہ میں سے ایک ذریعہ بیوک کو نما کار کی کی سمجھا جاتا ہے۔ اس فیصلہ سے چند مہرے میں عمل کرتے ہیں۔ دیکھو سناٹا ہرم گزٹ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء و الحکم ۳۰ اپریل و اسی

سنہ ۱۹۰۲ء کے نفاذ میں ایک سناٹا ہرم اولی صاحب نے پٹنا و میں ایک رسالہ چھپوایا جس میں بیوک کے دو سو می ویانند کے نام لکھے ہوئے اصولوں پر مذاق کیا تھا۔ یہ سماجی مہمات تھیں اس قسم کے رسالے سے اصل میں ہٹے اور انہوں نے مصنف رسالہ ہذا کے برخلاف

جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب پشاور کی عدالت
 میں ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ بعد سماعت مقدمہ جسٹس
 جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے پوری جانچ
 پرتال کے بعد آریہ صاحب کو نکال دیا۔ سنا خراج کر دیا
 میں (ایڈیٹر سنا تن دہرم گزٹ) ایک دو فقرہ عدالت
 کے فیصلہ میں سے ترجمہ کر کے بدیع ناظرین پڑھا ہوں۔ آریہ
 سماجون نے صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے فیصلہ
 کی اپیل صاحب سشن جج کی عدالت میں دائر کی۔
 عدالت اپیل کے فیصلہ کا بھی ایک فقرہ درج کرنا ہوں۔
 فیصلہ (عدالت ابتدائی) ان (دی ہندی) مسائل
 اور اصولوں میں سے بعض اصولوں کو بہت کم
 ہر ایک عام فہم آدمی کے معیار اختیار کرنا چاہیے۔
 ملن۔ اوہ ایک ایسے آدمی کے لئے جو اپنے آپ کو خدا کا
 (یا روحانی) رہنما ظاہر کرتا تھا ایسے مسلمانوں کو
 ستیا رتھ پرکاش جیسی وہ پرامن شخصیت
 میں جگہ دینا بالکل نامناسب حرکت تھی۔
 اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مذہبی بنی خاص
 دہرم پریشک سنیار تھ پرکاش جی میں
 مجامعت کی تعلیم درج سے بڑھ کر
 (دی ہندی) خود اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ وہ
 اصولوں پر جن میں ایک یہاں بھی مذکور ہے

اصلی خاوند کے جیتے جی کسی دوسرے
پیسے ہوئے آدمی کے ساتھ ہمستری کی ہدایت
ہے ایمان رکھتا ہے پھر رسم پیشک و شہرہ زنا کاری
سے اس واسطے یہ ذکر کرتے ہوئے کہ دیانت کے چیلے کے
مند جہاد اصولوں پر ایمان لاتے ہوئے رسم زنا کاری کا
آغاز کر رہے ہیں اور اگر ان (اصولوں) پر ان کا یقین اس طرح
رہا تو اس (زنا کاری) کو زبان ترقی دین گے مدعا علیہ نے
راستی بازی سے ایک پرستہ حقیقت کو قلم
بند کیا ہے۔ فیصلہ (عدالت پریل) دیانت کے اصول
سے قسم کے ہیں کہ وہ اہل ہنود اور دیگر مذاہب کے حسن اخلاق
کی سخت امانت کرتے ہیں اور اس کتاب (بیتار تہہ
برکات) کے چند حصے خود بھی نہایت ہی محنت
پلین۔ سیانہ و ہرم گزٹ۔

کہو جی و ہرمیاں! ایتھوپری نسل ہو گئی یا اب بھی بیجائی کی جینک آنکھوں پر لگا رہی
کئے جاو گے کہ ابھی کسر ہے ابھی کسر ہے۔ یہ ہے خدا کا فضل۔ یہ ہے اسلام
کا معجزہ۔ یہ ہے صدقت نبوت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ثبوت کہ جو الزام
بے ایمانی سے تم نے اسلام پر فحشہ لگا یا تھا وہ تمیر الٹ کر ایسا پڑا جس کا یوب نہیں
غرت ہو تو وہ بکر مر جہاؤ اور نہ منہ کسی کو نہ دکھاؤ و بکھا یہ ہے خدا کا مکر۔ اس طرح
سے وہ خیر الہا کریں ہے۔

خوابی پاک صاف نہاؤ گے یا نہیں
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں

اب بھی خوشی سے باز تم آؤ گے یا نہیں
بیکر ہو گے خدا تعالیٰ من پوچھے

کیوں کر کر دے روجو محقق ہے یکبات کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں
 سچ کچھ ہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب پھر بھی یہ منہ جہاں کو دھکا دے گا یا نہیں
 لگتے ہاتھ ایک اور ثبوت نیوک کے ناپاک اور گندہ ہونیکے متعلق ہم نقل کرتے ہیں
 لالہ ٹھاکر داس صاحب وکیل چیف کورٹ نے جو پہلے آریہ سماجی تھے اور بعد
 واقفیت تحقیق دیانندی مذہب کو چھوڑ کر اپنے اصلی مذہب سناٹن دھرم
 میں واپس ہوئے ایک رسالہ نیوک آدی پہ چار ہینڈن : تصنیف کر کے سناٹن دھرم
 پر اس امر سر میں طبع کر اگر شائع کیا ہے۔ اس کے صفحہ نم پر وہ حسب ذیل رقم طراز
 ہیں کہ :

ہم نے اپنی سماجک زندگی میں اور بعد صلحدگی بھی رسالہ
 نیوک پر گہرا اور چار کیا ہے۔ اور اس کے مؤید دھنی
 حوالہ جات کو غور سے پڑھا اور سنا ہے۔ آریہ سماجی
 پیشواؤں اور سناٹن دھرمی اینڈ ٹون اور ودوانوں
 (عالموں) سے اسکے سمجھنے کے لئے کامل مدد ملی ہے۔
 ہم اس محققانہ تجسس اور تفحص کا نتیجہ عوام کے سامنے
 پیش کرتے ہوئے ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ نیوک سے
 ہرگز غیر مذہب - غیر مناک - اور -
 گندہ مذہب سماج تک کسی قوم کے ہادی
 نے پرچار دیا ہوا نہیں کیا۔ صفر صفر

ایک اور ثبوت سناٹن دھرم والوں کی شہادت سے اس زنا کاری کی رسم
 نیوک کا ہم پیش کرتے ہیں۔ جگنا تھ داس سناٹن دھرم مرقا بادی نے دو
 ورقہ دیانندی دھرم کا نمونہ : شائع کیا ہے جس کے صفحہ نم پر ایک نظم زیر عنوان :-

ایماندی کرتوت نہ لکھی ہے اسکے چند شعر یہ ہیں - ۵
 محقق تھا نہیں ہرگز و یا نہ نہ !
 سس نے لکھا ہے عالم کو
 سراسر لغو اس کی گفتگو ہے
 جو تو عقل کی یاں سمجھ ہی ہو ہے
 ہے خاوند ایک مدت جو پردیس
 جنے عورت پسروہ ہر فرد ہے
 جملہ ایک زن کو دس مردوں سے بہلا
 غضب ہے آریون کا وہ گرد ہے
 پندت رلیا رام شرمایڈیتر سنا تن دہرم پر چارک امرتسر ایک ٹریکٹ -
 آریہ سماج کی تعلیم "نبراول کے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ -

آریہ سماج ایک اس قسم کا فرقہ ہے کہ جس نے قریباً
 تمام مذہب کے بزرگوں کی بھوکرنے میں کسر
 باقی نہیں رکھی ہے۔ لطف یہ ہے کہ تمام کی تعلیم کو یہ بودہ
 گندی ناپاک وغیرہ بنا کر اس بات کی لاف ماری جاتی
 ہے کہ آریہ سماج کی تعلیم پوتر اور پاکیزہ ہے۔ حالانکہ
 آریہ سماج کی تعلیم اس قسم کی گندی تعلیم ہے
 کہ خد نخواستہ اگر ملک میں رائج ہو جاوے تو ملک
 کے برباد ہوتے میں کوئی شک و شبہ
 نہیں ہے۔ "بلفظ"

اب ہم "مزید ثبوتوں کو جو دیاتدی الشریح کے فحش بیونیکے بارے میں ہمارے پاس
 بھی اور باقی میں کسی دوسرے موقعہ کے محفوظ رکھ کر جھوٹے گواہی کے گھر تک
 پہنچا کر ظہرین کو مختصر آدیاتد کا کچا چٹھا سنا تے ہیں جس کو جگنا تھ و اس
 مراد آبادی ہندو نے لکھا ہے۔

دیانت کی چند نکتیں اور اس کا کچھ اچھا

مطبوعہ سناتن دھرم پرچارک انڈیا

دیانت کی ذات اور کسی شہر اور کسی شخص کا بیٹا تھا۔ یہ بات سنو کہ سیکھو صلی طوبہ پر معلوم نہیں۔ اس (دیانت) نے اپنے زندگی کے حالات ۱۷۹۸ء کے عقیدہ و سوانح نگری اخبار میں خود طبع کرائے تھے۔ اس کا ترجمہ و پست رسے جگراؤں والے نے اردو میں کیا ہے۔ وہاں دیانت نے اپنے باپ کا نام اور اپنے خاندان کے مسکن کا پتہ بتا نیکی نسبت جو کچھ عذر لکھا ہے۔ سرسرخلاف عقل ہے۔ خیر ہو اس سے کچھ غرض نہیں۔ اس کا جو حال ہمیں معلوم ہے وہ کہتے ہیں کہ

سوانح طبری اندر کے صفحہ ۲۱ پر دیانت کا قول ہے کہ مجھ کو ایک برہم پاری ملا جس نے مجھے صلاح دی کہ بہتر ہو۔ اگر تم ہمارے فرقے یا تھوک میں شریک نہ جاؤ چنانچہ میں ان کے تھوک میں شریک ہو گیا۔ اس نے میرا نام **سرخلاف** پائین لکھ دیا۔ اور میرے کپڑوں کو اس نے اپنے کپڑوں سے بدلوا دیا کہ جو خود پہنے ہوئے تھا۔ صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ۔ برہمنند وغیرہ ست پرشوں نے مجھ کو پورا پورا یقین دلا دیا کہ برہم یعنی ایشور برہم وجود سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ جیو (روح) اور برہم (دانش) کی یکساں شے اور یقین مجھے اچھی طرح سے ثابت کر دیا ہے۔ یہ ہے بھی اکثر میرے دل میں یہ بات آتی تھی۔ لیکن آج ان ہمتا پرشوں نے یہ بات کہ میرے دل میں پوری طرح سے ثابت کر کے دکھلایا اور مجھے پورا پورا یقین ہو گیا کہ برہم (خدا) میں ہی ہوں۔ صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ سے ظاہر ہے کہ۔ دیانت سرسرخلاف نے اسکو سنایا نہیں کے چوتھے درجہ میں شریک کر لیا اور اس کو ایک ٹنڈو اور کما

و یا نہ سرسوی رعدیہ صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے کہ پیر من مشہور و معروف متذکرہ ترک
سہوں کی جائز اسکے واسطے اور ان کے دشمن کئے روزیہ و صفحہ ۲۹ و ۳۰
لکھا ہے کہ نہ کو یک ماش دیہ کے و پر پتی ہوئی ملی زمین نے اسکو دریا سے نکالا اور پیر
چیتا تو سے کاٹنا شروع کیا۔ (کیون نہ ہو برہمن و سنہاسی جو تھی صفحہ ۲۸ و ۲۹ چنڈال گڑھ
کے ذکر میں لکھا ہے کہ اس جگہ ایک پیر اعیب لک گیا یعنی پیر من پہنک کے
ستھان پر عبادت ہو گئی۔ اور بعض اوقات اس کے اثر سے میں بالکل مدہوش
ہو جا کر تمہارا اپنے بقلم مصفیہ اور ۲۰

ناظرین اغور فرمادین کہ یہ شخص پیر ایک برہم چاری کا جیلا تھا جس نے اس کا
نام شدہ پختین رکھا پر برہماند وغیرہ کی محبت سے اس کو پورا پورا یقین ہو گیا
کہ خدا میں ہی ہوں بعد ازاں پرمانند سستی شکر چاریت کے سنہاسی نے اس
کو اپنا جیلا بنایا اور اس نے دیہند اس کا نام رکھا۔ مدت بعد اسی مذہب میں رہا اور آج
اب کو خدا سمجھتا ہے بعد ازاں پہنک بنا اور پہنک پتیدار اسکے بعد شہر امین رہا۔
و جانتا نہ ہے کے پاس دیا کون بڑھتا رہا۔ دیکھئے اس شخص نے کتنے رنگ بدلے
میں کتنے مذہب اختیار کئے کس کا جیلا بن اور کس کس کو ترک کیا جس فریاد توں
اور عوے لدا لی کہ اس سے بیکر کا فرونا سسک کون ہو گا پیر ایست شخص کی گفتا
میں یہاں یہاں میر بہت ہی مختصر حال اسکا ہے یہ ناظرین سے لاف لانا
مفصل لاف اس کی جو بالکل نامی میں پڑی ہوئی ہے دوسرے مشہورین ایک
کے سامنے پیش کریں گے۔

پیشانی کی حد ہوتی

اب ندی جیلے ٹکے کی چوٹ نیٹ کرتے جیاد غیرت کو بالائے طاق دھکے اور ک
انہو گفت کی بات ہوئے لی سوقت میرے سامنے اخبار الحکم جلد ۴ کا نمبر ۱۰ ہوز

کہلا ہوا کہا ہے اس کے صفحہ (۹) کا لم سپر نیوگ کا اشتہار دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اسکو پڑھ کر جس قدر حیرت اور تعجب مجھے ہوا وہ زبان قلم سے بیان نہیں ہو سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ نیوگ جیسی حیا سوز تعلیم پر آریہ سماج میں اندھی اندر برابر عمل درآمد ہے جس سے ہمارے کاروبار نہیں کیونکہ یہ محتسب داروں کا رشتہ دار لاو حال کر نیکی لئے آریہ ہمارے جو چاہیں کریں کسی کو کیا غرض۔ مگر ایسے کھلے بندوں اشتہار دیکر دوسری عورتوں کو اپنے پاس مباشرت کیلئے بلانا ہمارے خیال میں ایک ایسا فعل ہے جو بعض قانونی و فحاشی کے نتیجے آسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض اولاد کے خواہشمند آریوں کے منہ سے اشتہار کو دیکھ کر دل شک پڑی ہو اور اپنے دہن بھاگ سمجھ کر کسی بے غیرت نے اپنی استری کو اس پوٹر کر م کیا ہے۔ دیانندی پاک تعلیم کے بموجب اجازت دیدی ہو لیکن ہماری نظر سے نیوگ کن کیجاں کا کوئی اشتہار بچو اب اس اشتہار کے کسی اخبار میں نہیں گزرا۔ اس لئے ہمیں ضرورت پڑی کہ ہمارے دہر میاں جی سے اسکی بابت کچھ معلومات پیدا کریں کہ براہ مہربانی وہ کالورام شہر سے یا اگر انکو معلوم ہو تو خود اپنی واقفیت سے اطلاع میں کہ بیچارے کے آریہ سماجی یا کو کس عالی حوصلہ پتی نے اپنی استری بہرشت کر نیو دی اور کونسی نیک بخت شرمیلی نے نیوگ کا دان حاصل کیا۔ اور اس اشتہار کا پلانٹر کیا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے تو ممکن نہیں کہ آریہ قوم نے ستیا گرہ پر کاشی اور دیانندی تعلیم کو ماننے کے بعد بھی ایسے جہاتما دیانندی کو عزت کی نظر سے نہ دیکھا ہو جس نے کہ پوری تعمیل دیانندیک کی کر کے محلے لا عامان نیوگ کراچا پا اور اسکو کوئی نیک بخت بیوہ یا بیابی ہوئی جگا تہ گی یا لاو لہ ہو نہ ملی ہو اور یہ بھی غلط ہے کہ دیانندی قوم میں سب صاحب اولاد دیانند رست ہیں جن کو بیویوں سے نیوگ کروانیک کی ضرورت نہیں۔ پس بوجوہات مذکورہ اس اشتہار کے بموجب نیوگ ہوا ہوگا اور اس کا نیک نتیجہ (حرامی بچہ) بھی پیدا ہوگا ہوگا۔ اس سلیوٹن کا پلندہ اور اس بچہ کا نام ہوگا بٹلا یا جاوے تاکہ ایک امر تو پایہ ثبوت نہ بنج جاوے

نیوگ کرو کر خوراک پیدا جاتا ہے اور ایسا بچہ جو استہاری نیوگ کے ذریعے سے پیدا ہوا ہو گا
تو زمین خاص اعلیٰ اور وقعت کی نظر سے دیکھا جائیگا علاوہ دہرانا بھی سمجھا گیا ہو گا۔ کیونکہ شرط
دیاندی نسخہ کا عمل ہے مہر مہال خوب تحقیق کر کے اسکا جواب دے۔ نیوگی استہارہ
نقل کے دیتے ہیں جو یہ ہے۔

استہار نیوگ

تیسرے ایک مہزوات کے کتہری عمر چالیس سال پہلے آریہ سماجی صحت عہدہ
سبب نہ ہونے سستان (اولاد) کے پہلی بیوی میں سے جو کہ بیمار ہے کسی ایسی لوگ بد ہوا
بیوی سے یا جس کے مان اسکے پتی سے سستان (اولاد) نہوتی ہو صرف واسطے سستان آپتی
وادیہ کرنے کے سوامی (دیاندی) جی کی ہدایت کے موجب نیوگ کرنا چاہتے ہیں
کسی آریہ سماجی کے خانان میں بی ستری ہو اور وہ استری بھی اسکا کام کے لئے ڈھک کر
ان کو سب طرح تیار ہو تو ذیل کے پتہ پر خط و کتابت فرمادیں۔ ایک آریہ سماجی معرفت
کا نام مسافر سنو ریکر پٹری و کس سروس میا نمبر یا آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۳۴۱ء پر پیل سٹم صفحہ ۱۳
نیز کی مشہور قسم کی نیوگوں سے حصول مطلب کی درخواست کرتا ہے تو بیوی ہو یا زندہ خلوذ والی عورت ہو
جسکا خلوذ والی ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ہر دو نیوگوں کو کم از کم ایک بچہ تو اپنے لئے اور ایک ایک بچہ نیوگی کے
واسطے بنا ڈیڑھا۔ اسلئے کہ جانیں لاولد ہیں۔ اور یہ بھی ضروری ہونا چاہیے کہ ہر دو بچے زندہ بھی رہیں ورنہ
اگر زمین سے ایک طرف کا بچہ کہیں مر گیا تو اس طرف والے کو بھر لوگ کرنا پڑیگا۔ ایک اور مصلحت بھی
ہے کہ اگر نیوگن کا بچہ مر گیا تو وہ اپنے نیوگی سے ہی ہر دوسرے بچے کی لین دار ہے اور جو نیوگی والا مر گیا
تو اس کی جگہ پر نیوگن ڈیوڈ مٹی پڑے گی کیونکہ پہلی بیوگن تو بچہ دار ہے وہ اب کیون نیوگ کرنے
نہی تہا قہقہہ اس پر شہوت غالب نہ ہو جو نیوگ کی محرک ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ نیوگ کی تلمی
کچھ ایسی الجھی ہے کہ مہر مہال بھی سرٹکا کرے۔ سلجھنے والی ہی نہیں۔ تو زمین ایک نظم اور استہار
انعامی یکصد روپیہ لکھ کر اس کو تحسم کر نہیں +

سنو و ہرپال

خدا سے ہو کے منکر کیوں یہ دہریت تجھے بھائی
 چہ سودا زر ہر کامل تہیدستان قسمت را
 نہ تو اسلام کو سمجھانہ کچھ اسلام کو برتا
 فقط اسلام ہی اک دین برحق اب حیوں ہے
 اگرشن را چمن در باسی ملت کے واعظ تھے
 خدا کا نور چمکا ایک دم پر کوہ قاراں پرہ
 خدا کے فضل سے سارے نوشتے ہو گئے پورے
 وہی کوئے کا پتھر تھا اگر جس پر سے پیا
 مبارک وہ جو آیانام پا کر ابن مسیح کا
 یوں دین کا تو بن کے لیڈر کیا کر تا ہے
 ستم ہے علم و عقل و ہوش کھو کر تو ہوا سوا
 یہی ہے گمان ایشو کا کہ بنوی غیر کو دیکر
 بہت مدت سے ہے تو گرہا اسلام پر حملے
 تیری مکر و زیاں تیری دلیلیں دیکھ لینا ہنسنے
 جو اسحاق لکھ کر دیکھا میرے مقابل میں
 دیکھو دیکھنا کیا حال ہوتا ہے برائیسرا
 بہت سر چڑھ کے تو بکٹا رہا ہے آج تک جہاں

کہاں سے تجھ کو اسے ظالم تری قسمت کہانی
 تری حالت یہ یہ ضرب لٹل کیسی درت آئی
 نہ بہ لذت کبھی چکپی نہ بہ نعمت کبھی پانی
 اسی سے پانی ہے جس نے حیات طیبہ پائی
 گزنا تک اسی اسلام کا تھا ایک شہ پائی
 بہار بخیر ان اسلام کے گلزار میں آئی
 محم ہیلوین حق نے جسم شکل کھدائی
 نہ قیصر کی خبر آئی نہ لی کس نے انگریز پائی
 غلامی سے مڑکی ملی جس کو مسیحائی
 اسی پر ناز ہے تجھ کو عجب ہے تیری دامانی
 تیرے پیچھے ہی تیکھے ہر جگہ پرتی ہے رسوائی
 نہ بھگو شرم کچھ آئی نہ تیری قوم شرمائی
 سنہیل اسے میر نادان دیکھ اب باری دہرائی
 ہمارے سامنے تجھے ہے نہ کوئی بات بنائی
 اگرچا ہے ملے ساتھ اپنے آریہ بھائی
 بنا کر چھوڑا ہوں کس طرح میں بھگو سوائی
 مقابل اٹھادی کے دیکھ اب شامت تری آئی

بھلا بتو دکھا منہ زور یاں اپنی تو اسے ظالم
 مقابل آکے قاسم کے ڈاکر خامہ فرسائی

آریہ سماج کی موت

تاظرین! یہ وہ مضمون ہے جس کا وعدہ ہم نے انٹر وکشن کے شروع میں کیا تھا اور جس سے دہریہاں و دیگر دیاندیوں کا آریوں کی موت پر نوحہ نہ ہونی پڑتا۔ اور سماجوں کا آپس میں ٹکڑ ٹکڑ کر مرنانا ثابت ہوتا ہے۔ عنوان مندرجہ باتنا سخی سزا پانے والوں کے لئے مضمون انونسار دہریہاں نے قائم کر کے پنے رسالہ اندر بابت اگست ۱۸۹۷ء میں آریہ سماج کی موت و رتنی پر لکھا کہ سماجوں کو یہ ٹائٹل عطا کیا ہے جسکی دیگر آریہ اخباروں نے بھی تائید کی تھی۔ اصل بات جو نو آریہ کو اس مضمون کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ صرف اس قدر معلوم ہوتی ہے کہ تختون آریہ کو دیگر آریہ سماجی اپنے زمانہ گہروں میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے اور نو آریہ اس بات پر مصر تھا کہ اسے وہی حقوق حاصل ہونے چاہئیں جو جنم کے ہندو کو حاصل ہیں اور مردوں کے علاوہ اسکا عورتوں سے بھی میل جوں ہو۔ اس مضمون میں دہریہاں نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ آریہ سماج نے دیگر مذاہب پر اعتراض کرتے ہیں بڑی طاقت دکھائی ہے۔ اور اس میں اس قدر ترقی کی ہے کہ اسکا تاقی مذہبی تباہی و تخریب آج تک نہ کوئی ہو اسے شاید آئندہ بھی کوئی نہ ہو۔ دہریہاں کا یہ دعویٰ پر لے درجہ کی حماقت و زری حماقت کا دعوے ہے۔ ورنہ دہریہاں کے آریہ سماج نے کیا کیا ہے۔ سدھ پر اعتراض کئے ہیں تو صرف پادریوں کی قے چاٹی ہے۔ عینیت پر مذمت ہے تو دیریوں کی نقل کی ہے بلکہ پادریوں اور دہریوں نے جو اعتراض کئے ہیں آریہ سماج انکے برابر کسی نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ پادریوں اور دہریوں کی طرح یہندیوں نے بھی اس کام صرف دہی لکھا ہے کہ دوسرے مذہب کے مقدس لوگوں کو گلیاں نکالنا اور ہر عارضہ سے اسے ہر کوئی خوں آریہ دست میں نکال کر دکھانی ہے تو وہ صرف پیوگ کا گند ہے چنانچہ نو آریہ نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ آریہ سماج دیگر مذہب سے زیادہ نہیں

بہت چلاک ہے مگر اپنی اصلاح کا کوئی پہلو پیش کرنے میں بالکل نامراد ہے۔
 اریہ سماج کی اصلاح کے خاتمہ میں ایک بڑا بھاری گڑبھاگ ہے۔
 جو زبان حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ میں اریہ سماج کی موجودہ اصلاح
 لیکر اپنیوں پر اور پھر ناکہ سے اسے حسب ہم اریہ سماج میں لایا۔ وہی "لڈی" شرف
 لگا کر دے رہا ہے تو ہمیں اس میں قیدیاوی ہوئی ہے۔ اس کے لئے ہم نے
 کر کے اور بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اریہ سماج عیسائی ہے یا جادو
 ہی مرجانیکا ہمیں سخت شش و پنج میں ڈال دیتا ہے۔ یہ بڑا بھاری گڑبھاگ
 کا خاتمہ دہریال نے ان الفاظ میں کیا ہے: "مکان ہے ہمارے اس آرٹیکل کو پڑھ کر
 بعض اصحاب یہ کہیں کہ تم نے اریہ سماج کی کمزوریوں کا ذکر کرتے وقت اریہ سماج کے
 عملی کاموں کو نظر انداز کر دیا ہے دیکھو کتنے کالج اور گورنمنٹ ہل سے ہیں۔
 یواؤن کی شاخیاں ہو رہی ہیں یہ کیسے سرسبز منظر ہیں۔ بیشک یہ سرسبز منظر
 ہیں۔ مگر آتش فشاں کی جوتی یا اسکی زلزلے کے منظر کو دیکھ کر کیا وہ شخص کبھی خوش ہو سکتا
 ہے جو یہ جانتا ہے کہ پہاڑ کے اندر آگ سنگدہی ہے۔ جب ہی خروج ہو گا یا ہوتا ہے۔ یہ
 تمام منظر ویرانوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اریہ سماج کی تباہی کے دیگر سباب میں سے
 ایک اسکی خاتمہ ہو چکی ہے جسکو دیکھ کر بعض لوگ سخت حیران ہو رہے ہیں
 کہ اس کے پڑیکا کیا شرم ہو گا۔ بعض لوگ اس کو زندگی کے آثار دیکھ کر تسلی پالیتے
 ہیں۔ بیشک یہ زندگی کے آثار ہیں مگر کیسی زندگی! وہ جو دم واپس ہو۔ پھر بے منزل
 میں پھنسا ہوا انسان بھی اپنی چیخ چلاہٹ ہاتھ پاؤں مارنے سے اسے بے کثرت
 دے رہا ہے کہ میں بھی زندہ ہوں مگر اوس کی زندگی کے دم گئے جا چکے ہیں۔ بہت
 ہاتھ پاؤں کے پادوں کے پامیوانسہان بھی زندگی کی علامات کا ثبوت دے سکتا ہے
 مگر اس کی زندگی کی گھڑیاں کتنی جا چکی ہیں موت کے مونہ میں پھنسا ہوا انسان

میں نے سن کر بہت سنا کہ اس کا ہونا بہت ہی ہے کہ اس میں زندگی ہے
 اور زندگی میں بھی سے بڑی وقعت نہیں کبھی زندگی کی ان علامات سے آریہ سماج
 وراثت کے لئے یہ بھی ہے۔ اس زندگی سے موت ابھی سے لوگ
 آریہ سماج سے بیزار ہو رہے ہیں ان کا بیزار ہونا بالکل بجا ہے
 اسی نے جو کہ "زندگی میں دہریا پرست" کی آریہ سماج پرستوں کی شاعت
 سے اس کا بیزار ہونا بہت سنا کہ اس کے خلاف اس میں مصروف ہیں آپ چونکہ ہر
 چیز کے لئے مسکرت رہنے کے مخالف کیلئے ہمچر یہ کہنا صرف کرتے لیکن آپ کے
 دل میں شائستہ سے سبق پختہ کی بجائے سماج کو سبق پختہ کا شوق پیدا ہوا ہے
 یہ خبریں کتب میں آ رہی ہیں یہی کہ بہانہ کی کاجیل ہو گیا ہے جو
 ناچکر یہ کار اور جوان اٹھتا ہے۔ اس کی اصلاح کسی شخص کو توئی کی غرض سے
 کرنا چاہتا ہے یہی دھڑلہ یہ ہتھکاری ۲۲ اگست ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں نوآریہ کو
 قوم اور ملک کا دشمن بنا کر دہریا کی حقیقت ظاہر کرتا ہے ناظرین
 اس سے متاثر ہونے کی گرم بازاری ۱۹۰۶ء میں ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ ۱۹۰۸ء تک ایسی
 ۱۰۰۰۰ برائیاں ہونے لگی ہیں کہ آریہ سماج جو بے یل و علی ہے۔ چنانچہ پرکاش لاہور
 کا آریہ اخبار ۹ جنوری ۱۹۰۸ء کو ۲۰ کام میں آریہ سماج کے شہر چنگ سنت رام کا
 ایک نمبر اس کے سر عنوان "آریہ سماج کی موت" شائع کرنا چاہتا ہے کچھ
 وقت اس کے ہم آگوشہ ہونے میں آریہ سماج کا خیر خواہ پیش کرتا ہے کہ
 آریہ سماج کی موجودہ حالت ایسی خطرناک ہے کہ اگر چند سال
 اس کو درست نہ کیا گیا تو میں یہ کہوں کہ اس کے لئے آریہ سماج کا
 نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا اور وہ ہوجائے گا
 اور ایک دہریہ کا وہ بودا جس کو شی دیانند نے اینک پرکاری

نکلیں تو اور بیعتوں کا سامنا کرتے ہوئے اپنے دست مبارک
 سے نکالتا تھا تاکہ پینٹل چاہے گا اور ذرا دیر میں روم کو
 برنگوں اور شرمندہ ہو جائے گا۔ پس ہنترشہ کہ آریہ سمجھ اپنی ر
 پوریشن کو صاف کرے اور اندرونی حالت پر
 پرچار کرنے ہوئے ظاہری نمائش دے کہ بازاری کو
 دور کرے۔ اپنی نرولی اور کمزوری کو خیر باد کہنا بیشہ
 پر بھروسہ کرے۔ کیا اسٹی ٹوشن کھول دینا ہی آرتیو ہے کیا
 اپنی حالت سدھارنے کا بھی ہم نے کبھی چلن کیا
 ہے؟ آپ کہیں گے کہ ہفتہ وار یا پندرہ روز کے بعد ہم ضرور سراج
 جانتے ہیں۔ بھجن گاتے ہیں۔ پرارتھنا ہوتی ہے اور سی خندہ
 بھی دیتے ہیں۔ سماجک جلسوں میں بھی جاتے ہیں
 یہ بجائے۔ بیس بیس بیس تیس سال آریہ سماج کے
 نمبر سے گزرتے ہیں بھی تیلی کے پیل کی طرح جہاں سے چلے
 تھے وہاں کے وہاں کھڑے ہیں۔ شاید ہی چند ایسے نکلیں
 جو نئے مہاگیر روزانہ کرتے ہیں۔ سورنیک کثیر تعداد
 تو برہم یگیہ کرنے سے بھی قاصر ہے بلکہ ظاہر اگر دیکھا جائے
 تو بہت سے جہاں یہ ایسے ملیں گے جن کی عادات حرکات
 ویسی ہی ہیں جیسی کہ آریہ ممبر ہونے سے پہلے تھیں۔ حیدر
 سنسکارتوں کی جو مٹی پلید ہو رہی ہے یہ اس سے آپ واقف
 نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر حال ہی کا واقعہ درج کیا جاتا ہے
 جس کا حال اخبار پر کاش ہار بیسٹ ۱۹۶۵ منجانب ہستائے

جسے وہاں کہہ رہا تھا ہوا ہے۔ یہ ہوا سنسکار آریہ سماج کراچی
 سے کراہا ہے۔ میں ان آریہ بھائیوں سے نویدن کرتا ہوں
 جو اس مندر میں نہ تک ہوئے کہ یہ کس ویلا اور کس شاستر
 میں لکھا ہے کہ ایک بار دو سال سے کچھ عمر کنیا ایک
 بیس بیس سال کے ایسے شخص کے ساتھ
 ساتھ بیاہی جاوے جو زمانہ کے نوجوانوں کی طرح غلط کاریاں
 کر کے اپنا بہیم چرچ نشٹ ہر شت کر چکا ہو اور بدک تعلیم سے
 بالکل بے بہرہ ہو اور اب تک یہ بھی نہ جانتا ہو کہ آریہ سماج
 کس بلا کا نام ہے۔ کیا یہ امر قابل افسوس نہیں کہ ایک تو
 پاپ کرنا دوسرے سپر اخباروں میں منظر ظاہر کرنا مزید براں
 آریہ سماج کا سلوک جو غیر پورا تک آریوں کے ساتھ ہے وہ قابل
 شرم ہے موجودہ آریہ سماجوں کو تہمید سے زیادہ۔
 وقعت نہیں۔ دو گنڈہ آریہ مندر میں اگر بدک و ہرمی نہیں
 ہو سکتے ہمارے بڑی بڑی کی حد ہونی چاہئے کتنے افسوس کی
 بات ہے کہ میں نے بیس بیس سال کے ممبروں سے
 آریہ سماج کے حکم پوچھے تو کہا زبانی یا وہ نہیں ساگریت
 ہے تو خدا حافظ۔ پس ضرورت ہے کہ آریہ سماج میں جلد توجہ
 کریں ورنہ پورا تک مت کا زبردست مگر مجھے منہ کھولے کہڑا
 آریہ سماج کے ہر بہار کے کو ہڑپ کر جائیگا اور ہم ہاتھ
 ملتے رہیں گے۔ اتنے ہی ملخصاً۔

حضرت ابی سہیل تہذیب و تربیت کی ایک عظیم الشان آریہ سماج کے بانی
 سنت رام کی اپنی بیوی کی موت تک متعلق تھیں۔ ان کی بیوی کی موت
 اب آریوں کے اخبار پر کافی ذہنی اثر بھی پڑا۔ یہاں آریہ سماج کی موت میں کسی
 شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔ یہ اخبار آریوں کی گوروگل پارٹی کا ارگن ہے۔
 اس کے ایڈیٹر نے ۱۲ جون ۱۹۰۱ء کے پرکاش میں صفحہ ۳۰ پر یہ سماج کی موت اور
 اس کی ترقی بند ہو جانے کا اس صرح و قہر کیا ہے۔

آریہ سماج کی ترقی بند ہے۔ یہ آواز ہے جو چاروں طرف

سے کانوں میں آ رہی ہے۔ دشمنوں کا تو کہنا ہی کیا ہے کہ نہ

وہ تو شروع سے ہی آریہ سماج کے لئے موت کا

فتوے دے چکے ہیں۔ دوست بھی محسوس

کر رہے ہیں کہ آواز ہمیں نہیں۔ ہم بھی اب

اس معاویہ پر غور کرتے ہیں تو اس کی سچائی

بیان میں کچھ سچائی ضرور ہے۔ بالکل بعد الی جت

اس جگہ سب سے کہ اپنے ناظرین کی معلومات بڑھانے کیلئے کچھ پارٹی اور گوروگل

پارٹی کے آریوں کے دشمن ہوادہ یا ہر دور کے ارگن دشمنانہ مشہور و پندہ کی رائے

کا بھی اظہار کر دیں جو اخبار عہدہ یا ہر دور کے ارگن دشمنانہ مشہور و پندہ کی رائے

نہایت کا اقتباس ہے۔ یہ آریہ اخبار گوروگل روپنڈ اینگلو ایڈک کالج پرتھی ندھی

سبھا پنجاب کے جملہ ممبروں کا رکنوں کو پانی خود غرض دنیا و جہاں وغیرہ ثابت

کرتا ہوا۔ آریہ سماج کی ان الفاظ میں درگت کرتا ہے کہ

آریہ سماج (منشی رام ہنس راج پرتھی ندھی سبھا) کی مہربانی

سے جملہ سچاچ ہو چکا ہے۔ یہ ہر نکاح پرتھی ندھی والا ہے

پنج سگ تیر سہ ہون لے رشی دیپانند کے عقد لہ کو گویا
 کہد یا ہے لیکن ہم پر ہی رشی کے ساتھ زکا کچھ نہ چھہ
 تعلق سمجھان کو سوچیت کرنے ہیں کہ ہمارے لیے پڑی
 تہا ہی تب ہی کا سبب ہو رہے ہیں بہت سیارہ رشی
 دیپانند کے شمس کے موافق کام کرو۔ درمیانیت سہرہ
 کھڑی ہے۔ اور شمس کو دیکھ کے آچہ رشی (م)
 آریہ سماج کی نشی کو منجھد مار میں جو پاؤں کے صفحہ
 کالم ہر اڈ بڑا ہمارے پکاش (نوجواں) سہرہ سکوں کا مطالعہ
 زمین کرنا پھر اسے کس طرح معلوم ہے کہ رشی سماج کی ترقی
 بند ہونے لگا کیا سب سے اس وقت تک تو یہ یہ سہرہ
 نے اپنے اعتبار وہودیا ہے۔ ہیکے اور رشی بھی عقل ہے
 وہ اب آریہ سماج کو دیکھ رہے ہیں۔ غوالا زمین
 ماننا جس سے اس کی ترقی ہو نا محال ہے صفحہ
 ہم پر رشی ندی ہیکے کی وجہ خلافت سے سماجوں
 ماننا ہو یا ہے ترقی کی بجائے تنزل ہو
 سے صفحہ کالم آریہ سماج کی ترقی کیوں بند ہے؟ جتنے
 کہتے ہیں کہ آریہ سماج تنزل کر رہا ہے۔ بعض کہنا
 ہے کہ قریب ملک سے عزت کے آریہ سماج کے متعلق
 سمجھد رشی مختلف قسم کے خیالات پھیل رہے ہیں جس
 ہم ان سب کے سبب کو سوچتے ہیں تو یہ لگتا کہ اس
 میں ایسے لیڈر آگئے ہیں جن کا کوئی اصول نہیں صوفی

آریہ سماج کے حلقہ میں اس بات کا چرچا نہیں ہوا

کالم اول بقدر الحاجت۔

ناظرین! جہاں آپ نے اس قدر تکلیف گوارا فرما کر اس مضمون کو سنا ہے، تھوڑا سا آپ کا عزیز وقت میں اور لینا چاہتا ہوں اور تکمیل مضمون کی خاطر مسافر گروہ کا بیان بھی آپ کو سناؤں۔ مسافر گروہ کے نام سے لیکھرام مقتول کی یادگار میں بیوں کا ایک اخبار نکلتا ہے۔ جو گندہ دیانی و بدزبانی میں اپنے پیشوا لیکھرام و جمعہ ہر میاں سے کسی درجہ میں کم نہیں۔ بلکہ ایک طرح سے وہ اپنی سبقت رکھتا ہے۔ کیونکہ اپنی بدزبانی کا سرکاری سر شفلت حاصل کر چکا ہے جس کا مختصر حال مضمون آئندہ میں آپ پڑھیں گے۔ چنانچہ مسافر گروہ ۲۲ مئی شنبہ کے پوجین مسیحی ۱۶ کالم اول پر زیر عنوان "آریہ سماج ترقی کیوں نہیں کرتا" کا حسب ذیل قلم طراز ہے کہ۔

نہ معلوم تعجب کے ساتھ کیوں یہ سوال پیش کیا جاتا ہے جبکہ

ہم مندرجہ ذیل وجوہات دیکھتے ہیں (۱) جس سماج کے اندر

تعلیم فروخت ہوتی ہو وہ سماج اور ترقی کر جائے

(۲) جس کے اندر غریبوں کے رویہ سے امیر تعلیم پائیں

وہ اور ترقی کی صورت دیکھے (۳) پوپ بھی تو

گائٹری منتر فروخت کرتے تھے آریوں نے کل وید کو

بچنا شروع کر دیا پوپ جی بت پرستی کرتے تھے آریوں نے

زیر پرستی شروع کر دی (۴) ہندو جس سماج کے اندر ایک

دوسرے کے کام کو خود وہ کیسا ہی سہی پر مبنی ہو بر باد کر دیتی

کوشش کی جاتی ہے۔ اس میں ترقی کی امید

کڑا خیال ہی خیال نہیں تو اور کیا ہے۔ رانہ سوامی لکھتا

از گورو کل بدایوں "انتھے بلفظہ بقدر الضرورت۔"

خدا کے فضل سے آریہ سماج کی موت یا مضمون ریلوں کے بیانات سے ہی ہم نے
 اس پر مستحکم طور پر لکھ دیا ہے۔ ہر جو تک اس کے بیانات بجائے خود مفصل میں اس کے کسی مزید
 تشریح و توضیح کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص انکو پڑھتا رہے نہ تو دیکھنے کی تصدیق
 کرے کہ یہ قوم آریہ سے بڑھ کر بھی کوئی بد قسمت ہر دن نامراد پھوٹے نہیب والی
 ہو سکتی ہے۔ جو اپنی جلد تباہی اور موت کو محسوس کر کے زبان حالِ قتل سے فری
 ہے کہ وہ اپنی بد روزی اور بد اعمالی اور بنانہ جنگیوں کی وجہ سے قریب المرگ
 ہے جسکی رنگی دیکھنا نہ لہریز ہو جاتا ہے۔ در بقول مشہور اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے
 آگ سے آگس میں ہی آگ لگ کر کے سر پھوڑ رہی ہے، فسوس جو قوم تمام دنیا پر اپنا سکہ
 لگانے لگی تھی غمی وہ اٹھتے ہی ایسی منہ کے بل ناکامی و نامرادی کے گڑھے میں گری کہ
 نے سر کی خبر نہ ہو س پاس ہے کیا جانے اسکو کیا ہوا ہے۔ کی مصداق ہو گئی
 یہ حال ان بیانات منقولہ سے بالتصریح ثابت ہو گیا کہ آریہ سماج شرع کی حالت
 میں ہے۔ اور اس کے سر مانے ہرے ہو کر رونے دلوں کی حالت اور ہی قابل
 رحم ہے ہماری رائے میں آریہ سماج جس لعنت کے نیچے آیا ہے وہ خدا کے
 برائیوں اور سباز بنیوں کی امانت اور ہتک ہی کا وبال ہے جو اس پر پڑا ہے
 اب ہم اس مضمون کو ایسے سریفکٹوں کا حوالہ دیکر ختم کرتے ہیں جو سماج کے لیڈروں
 نے اپنے خدق و تہذیب و شہرین زبانی کے بارے میں قوم و ملک کو کام وقت سے محال
 کئے ہیں تاکہ اس مہم سازوں کی باز بانی کے شاکر تہا ہم ہی نہ سمجھیں جاوین۔

دیاندیوں کی بد بانی کے چہرے

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پبلک پریس خاہر کر دیا جاوے کہ دیت ہی آریہ اس درجہ کے بد زبان ہیں جس پر حکام وقت کو بھی توجہ کرنی پڑی اور بعد تحقیق انکو سنزائیں دیکروں کی بد زبان پر ہر گادی ہے۔ ذیل میں ہم چند ایسے واقعات کا ذکر کرتے ہیں جن میں محض شمس گوئی اور ہرزہ ورانی کے باعث بعض لیڈران آریہ سمج اپنی کیفر کردار کو پہنچ کر دوسروں کے لئے عبرت کا نمونہ بن چکے ہیں اس لئے ہم اس سلسلہ کو دہی سے ہی شروع کرتے ہیں۔

پیشہ اسٹریٹکٹ جینی صاحبان دہلی کے ذریعہ ایک کتاب "جین مت سیکٹ" کی بدولت جسکو تمبودت واعظ آریہ سماج لاہور نے جینیوں کی مذہبی قوانین کے لئے شائع کیا تھا۔ گورنمنٹ سے عطا ہوا جس کو ہم "مقدمہ جین مت سیکٹ" مطبوعہ ۱۹۰۵ء مطبع قیصر ہند پریس دہلی سے نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ "ساتھ" کو اطلاع دیجھاوے جناب نوب لفٹ گورنر ہما کی خوشی ہے کہ وہ تصنیف کرنے والوں اور شائع کرنے والوں اور چھاپنے والوں پر بطور جرم قابل سزا زبردستی الف تعزیرات ہند استغاثہ وار کریں یا صفحہ ۶

دوسرے اسٹریٹکٹ عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی سے مقدمہ مذکور وار ہو کر جنوری ۱۹۰۵ء کو یہ عطا ہوا کہ ہم تمبودت (آریہ) کو یا پچسور و پیہ چرمانہ یا تین ماہ قید محض اور راجچند (آریہ) کو ڈھائی سو روپیہ جرمانہ کرتے ہیں

صفحہ ۱۰۶
پیشہ اسٹریٹکٹ جینیوں کے مقدمہ کا فیصلہ ہونے ابھی کچھ روز گزرنے تھے کہ پنڈت ہر چند اس شہر دہلی میں مدارس اسپرڈی پر تبدیل ہو کر شملہ سے آئے

اور آئے ہی ہوں سنے بھی ایک سرٹیفکٹ حاصل کیا کہ مجھ صاحب ڈپٹی کمشنر
بہار دہلی سے حکماً لکائے گئے درختکارانہ سرائی میں دہلی کیونکہ شہر صاحب نے
اسلام کے برخلاف تو یہی آمیزاں شہر تہارت شائع کئے تھے۔ (دیکھو کرن گروت
فٹنل اخبار دہلی مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۰۵ء)

چوتھا سرٹیفکٹ۔ بری سنگھ آریہ مجرم فحش گوئی اگرہ میں قید ہو اور چلی
میں سرائی جھنگی مگر بھی باز نہ آیا اور دہلی میں پنچر جدید سرٹیفکٹ حاصل کیا جو پانچ سو ان
سے تھیت ہے۔

پانچواں سرٹیفکٹ یہ ہے جسکو اخبار پر کاش مورخہ ۱۹ جون ۱۹۰۶ء
نے بدین الفاظ شائع کیا کہ ”دہلی میں آریہ سماجی پنڈت بری سنگھ کو زیر دفعہ ۱۰۷۔
ایک سال کے لئے سوروپے کا چھلک اور سوروپیہ کی دو قطعہ ضمانت داخل کر دیا
حکم ہوا جو مباحثہ مذہبی کے۔“

چھٹا سرٹیفکٹ۔ اگرہ کے آریہ اخبار مسافر کو جو لکھنؤ کے مشن دھام
ہی کی یادگار سمجھا جاتا تھا فحش نوکری کے جرم میں ایک ماہ قید کی سزا ہوئی۔
دیکھو الحکم مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱۱) کالم اول
ساتھواں سرٹیفکٹ۔ ایسٹ آباد میں ایک آریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو بر سر بازار دھاک بدھنش گالیان دینا تھا۔ اسی جرم میں زیر دفعہ ۲۹ ماخوذ
ہو کر سب جرمی صوبہ کے قوانین کے ماتحت ایک سال کے لئے چلا وطن ہوا
خبر الحکم مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۰۶ء

آٹھواں سرٹیفکٹ۔ یہ وہ اعلیٰ و اکمل سرٹیفکٹ ہے جو آریہ سماج کے دیوش
کو زیر نفٹ ٹورنچا نے ۲۲ مئی ۱۹۰۶ء کو بمقام کسٹا عطا فرما کر ”بیلن سچا
خبر کے ما ڈپٹی کمشنروں سے یہ اطلاع ملی ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماج مذہبی مقامات

یا غیاث سازشوں اور سرگوشیوں کے سلسلہ طویلین کا حکم موجب ۱۰ جون ۱۹۴۷ء

نوائے سرٹیفکٹ سنا تن دہرم گزٹ قدیم آریہ بھی دیا نندیوں کا ایک
عدالتی سرٹیفکٹ پیش کرتا ہے کہ

فی الحال (آریوں کی بددینی کا) ایک گل کرناں میں کہلا ہے
سکرری صاحب آریہ سماج کرناں آریہ اخبار ست دہرم چپراک
میں خبر دیتے ہیں کہ وہاں سن ۱۹۴۷ء کو صد ہزار کرناں میں
ہندت دہرم دیو آپریشک آریہ پر تھی مذہبی سبب پنجاب نے
اپنے دوران لیکچر میں عیسائی مذہب کے اصول پر کچھ
دیا کیساں دیا تھا جس پر چند ویسی عیسائی بڑے ناراض ہوئے
اور جوش میں آکر ہندت پر حملہ آور ہوئے اور ان کے روز ہندت جی
اور دس دیگر سماجک پرشوں پر مقدمہ فوجداری بابت توہین
مذہب بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہارہ وارکر کر دیا
جسے جلی تار خچہ پریشی، جولائی سن ۱۹۴۷ء مقرر ہوئی ہے۔

اس مقدمہ کے انجام کا حال ہمارے ایک دوست آریہ سماجی صاحب کو جو اسی
پہر میں کرناں سے ضلع دہلی میں تبدیل ہو کر آئے ہوئے ہیں پورا معلوم ہے۔ اور انہوں
نے کچھ بتایا بھی تھا جسکو ہم کسی دوسرے موقع کے لئے محفوظ رکھتے ہیں۔
دسوائے سرٹیفکٹ۔ آریہ سماج بابت ماہ اپریل سن ۱۹۴۷ء میں حیدر آباد آریہ سماج
کے سالانہ جلسہ کا مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں سے ہم آخری تحریر کا اقتباس نقل
کرتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۱۵۷ رسالہ مذکور۔

۳۱ جنوری سن ۱۹۴۷ء دس بجے دن کے ایک پوٹیمین

علاقہ مغلائی نے سماج مندر میں اکریاں کیا کہ آج تمہارے
سومنی شریمان برہم چارسی یثا سندھین سب کے مکے
پل میں بیٹی روار کے جاوین گئے۔ تم لوگوں میں سے جو
شخص ان سے ملنا چاہے وہ اسٹیشن پر مل لے۔ اس وقت
سماج مندر میں صرف چند ہی اشخاص موجود تھے۔ یہ
خبر ایک حیرت عباس کے ساتھ پھیلی۔ ممبروں کا دل
اس کی بوجھہ تھا اس خبر نے انہیں اور بھی مغموم کر دیا
میں نے دن کو کو تو ال صاحب علاقہ نظام نے ایک
بولیس اسپیکر کے ساتھ بالکل ہی معمولی گاڑی میں
برہم چارسی جی کو سوار کر کے اسٹیشن پر روانہ کیا۔ اسٹیشن
ریلوے پر یہ سماجک مغموم حالت میں باچشم غم رہی
جی کے دس کے انتظار میں پہنچے۔ تھر در ویش بر
جان در ویش سب برہم چارسی جو اسے ملے
کیا اور گاڑی چھوٹ گئی

اس جیل وطنی کی وجہ یہ تھی کہ جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر رزیدنسی نے فرمایا کہ تم نے
بہت مسلمانوں کے دل دکھائے وہ بچھن لگے ہیں۔ اسلئے اب اجازت جیل
کرنے کی نہیں مل سکتی صفحہ ۱۵۵۔

نظر میں! چند سرٹیفکیٹ ہم نے بطور نمونہ پیش کئے ہیں وہ اس قسم کے
بہت مفیدات ہیں جن میں ان چیزوں کو تنبیہ۔ سزا۔ فہمائش۔ وغیرہ برنی۔ ابھی
تعلیٰ۔ چہانسی۔ اور پشاور کا مقدمہ علاوہ ازیں دیو جیو اخبار عام مورخہ ۱۹۰۹ء فروری ۱۹۰۹ء
کیا عطف جو غیر بد وہ کھوئے۔ جو دو وہ سر پہ چڑھ کے بوسے

خود آریوں کی شہادت ہی کیوں نہ ہم اس بارے میں پیش کریں جس میں وہ خود ہی اپنی
بدزبانی کا اقبال کرتے ہیں تاکہ کسی اور دلیل کی احتیاج ہی نہ رہے۔

آریوں کی بدزبانی پر خود انکی شہادت

ہماتپارٹی گورنر کل کانگریسی کے سالانہ جلسہ پر ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو جو آریہ کا نفس ہونی
اس کا مضمون "غیر مذہب والوں سے ہمارا برتاؤ" تھا جس مضمون پر
رام دیو سیلی نے اسے گورنر کل کے ہیڈ ماسٹر نے کہا کہ "ہمارا طریقہ
تحریر اور تقریر اس قدر ناموزون ہے کہ اس میں تبدیلی کرنے کی
سخت ضرورت ہے" اور ایسا ہی منشی رام نے جو اس مجلس کا ممبر تھا
کہا کہ "اتنا ضرور ہے غیر مذہب والوں کے ساتھ سخت الفاظ سے مخاطب ہونا
نہیں چاہیے کیونکہ ویدک دہرم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عیسیٰ (علیہ السلام)
کو سخت الفاظ میں مخاطب ہونے سے انتہا نہیں ہو سکتا یا یہ سب جھوٹ تھا جو
گورنر کل کے پنڈال میں بدلا گیا کیونکہ اسپر عمل نہیں ہو بلکہ بعد ازیں اوجھی سخت
لفاظ سے غیر مذہب والوں کو خطاب کیا گیا ہے جیسا کہ اسی پارٹی کے لیڈر ہرمیاں سے
ہو رہے ہیں اخبار پر کاش کی ہے پُرکاش جو ہماتپارٹی کا اخبار ہے ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کی
اشاعت میں آریہ مسافر دیانندیوں کے ماہوار میگزین کی طرز تحریر پر یوں رائے
زنی کرتا ہے "جہاں آریہ مسافر نے ہمیں بہت سے فوائد پہنچائے ہیں وہاں فساد
کے ایک نقصان بھی پہنچایا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ایڈیٹر صاحب کی تحریر میں
بھی کچھ سختی آگئی ہے جو لوگوں کے شایاں نہیں"۔
آریہ ہیرالڈ بابت ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے "ہمارے ایڈیٹر
کیکڑا پر جوہن بعض من میں سے بھی اس عادت دغش اور بدزبانی کی

زیر زمین ایسے جگہ سے ہوئے ہیں کہ ان کو دورانِ لکیر میں خیال ہی نہیں ہوتا کہ وہ ایسی
 بات مبارک سے کیسے لفظ بیباختہ نکال دیتے ہیں جہاں مہذب اور شاہساز
 زمینوں کی جماعت موجود ہو وہاں ایسے محسوس الفاظ کا زباں سے نکلنا کیسی شرم
 کی بات ہے کیا اسی پر ہم ہندو اور شائستہ کی کا دعویٰ کر سکتے
 ہیں۔ "بلفظ"

لوصا جو اربو آریہ سماج پر بد زبانی کا فرد جرم لگایا جانا ضروری ہے کہ
 نہیں؟ اور یہ ایسی شہادتیں ہم نے نقل کی ہیں کہ جن کے بعد آریہ سماج کوئی صفائی
 کا ٹوہ نہیں دے سکتا اور اس جسم سے بری نہیں ہو سکتا۔ ہمارے پاس
 اس قسم کے بہت سے مضامین ہیں جو بیدار میں لائے جانیکے قابل ہیں
 مگر کیا کیا جائے۔ سارے کا حجم بڑھتا چلا جاتا ہے احباب کی جانب سے تقاضے
 پر تقاضہ ہو رہا ہے کہ رسالہ کی اشاعت جلد کی جائے۔ ایک مضمون نہایت ہی
 دلچسپ و ضروری "آریہ سماج کی گئی یاد مضمون میں پھوٹ"۔ "ماجاتا ہے جسکو
 بوجہات مذکورہ اس حصہ میں لکھنے سے معذور ہیں۔ ناظرین حصہ دوم کا انتظار کریں
 جس میں انشاء اللہ تعالیٰ دہریہوں کے دیگر اعتراضات کا تفصیل اور مکمل جواب
 ہو کر نو آریہ کی پوری پوری پردہ درمی ہوگی اور اسی حصہ میں مضمون موعودہ لکھا جائیگا
 اب ہم حصہ اول کے حصہ دوم کو ایک ایسے خط پر ختم کرتے ہیں جو دیانتداری کی طرف
 سے اخبار البشیر میں دیانتداریوں کے نام شائع ہوا تھا جس کو شاید ہریال دیانتد
 کے نوہال نے ہٹک نہ پڑا ہو گا۔ اخبار پر کاشش مورخہ جون ۱۹۰۹ء شائع کی صفحہ ۹
 کا مذہر کسی آریہ نے ایک خط زیر عنوان "مرزا غلام احمد کا پیغام اپنی
 مس کے نام" شائع کیا تھا جو نیوگی دماغ کے خلل یا آریہ دہرم کی
 استبازی کا پورا نمونہ ہے۔ دیانتداری کو جو کہ اشاعت پیغام کے وقت یعنی جون ۱۹۰۹ء

میں کسی حوالی قابل بین کرم کا چھل ہوگ رہا تھا اس پیغام کا جب پتہ ملا تو اس نے بھی اپنا نام و پیام اپنے حیلوں کے نام بذریعہ ایک پیچہ اخبار الکبیر کے شائع کرا دیا جو ہر ایک کے پڑھنے کے قابل ہے اور نہایت دلچسپ ہے یہ میں غریب دیانتدہ اپنی حالت زار کا بیان کیا ہے کیونکہ یہ ممکن تھا کہ دیانتدہ کے مسئلہ حریف حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے نام سے کوئی تحریر پر کاشش میں شائع ہوا اور دیانتدہ خاموش بیٹھارے پر کاشش کے پیغام کا نکلنا تھا کہ دیانتدہ کو جو شش آگیا اور جھٹ اپنی **سینا** ستم ایک خط تو لکھ مارا لیکن بوجہ اپنی موجودہ جنم کی ندامت یا کسی اور مصلحت کے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ اس لئے ناظرین کو نام کے عوض نفس مطلب سے کام رکھنا چاہیے۔ گویہ دیانتدہ کی حالت کا ہی بیان ہے مگر تاہم دلچسپی سے خالی نہیں۔

دیانتدہ کا پیام اپنے حیلوں کے نام

میرے پیارے بھوت اور تبتے اندر زندہ

جب سے یہ پرتھوی (دنیا) چچی گئی بلکہ پرکئی (مادہ) کے اجزاء سے مل جل کر خود بن گئی ہے۔ تم میں سے بعض ہزار ہا مرتبہ میرے پتا اور بابا کے باوا رہ چکے ہو بعض نے صد ہا مرتبہ سوامی اور ماسٹر کی حیثیت سے کبھی مجھے گاڑی میں جونا اور کبھی بل میں چلایا کبھی میرے کندھے پر جوار کہا اور کبھی میری پیٹھ پر بوجھ لاداسے۔

بعض نجار ہاتھ پیٹ کے بل موری میں ریٹکتے ہوئے یا پول ہزار

میں نوٹتے ہوئے دیکھ کر نفاس مزاج سے منہ پھیر لیا ہے۔

بعض نے متعدد مرتبہ مجھے گاؤں کے آس پاس قدرتی انسکریٹر صفائی

کا کام کرتے ہوئے پا کر اپنی کم فہمی سے ایک ذلیل و حقیر جو پایہ سمجھا ہے۔

اس صورت میں نہیں فرزند و اور بچہ کے خطاب سے مخاطب
 نہیں کر سکتا مگر جو میرے تعلقات پہچلے ہی جنم میں تھا اسے ساتھ رہے ہیں
 جس سادہ لوحی و حقیت شعاری سے تھے میری بریویج و لجر
 و خلاف عقل بات کو مانا ہے اس پر نظر کرتے ہوئے میں نے نہیں
 تھے فرزند کہہ رکھا ہے۔ اور آئندہ ہی پکارا نگار میں نے انسانی حوالہ
 میں بعض پوٹیکل متعلقوں سے ایسی چند باتوں کا اقرار کیا ہے جن کو میں سچ
 نہیں جانتا۔ مگر اب کہ یہ سن عام لوگوں پر ظاہر ہوا ہے میں اس بات
 کیوں تپتا ہوں اور اپنے نصارت و دیش کے دشمنوں کو اپنی غیارتی ظاہر
 کر کے۔ کیوں نہ جلاؤں۔

ناخلف فرزند و ہم عجب مانتھا اس کے بموجب مادہ کا ازلی بادی
 میوتا ہرگز ثابت نہیں۔ مگر سائنس یکار یکار کر مادہ کو غیر قافی بتلا رہا تھا۔ اس
 لئے میں نے بادل مانا۔ سائنس کی ناکامی کو ایک فتر سے مادہ غیر قافی ہونا
 جرت گہڑ دیا۔

مادہ اور روح کہ ازلی مان کر ایشور کے ماننے کی کچھ ضرورت نہ تھی لیکن
 میں ایسا نہ کرنا تو مجھ سے بڑا بکر جہان میں کوئی احمق نہ ہوتا۔ اس لئے مشرقی
 طبقہ کا خیال کر کے بنا چاری خدایا ایشور کو ماننا پڑا۔ لیکن اسکو ماننا یہ حال تھیں
 جلد طہیر بانی کا۔

نامراد بچہ یا نہراٹھ کو سدا ہے کہ الہام الہی (وید) اس وقت نازل ہوا جبکہ
 کوئی زبان بھی ماقبل نہ ہوئی تھی۔ مگر تیداؤ کو سوائے اس ایجاد بندہ کے ہم پیش
 دشمنوں سے خاسر قادیانی پہلوان سے کیونکر عہدہ برآ ہو سکتے تھے
 گو کہ کوئی فتر یا اشلوک اپنے دعوے کی تائید میں اپنی ہی کتابوں سے پیش

نہ کر سکیں تو بھی یہی نہیں کہتے رہنا چاہیے۔

مکمل ہے کہ تم ان سچی باتوں کو نہ مانو۔ اور ان انکو الا سواد لیسو
محسوس کہہ کر ان سے انکار کرو۔ تم اگر ایسے ناخلف ہو گئے ہو تو میں تم سے
دریافت کرتا ہوں کہ ایک ارب ۹ کروڑ برس سے تم اپنا وجود مانتے ہو۔ تم ابتداء
افتریش سے ایک ہی کتاب۔ ایک ہی اہام۔ ایک ہی مذہب اور ایک ہی
زبان تسلیم کرتے ہو۔

اس صورت میں مجھے بتاؤ کہ جب کروڑوں برس تک کوئی دوسرا مذہب نہ
تھا تو تمہاری مطروحات کتاب اور مجوزہ الہام نے تمہیں کیا فائدہ دیا؟
یہی نہ کہ آج تک آواگون کے پھیر سے نکل سکے۔ پیراچین زمانہ میں اگر
تم بھی بیل۔ گلے۔ گھوڑا۔ گداہا بنتے تھے تو دنیا کا کاروبار کیونکر چلتا تھا؟
ملکتی باڑی کا کام کس ذریعہ سے ہوتا تھا۔ دودھ اور گہی کہاں سے میسر آتا تھا۔
اور چھکڑے کس ذریعہ سے چلتے تھے اور جب الہام کو مان کر تم ہی اس چکر میں
بھٹکتے ہوئے تھے تو ایسے الہام اور ایسے دہم سے کیا فائدہ؟

میں سچ کہتا ہوں کہ ایشور یا خدا کا خیال زاوہم ہے میں نے اس کو
ضرورت اس لئے اپنے مت میں شامل کر لیا تھا کہ ہمارے پیچھے دشمن
کہیں وہ ہریت کا کھلا ہوا الزام نہ دیں۔ پس جب ایشور ہی نہیں تو ایشور
کیا کیسا اور ہمارے کیسی یہ کارخانہ یونہی چلا آیا ہے۔ اور یوں ہی چلا جائیگا
جیوا تمنا (روح) ایک جون سے نکل کر دوسری میں اور دوسری سے تیسری میں
جانے گی اور یہی آواگون جاری رہے گا۔ اب یہ تو تمہیں معلوم ہو چکا کہ میں نے محض
ضرورت وقت کے لحاظ سے چند خود تراشیدہ باتوں کو قبول کر لیا تھا لیکن تمہیں
میری عیاری کی تعریف کرنی چاہیے کہ میں نے خدا بھی تصنیف کیا تو محض۔

برائے نام۔ او عضو معتقل جب نہ دعا قبول کر سکے۔ نہ گناہ بخش سکے نہ ارواح کا
خاکی نہ مادہ کا پیدا کنندہ۔ نہ ایک ذرہ اپنی قدرت سے بنا سکے۔ نہ ایک قطرہ
کے کر سکے نہ کسی بہکت کو دشمنوں سے بچا سکے۔ ورنہ دھرم کے اعتدا کو
خبر الگیز اس کے کیا تم نے لیکر ہم کا واقعہ بخشیم خود نہیں دیکھا کیا تم نے میری موت
سے یہ سبق نہیں سیکھا کہ کیسا پریشور ہے جس نے ہمارے ساتھ یہ کچھ کرایا
جس یاد رکھو کہ میرا بتایا جو پریشور اس نام ہی نام کا حقیقی خدا اور القا و خدا الکریم
ہو سکتا ہے۔ تو اس دم کا ہی ہو گا یہی وجہ ہے کہ میں نے تم کو کسی عبادت
کا پابند نہیں کیا۔ ہاں دیگر اہل مذہب کے طعنوں سے بچنے کے لئے صبح و
شام برائے نام دو چار سنت صرف کرنے کی ہدایت کر دی تھی۔ سو میں خوش
ہوں کہ تم اس کی پابندی نہیں کرتے اور یہ قیمتی وقت بھی غیر مذہب کی توہین اور
ان کے ہادیوں بزرگوں کو گالی لگاتے اور ماکشوں کی بھگانی کی تلمیذ سوچنے میں
صرف کر دیتے ہو۔

تالاب پتروں خواہ تم مجھ کو مرجع غرافات و منبع ہزلیات کہو خواہ میری اس
صاف گوئی کو حماریت پر محمول سمجھو مگر میں صاف صاف کہوں گا کہ سوائے
ماہ اور روح کے ایشور کوئی چیز نہیں میں نے اپنے خیالات کی اشاعت کے
لئے ایک معتقل اور بیکار خدا تسلیم کر لیا تھا۔ نہیں بھی چند روزہ ضرورت
کے خیال سے ایسا ہی کرنا چاہیے اور اس طرح مہربانی کر اپنے پوئلک
مفسدین مصروف رہو۔

تمہارا اصلی دھرم یہی ہے کہ آریہوت میں ایک ہی مہچہ یا کشتی باقی
رہے اسکے لئے سب سے اول اپنی تعداد ڈرانا اور پھر حقیر تدابیر سے کام لینا چاہیے
خدا بڑا ماننے کے لئے تم نے مسخ ہی کی وہ بے نظیر تدبیر سوچی ہے جو میرے

گلاب و خیال میں ہی نہ تھی۔ تم نے پہلا دار بھی جو لاہور میں تھا۔ خدا نون پر کیا ہے۔ جس کے کارگر ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو سکتا تھا جب یہ کثرت سے تم میں شامل ہوں گے تو ہر مین شریفہ میچوں کی کچھ پر وہ نہ رہے گی۔

دوسرے تم نے نسلے گھڑنے اور مظالم کی داستانیں تراشنے میں بھی کافی ترقی کی ہے یہ بھی ایسا چلتا جاوہ ہے جو کبھی بے اثر نہیں رہتا۔ ہاں تم سے کچھ بوقوتی ہوئی ہے تو صرف یہی کہ ٹیوگ کے ترقی دینے میں کافی توجہ نہیں کی حالانکہ ہمارے پاک دہرم کا یہ پاک اصول بھی بہت سے لوگوں کو تمہاری طرف متوجہ کر سکتا ہے۔ تم اس کے جو از و علم جو از پر بعض وقت غور کرتے ہو تو تمہاری ضمیر اور کائناتیں بدلتی ہیں۔ تم اس سے نفرت دلاتے ہو اور صریح حرام کاری معلوم ہوتی ہے لیکن تم اپنے دلوں کو تسلی دینے کے لئے سمجھ لیا کرو کہ تمہارے تمام بزرگ رشی مینی و رساو ہو۔ جو اتنا اس پر عامل رہے ہیں یہ اسی قدر مفید لکھا ہے کہ ایک سنیا سی بال پیر بھاری ہی خانہ داری کے تعلقات سے آزاد ہو کر جہند استریون کو دال رہے سکتا اور بڑا تکلف آ رہا جاتی کی تعداد کو بڑا سکتا ہے

اندھے بچے اگر گلاب میں بظاہر تم میں نہیں ہوں مگر بھی تمہاری سود و سود کے خیال میں ہر دم مصروف رہتا ہوں یہ سامنے والی بلند عورت جس کو اسکول یا ڈی۔ ایس۔ دی کل لگتے ہو۔ سکومیری محنت کا ثمر ہونا چاہئے۔ گو میل سخت گہرا آگ لگتا ہے بعض اوقات میری طاقت سے زیادہ مجھ پر اینٹیں لاد دیتا ہے تو بھی میں نہیں گھبراتا تم یہ سکر خوش ہو گئے کہ میں ہی تمہاری خدمت نہیں کر رہا بلکہ دہرم و برہم و سوامی شہر چٹنگ اخبار دلا جو بچے جنم میں بھی میرے رفیق تھے کھو کی زیر نگرانی ادا دیر ہے میں تم اس عہد کو مضبوط بناؤ۔ غم شہنا بناؤ مجھے کچھ

عذر نہیں مگرو تیار تھیوں (طلباء) کی تعداد اور بڑا ہوا۔ کیونکہ تمہارا مقرر چند تھا کرو
میری خرید کا پیغام وہ چکے معاملے ہو کر اگر سودا بنگیا تو چند و بھنگی کی زیر نگرانی تھا
کی زیادتی تعداد کا خیال مجھے بڑی طرح بھگتنا پڑے گا۔ اگرچہ میرے تینے دہریال نے
دروغہ صفائی کا کام لے لیا ہے مگر اس سے بھی مجھے امید وفا نہیں کہ وہ بھی کچھ
توجہ میری بنے بسی پر کر کے میرا بوجھ بٹانے کے واسطے جلد میرا شریک حلال اگر کوئی
گاسیاد ہرم ہر کوئی چند و بھنگی سے کہہ کر کلو سے خرید لینے کی کوشش کرے گا اگر
چند و بھنگی کے پاس روپیہ نہ ہو تو اب بھی نہیں کہ دہریال اپنا کھات کو وہ بچل
ہی اس کو کچھ روپیہ دے دیگا۔ تاکہ وہ کلو سے دہرم دیر کا سودا کر کے میری
امداد کے لئے لے آوے۔ اسلئے طالب علموں کی ایذا دی میری جان
پر وبال ہوگی۔

میرے غریب بچو احب میں پرادہ پر جا کر تمہاری کیفیت اور کالج کی
حالی سے قدیم حامی تھیوں اچھ چند اور بھگت رام سے ہاں کرتا ہوں لادو یہی تھی
سے جیسے میں بچو لے نہیں سماتے۔ یہ دونوں ہمارے صفائی کا قدرتی مسکٹر
ہوئی وجہ سے پرادہ کے بار و گروٹھو مار رہے ہیں۔

نادان خیر و اکیار حیرت انجرام نہیں کہ بز خود ارمات شعار۔ قرة العین
یہ کائنات میرے مسد حریف مرزا غلام احمد علیہ السلام کا پیغام تو ان کے معتقد
نہیں تھا وہاں۔ مگر میں اس نادان کی نظر میں اسناد سل اسنا حقیر۔ ماسنا چیز ٹھہرا کہ میرا پیغام
تم تک پہنچتا غیر ضروری سمجھا جس کو میں نے مجبوراً ایک پیچھے اجبار سے نام
کا۔ کے توسط سے تم تک پہنچا یا اور بوجہ تمہاری طرف سے جواب نہ
انے کے دوبارہ اس کو اپنے حریف مرزا قادیانی علیہ السلام کے خادم
کے ہاتھوں پہنچی تاتوں

نور چشم پر کاش نے مژا کا پیغام غلط تو کیوں شائع کیا ہو گا۔ البتہ مجھے کم صدقہ
 پہنچا نیکی غرض سے بجائے فردوس برین کے خلا تار یک لکھ دیا ہے میں نے جب
 مژا کا پیغام سنا تو کہا کہ مژا ہی مرے ہیں رہا جو دنیا سے نجات پاتے ہی ایسی
 جگہ تو پہنچ گیا جہاں نہ کلو کھار کے ڈنڈے سے اسکو آزار پہنچا سکتے ہیں اور نہ اینٹ
 چوڑا جو اس کی مکر کو خم کر سکتا ہے۔ کاش میں اگر مژا قلمی اس موت کو قبول لیتا
 ہے۔ جو برہین احمد مدین اس نے جھٹک کر تھی تو میں ہی اسی خلا تار یک میں
 پہنچ کر اس روز مرہ کی لکھ کو ب سے نجات پا گیا ہوتا۔ میں نے اس ردشن کرہ
 میں رہ کر کیا خاک فائدہ اٹھایا ہی کہ زمین بھاگ رہا ہوا ہوں۔ پر اوہ کی گلی سٹری لگا کر
 کے سوا کچھ کہانے کو ہی نہیں ملتا۔ یہاں بے رحم کلو اس جون کے بعد اگر میں
 کھار ہوا تو مجھے اس جلا دی کا مرا جہاں دوں گا اور دو چند ہو جہہ ہی تیری
 پر لاؤ کر چین نہ لوں گا۔

مگر اے بے اگر میں کھار بن گیا اور ایک مرتبہ میں نے بد بخت کلو سے
 بدلہ ہی لے لیا تو اسکی کیا ضمانت ہے کہ بندہ جنم میں کلو میرے پٹھوں کا گوست
 ہی بن کر نہ رہے گا۔

بد قسمت بچو! مژا جو ایک عظیم الشان انسان تھا اگر وہ میرے نور نظر
 تحت عکس پر کاش کو احمق اور گدا پانہیں بنا دیا اور حقیقت خلعت تار یک میں
 پہنچ گیا ہے تو وہ مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے ہر لحاظ سے بڑا ایک اور
 لکھ کی نیگ راہ نے جو خط اخبار پر کاش میں یوں غصہ ٹال کر لکھا ہے اس میں
 ہے کہ تو با حضرت اقدس مژا صلی علیہ الصلوٰۃ والسلام خلا تار یک میں ہیں۔ انہوں نے
 مستفیدین کے نام نہ مند جب پر کاش مورخہ ۹ جون شہ ۱۳۹۱ء بھیجی ہے۔ اس کے مقابلہ میں
 یہ دیانند کا پیغام لکھا گیا ہے۔ مولف۔

۹۶ کروڑ برس سے بندر رکتے۔ گدھے پچھڑے سور۔ لنگور۔ بچھڑے سانپ وغیرہ کی صد ہا جوتوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔

خلائے تاریک۔ او خلائے تاریک تو کدھر ہے۔ مرزا نو جنت الفردوس میں ہے۔ مگر میرا غم کم کرنے کی غرض سے پرکاش نے اسکو خلائے تاریک لکھ دیا ہے۔ کاش میں خلائے تاریک میں ہی پہنچ گیا ہوتا۔ او خلائے تاریک تو ہی مجھے اور میرے ساتھیوں اور عقیدتمندوں کو دامن میں کیوں نہیں چھپا لیتا تاکہ دنیا کی سیاہ کاری کا پردہ ڈھاک جائے اور بقیہ چار کروڑ برس کے چکر سے نجات ملے۔

بد نصیب فرزندو! مجھے یہ خوف اور بھی مارے ڈالتا ہے کہ جب مرزا نے اس روشن کرۂ میں زبردست کامیابی اور عزت حاصل کر لی تھی تو خلائے تاریک میں وہ کیا کچھ نہ کر گزرے گا۔ جو میرے بزرگ اور دوست اور استاد اسی نیک عمل کے باعث ادا کوں سے چھوٹ گئے ہیں اور خلائے تاریک میں ہیں۔ مجھے ڈرتا ہے کہ یہ مرزا انکو بالکل مبرا دہم کا مخالف بنا کر مسلمان نہ کر ڈالے اور پھر جہنم لیتے۔ اس پر توحی میں آنے سے باز رہیں۔

ہائے مرزا! جب تیری قسمت پر رشک تھا ہے تو خلائے تاریک میں بھی جین ادا کا دہرے پر کہوں کو ضرور مسلمان بنائے گا۔ اور میں بد قسمت اسی ختم میں ظالم کلو کے ڈنڈے سے شکہاؤں کا۔ بلکہ چار کروڑ برس تک کبھی پڑاؤ کی خاک چھانوں گا۔ او کبھی تیلی کا بیل بکرا ایک ہی مرکز پر چکر لگاؤں گا۔ کبھی سانپ بچھڑے بکرا انسانوں کی جوتیوں سے کچلا جاؤں گا۔ اور تہ خلائوں۔ مویوں۔ نالیوں میں بیٹ کے بل چلوں گا۔ اور کبھی پیچھوں کے پھندے میں پڑ کر ہوں۔ کتنوں پر کام کروں گا۔ یہ خیالات ہیں جو میری بوجھ سے لدی

بیوی پیٹھ کو اور ہی خم کئے دیتے ہیں۔

بدبخت بچو! ان ہر لٹاک صدموں کے ساتھ ایک امر کا خیال دل کو باغ
باغ کئے دیتا ہے۔ وہ یہ کہ فارون صرف اس بات پر فخر کرتا ہے کہ اس کے
بزرگ ترقی کرتے کرتے بندر سے انسان بن گئے اس کے بالمقابل ہمارے
خو کو دیکھو کہ ہم اور ہمارے بزرگ کتا۔ بندر۔ ریکچہ۔ لنگور۔ مکی۔ مٹری
کھمل۔ پستو۔ چھر۔ پیٹڈک۔ کچھوہ۔ پھلی وغیرہ ہر جون میں
ہر ترقی کر کے انسان بن گئے۔

نما عاقبت اندیش بچو! اب میں تمہارا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا اگر مرزا کے
نام سے میرے کسی راحت جان پارہ جگر نے ہر کوئی پیغام بھیجا تو میں کلو کہا سے یا
اس سے اگر چہ ہندو مت سے غریب لیا تو چہندہ سے کچھ دیر کے لئے پیچھا چھوڑا کر چہر
تمہاری نصیحت کے آجاؤنگا۔ اوم شانتی شانتی۔
راقم تمہارا گرو اور روحانی باپ سوامی از پڑا وہ کلو کہے۔

مولف

ۛ کتبہ محمد اسحاق علی عنہ ۛ

فہرست کتب و آریہ وغیرہ

صافقہ ذوالجلال پرنسپل دھرمپال حصہ اول
 خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے میری سعی مشکور فرمائی
 درصافقہ کا حصہ اول امید ہے بڑھکر مقبول خاص و عام ہو اپہلا
 ٹیڈیشن جو ایک ہزار طبع کر آیا تھا وہ ہاتھوں ہاتھ دو ماہ
 کے اندر اندر نکل گیا چونکہ فرمائشات کا وہی تانتا بندھا رہا۔ مگر
 کتاب ایک بھی باقی نہ تھی اس لئے دوسرا ایڈیشن چھپوانا
 پڑا۔ جو نہایت عجلت کے ساتھ چھپوایا گیا۔ اس میں اس قدر
 ترمیم کی گئی کہ ایک ادھ مضمون جو پہلے ایڈیشن میں مقدم و موخر چھپوا
 ہے۔ اس کو با ترتیب کر دیا۔ حصہ اول بجائی ہر دو جزوالگل لگ
 رسالوں کی صورت میں ہونیکے اس دفعہ دو بار کا ایک ہی سالہ کر دیا
 گیا اور قیمت جو پہلے ہم رکھتی اب سہر کر کے چاہا گیا ہے کہ خدا
 بخدا اس میں برکت ڈالے اور میرے لئے موجب نجات ہو آمین

لئے کا پتہ

قاسم علی احمدی تراہیرام خان اپنی منڈی پان

نام کتاب

غلام مصطوفی

قیمت بلا محدود

۱۰۰

مصنف سلطان القلم اس کتاب کا مجموعہ ۶۴ صفحہ تک ہے۔ قانون قدرت کی تفصیل ہے کہ قانون قدرت جس کو لوگ کہتے ہیں وہ کیا ہے خدا کا قانون محدود نہیں اس کے بعد آریں اعتراضات معجزہ شوق القلم کا جواب ہے۔ اور پرزور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اشتقاق ضرور اور رسول عربی ندائے امی دانی کے ہوتے ہوئے پھر راجع و مادہ کی قلت اور تنازع کی تردید کا جواب اس کا جواب لکھنے والے ہندو یا آریہ کے لئے یا نور یہ نظام مقرر ہے

۱۲

۸

۱۰۰

مصنف سلطان القلم یہ ایک بڑی ضخیم کتاب ہے ۱۹۰۶ء میں لاہور آریہ سماج نے ایک جلسہ کر کے دیگر مذاہب کو اس میں مدعو کیا تھا جس میں یہ سوال قابل حل تھا۔ کہ دنیا میں کوئی الہامی کتاب ہو سکتی ہے؟ اور اگر ہو سکتی ہے تو وہ کونسی ہے؟ اس پر حامی اسلام حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا ایک چٹا چٹا جواب تھا کہ کو الہامی ثابت کر چکا ہے اس کے بعد آریوں نے قرآن مجید و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت شومی سے جو اپنے لیکچر میں حملے کئے تھے ان سب اعتراضوں کا جواب نہایت شرح و بسط کیساتھ مثال و کمال دیا گیا ہے جس کے بعد کسی دیگر کتاب کی احتیاج باقی نہیں رہتی یہ کتاب اس لیکچر اور اس جوابات کا مجموعہ ہے اور سب سے آخری تصنیف مصنف علیہ السلام کی ہے اس کا مطالعہ ازہیں ضروری ہے

آریہ

مصنف سلطان القلم یوں کی حقیقت برہنہ کر دینی بے حجاب کی تلاش تہذیب و ادب کی حقیقت بتانی بنیادی رسوم کی تردید متو دلالہ کی تحقیق وغیرہ

۱۳

نیم دعوت

مصنف سلطان القلم تبدیل مذہب کے لئے مستعد علم کی ضرورت ہے

۱۴

ملنے کا چٹا نام علی محمدی مؤلفہ صاعقہ ترا ابیہم خان پرانی منڈی چولہا

جسٹینون اور مسلمانوں کا مذاکرہ عرش کیا جہیز ہے آٹھ فرشتوں کا عرش کو اٹھانا کیا معنی رکھتا ہے

پنج

مصنف سلطان قہم قدیم ہندو مذہب کی ایک بیوگ کی عجیب و غریب
تردید دیگر مسائل آریہ کا رد وغیرہ

۱۰

عظیم مذاہب

مصنف سلطان القہم ^{۱۹۲۷} ع کی یادگار پنجاب میں تمام مذاہب
کا جو جامع ہوا ہے اس میں یہ یکچہرہ حقیقت اسلام پر پڑھا گیا
جس کو غیر اقوام نے بھی بہت سے انفضل اور مدلل تسلیم کر کے اس پر
تخلیفی ریویو تحریر کئے ولایت میں انگریزی ترجمہ بند یو ریو یو ہو کر پہنچا
گیا۔ پنج مسئل سوالات کا جواب صرف قرآن مجید سے دیا گیا ہے اس
یکچہرہ کو غیر مذاہب میں تقسیم کرنا ثواب عظیم کا موجب ہے

۲۴

اسلام اور اس کے دیگر مذاہب

مصنف سلطان القہم۔ لاہور میں یکچہرہ ایک عظیم شان جلسہ میں پڑھا
گیا ہے جس میں اسلام کا دیگر مذاہب کے ساتھ مقابلہ کر کے غلبہ اسلام
علی الدین کو ثابت کیا گیا ہے

۲۸

ویدائیل اور قرآن

مولفہ جناب ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی دکنری
انجمن احمدیہ دہلی اس میں ہر مذہب کے دکھلایا گیا ہے
کہ کس مذہب نے القادریہ کا تہ دیا ہے مدینہ وغیرہ یہ بصورت یکٹ
نہ اول شاہ مع کہا گیا ہے۔

۳۰

ہندو مت کی نشوونما

مصنف عاجز قاسم علی مؤلف سائنس ۲۷ جون ۱۹۲۷ء کو جو
آر۔ کے۔ ڈی نام ایک انگریز کی شدہ ہی آریوں نے دہلی میں
کی تھی۔ اس کی اصل حقیقت اور مذہب کا مفصل حال کہ وہ
کس حیثیت اور اعمال اور رتبہ کا آدمی ہے اس میں وہ فیصلہ نقل کیا گیا ہے
جس میں مذہب کی صاحب کعدالت صاحبی کشتی پر اور دہلی سے منسلک

پنج

ملنے کا پہلا قاسم علی لکھنؤ سائنس تراہما برہمن براتی ہندی بھول دہلی

نام کتاب

خلاصہ مضمون

قیمت و لا محصور لٹاک

دین اور ایمان کا مذہب

یہ اردو دینی سے سزا و قید و جرمانہ ہونی سکتی

مرتبہ عاجز قاسم علی مولف صاحب فقہ۔ اس کتاب میں حضرت اقدس
سیح مودود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا مذہب اور عقائد
بیان ہوئے ہیں یہ کتاب اس شخص کو جو سلسلہ احمدیہ
کے عقائد معلوم کرنا چاہتا ہو مطالعہ کرنے کی ضروری ہے یہ کتاب
اعلیٰ دینی کا مذہب پر طبع کرانی گئی ہے اس میں خود حضرت اقدس
مرزا صاحب علیہ السلام کی تصانیف اور تقاریر سے اقتباس
کیا گیا ہے۔ ادا مان اعتراضوں کا بھی جواب دیا گیا ہے جن کی بنا
پر مخالفین نے مرزا صاحب علیہ السلام پر جھوٹے الزام دعوئی
نوت وغیرہ کے لگاٹے ہیں ہر ایک طالب صادق کے لیے اس
کتاب کا مطالعہ ضروری ہے

نیر طبع

پیغام

مصنفہ عاجز قاسم علی مولف صاحب فقہ اس رسالہ میں عجز کی وہ
تمام نظمیں کجیا کر دی گئی ہیں جو سلسلہ مبلسون پر قادیان میں
بجسور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھی گئی تھیں

زیر طبع

فرائد الدین

مصنفہ عظیمہ حضرت حکیمی الامتہ حاجی 'محسن حافظ مودی نور الدین
صاحب خلیفہ المسیح رضی اللہ عنہ بجواب رسالہ ترک اسلام
دھر سپال نو آریہ کل و مدلل بڑی ضخیم کتاب ہے

۲۰۸

کلام سائنس

اس شریک بین دیانندی ست کی اصولی تردد بد نہایت
قوی و لائل عقیدہ سے کی گئی ہے۔ کا مذکھالی چہرہ پانی بہت
عمدہ اور پاکیزہ ہے۔ قیمت پہلے ۲۰ رکتی۔ اب جس قدر
افائدہ عام نصف کر رہی گئی ہے

۱۰

ملنے کا پتلا قاسم علی احمدی مولف صاحب فقہ نوابیہ ایم اے پرائی سنڈی پھول دلی

نام کتاب	موضوعات مضمون	قیمت و محصول
پہلی	مصنف جناب شیخ عبدالرحمن صاحب المجددی نو مسلم سابق جہانی مہر نگہ جی بجواب کتاب "تہذیب الاسلام" - مصنف دھرم پال نواریہ قابل دید و لائق داد	۱۸
دو	مصنف ایضاً - جس میں مصنف نے سکھ مذہب کو ترک کر کے اپنے مشرف باسلام ہونے کی مفصل جوابات دی ہیں اور مذاہب باطلہ بالخصوص دیانندی مت کی زور شور سے تردید کی ہے - تین حصے	۱۴ ۶ ۷ ۱۸
اسلام برق	اس میں "ترک اسلام" مصنف دھرم پال کے اسم باسمی - ترکی بہ ترکی مدندان حکم الزامی و تحقیقی جوابات دیئے گئے ہیں	۱۵
حق پرکش	مصنف مولوی شمس الدین امرتسری - آریوں کے سوا دیانت کی سستی پر کاش کا جواب ہے	۱۸
الہام	مصنف ایضاً - الہام کی تشبیح اور آریوں کی تردید	۱۱
خامز اربعہ	مذاہب اربعہ کی بنیادوں کا مقابلہ	۱۲
بحث تنازع	شائع اور مادہ کا ابطال	۱۲
حدیث دینا	دنیا کی پیدائش کی بحث	۱۲
نیوگ	نیوگ اور شادی پوگان کے متعلق	۱۱
الغامی کتاب	دید اور قرآن کے لہام الہی ہونے کی بحث اور دید و تصور ان کا مقابلہ	۱۶
شرک اسلام	عبد الغفور مال دھرم پال کے رسالہ ترک اسلام کا جواب	۱۶
تحلیف اسلام	عبد الغفور مال دھرم پال کی "تہذیب الاسلام"	۱۶
ملنے کا پتہ: قائم علی المجددی لکھنؤ صافہ تراہیم سیدان می بھل دھلی		

نام کتاب

خلاصہ مضمون

قیمت بلا محصول

۴۰

کاجواب چار جلد میں مکمل ہے

۶

مصنف جناب مولوی ثناء اللہ امرتسری نگیسین آریوں سے جو بہاشتہ ہوا تھا اس کی کیفیت۔

۵

مصنفہ ایضاً دہرہ پال نوآریہ کی نئی کتاب نخل الاسلام کا جواب ہے

۱

دیانتہ کا علم و عقل

۳

سوامی دیانتہ کے اقوال و افعال کا مقابلہ اور تردید

مرقع دیانتہ

۸

پہچان بہات المؤمنین۔ ڈاکٹر شائق کے زہریلے خیالات اور بے بنیاد الزامات کا نہایت برجستہ جواب تحقیقی و الزامی جسے ڈاکٹر صادق علی صاحب اسسٹنٹ سرجن کو پور بھٹہ نے بڑی قابلیت سے لکھا ہے۔ قیمت اصلی ۷ روپے بخشی مگر اب بغرض افادہ عام کم کر دی گئی ہے

اقوال اہل ایمان

۳

اس میں حضرت عیسیٰ کے متعلق ایک جبریت انگیز جہرید تحقیقات درج ہے یعنی آپ کی لائف کا ایک حصہ اور نیز اس باب کی وہ انجیل جو سب سے پہلی سمجھی گئی ہے اور جس کا اصل قدیم نسخہ بت بن بد کے ایک کتب خانے سے دستیاب ہوا تھا پھر تحقیقین یورپ نے اسے نرنج میں ترجمہ کیا اور بعد میں ڈاکٹر مصداق علی صاحب نے اسے جامہ اور پہنایا قابل دید ہے

پانچ اور کتابیں

۴

اشاعت الاسلام پر نواب محسن الملک مرحوم کا مشہور اور موثر کتاب

آیت اللہ

قرآن مجید کے لفظ بلفظ کلام الہی ہونے کا متفقانہ و برجستہ ثبوت

برہان علی اعجاز القرآن

صلی کا چہرہ تاہم علی اسکا دی مومنہ صاف تہ الامیر خلیفہ برائی مندی پھول دی

اس میں جنات و ملائکہ و شیاطین کے وجود پر نہایت محققانہ

۶

مقول بحث کی گئی ہے جسے پڑھ کر ایک بصیرت پیدا ہوتی ہے اور
قرآن کریم کے مخالف و عقائد الاسلام کی غلطی دل پر چھا جاتی ہے
مسلمانوں میں تحقیق حق کا مذاق پیدا ہونے کے لئے اس مضمون کی
کتاب کا مطالعہ ازلیں ضروری ہے

آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت میں نہایت سے

۸

زبردست دلائل دینے کے علاوہ آریوں کے بعض اہم اعتراضات
کے تحقیقی و الزامی جواب بھی ایک موثر و دلنشین پیرایہ میں دیئے
گئے ہیں کتاب کے شروع میں حضور پروردگار کی لائف (حیات طیبہ)
کے ضروری ضروری واقعات بھی درج ہیں

مصنف جناب ڈاکٹر محمد صادق علی صاحب اسٹنٹ سرحد

۳

پورہ پختہ چھوٹے انگریزی جرمنی۔ فریخ زبانوں کی سبھی کتب
مذہبی کی چھان بین اور بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد اس ناواقف قابل قدر
کتاب کو لکھا ہے اور نہایت عمدگی و وضاحت سے
اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ مرد جب اناجیل اور
وہ حقیقت تسلیم شدہ اور بنیاد پرستی پرستی کی اصل کلام
ربانی میں جو حضرت مسیح پر نازل ہوا اور انہیں زمین و آسمان
کا سرور ہے طالبان حق کی تسلی و طمانیت کے لئے
بارہ حواریوں کی نسیم بھی اس میں درج کر دی ہے غرض انجیل
کی بحث و تنقید ایسی مشرح و مبسوط کسی نے کم لکھی
ہوگی..... ہر دو حصہ

میں سے کاچھہ تاسم علی احمدی مولف صاحبہ تراجم پیرام خان برائی منہدی پھول علی

نہم کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت بلا محصول ڈاک
مسلمانوں اور عیسائیوں کا مشہور و معروف منظرہ	امریہ	
ہر دو صدی متحدی مقدمات کی تشبیح ایک دلنشین اور موثر قصہ کے پیرایہ میں۔ فی حصہ ۴۲	۸	
حضرت اقدس امام الزمخانی علیہ السلام کی ایک زیبردست تقریر اور مسند وعدۃ الوجود پر بصیرت بخش کلمات طبیات قابل مطالعہ	۲	
از مسیح موعود علیہ السلام جس کی عمدگی اور قیمتی معارف کا اندازہ زبانی تعریف و سفارش سے نہیں بلکہ پڑھنے ہی سے ہو سکتا ہے	۴	
مصنفہ حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ - کسر صلیب کی حقیقت و مائیت اور اسلام و حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا پورا پورا ایسے ہی امور سے لگ سکتا ہے جو کہ مفصل ذکر اس کتاب میں ہے۔	۵	
انجام اہم	مصنفہ حضرت محمد وح علیہ السلام	۱۲

یہ سب کتب و نیز دیگر ہر قسم کی بے پسا تصانیف
حضرت اقدس جناب مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام عاجز قاسم علی
احمدی - تراہا پیرام خان پرانی منڈی پھول دہلی سے بذریعہ وی پی
یا نقد قیمت بھیج کر طلب کریں محصول ڈاک علاوہ

۱۵ جولائی ۱۸۹۸ء